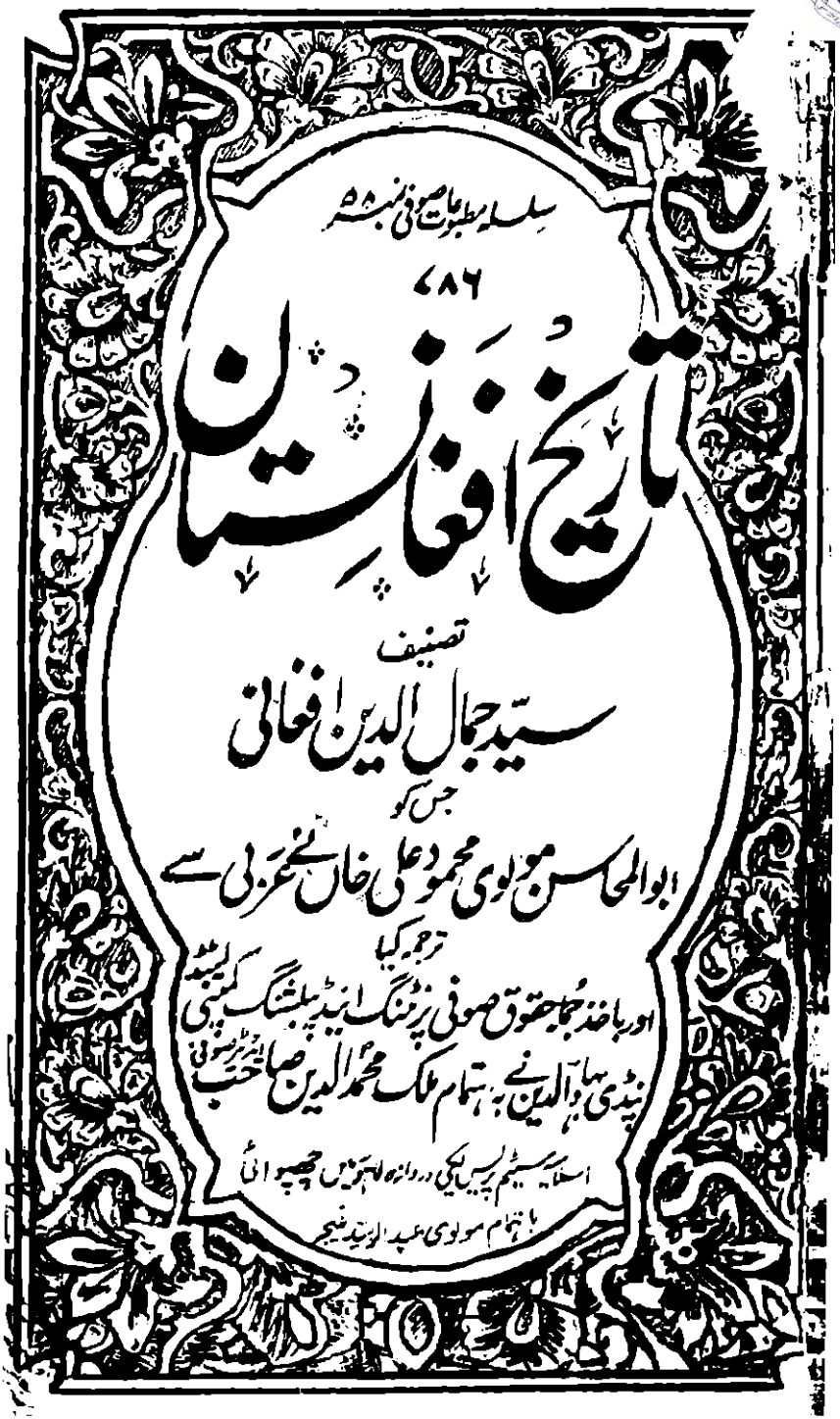

سلسلہ مطبوعات صوفی نمبر ۵۸

۷۸۶

تاریخ افغانستان

تصنیف

سید جمال الدین افغانی

جس کو

ابوالمحاسن مولوی محمود علی خاں نے عربی سے

ترجمہ کیا

اور باخذ جملہ حقوق صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ

پنڈی بہاؤالدین نے باہتمام ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی

اسلامیہ سٹیم پریس لیکی دروازہ لاہور میں چھپوائی

باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین

ڈائرکٹر صاحبان

(۱) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بی۔اے (آکسن) ایل۔ایل۔ڈی بیرسٹرایٹ لاء لاہور۔
(۲) شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی بیرسٹرایٹ لاء گجرات۔
(۳) سردار محمد عبداللہ خاں صاحب افسر خزانہ بغداد شریف عراق۔
(۴) رحمت اللہ خاں صاحب پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ کیلی فورنیا۔
(۵) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤالدین مینجنگ ڈائرکٹر۔

یہ کتاب اور دیگر کئی نادر و بیش قیمت کتابیں صوفی پرنٹنگ کمپنی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔ اس کے اراکین جنہوں نے پچیس یا زیادہ حصے خریدے حسب ذیل اصحاب ہیں:۔

(۱) حضرت سجادہ نشین صاحب جلالپور شریف (۲) بابو بالداس صاحب یکھوجہ ہیڈ کلرک سپلائی و ٹرنسپورٹ بوشہر ایران ساکن مکی مروت ضلع بنوں (۳) کپتان جمال الدین صاحب بہادر آئی۔ایم ایس آگرہ (۴) جمعدار عطا محمد صاحب ساکن بہوہ حال ۴/۱۲ فرانٹیر فورس علی پور (۵) ایم۔ایم اسلم خانصاحب پیٹرس ہوس کیمبرج کالج (۶) ملک دیا رام صاحب پنجاب پولیس گجرات (۷) چوہدری عالم دین صاحب آف سنہندانسپکٹر ڈاکخانجات لورالائی بلوچستان (۸) شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی بیرسٹرایٹ لاء گجرات (۹) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور (۱۰) پروفیسر شیخ محمد جمیل صاحب اورسیر کنوڈ جی۔آئی۔پی۔ریلوے (۱۱) رحمت اللہ خاں صاحب پریذیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ (۱۲) ایک خاتون معرفت ایڈیٹر صاحب صوفی (۱۳) ملک محمد اکرم خاں صاحب زمیندار پنڈی بہاؤالدین (۱۴) بابو معراجدین صاحب کلرک لوکو سپرنٹنڈنٹ آفس یوگنڈا ریلوے کلیڈائن ممباسہ (۱۵) پسران ملک محمد الدین ایڈیٹر صوفی مشترک نام سے (۱۶) محمد عبدالستار صاحب جنرل مرچنٹ لداخ (۱۷) ڈاکٹر عبدالواحد صاحب پاپولر ڈسپینسری سرینگر کشمیر (۱۸) باغدین صاحب بی بانوئیٹ اسٹیٹ امریکہ (۱۹) نورالدین صاحب براڈرک امریکہ (۲۰) فوجدار خاں صاحب براڈرک امریکہ (۲۱) ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی (۲۲) پیر بخش ولد فیض محمد صاحب براڈرک یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ (۲۳) سردار محمد عبداللہ خاں صاحب بہادر افسر خزانہ بغداد شریف (۲۴)

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

(از مترجم)

مجھے بحیثیت افغانی ہونے کے اپنے ملک کی تاریخ سے گہری دلچسپی ہے، میں چاہتا تھا کہ افغانستان کی ایک صحیح تاریخ مرتب کروں، جس کا ماخذ انگریزی روایات نہ ہوں، مورخین کا ایک عام اصول ہے کہ وہ اسلامی تاریخ کو نہایت بدنما صورت میں پیش کرتے ہیں اور ہمیشہ تصویر کا صرف ایک رُخ دکھاتے ہیں، حالانکہ مورخ کی شان یہ ہے کہ وہ قومی اور مذہبی تعصب سے آزاد ہو کر واقعات کو اصلی صورت میں ظاہر کرے،

تاریخ افغانستان پر اردو میں بھی متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، مگر وہ سب انگریزی کتابوں سے ماخوذ ہیں، بلکہ بعض اوقات تو ہندوستانی اپنے اساتذہ سے دو قدم آگے نظر آتے ہیں،

افغانستان کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے صحیح مواد فراہم کرنے میں کچھ کم دشواریاں نہیں ہیں، لہٰذا فی الحال میں سید جمال الدین افغانی کی کتاب تتمۃ البیان فی تاریخ الافغان (عربی) کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں،

سید صاحب نے تاریخ مذکور میں نہایت صحیح واقعات جمع کئے ہیں، اور اُن مسائل پر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

خاص طور سے اعتنا کیا ہے، جو انگریزی و افغانی سیاست سے متعلق ہیں؛ نیز کتاب کے آخر میں افغانی قوم کے عادات و اخلاق، رسم و رواج اور انکے طرز حکومت پر ایک مختصر فصل لکھی ہے؛

تاریخ مذکور میں امیر شیر علی خاں کے عہد تک کے حالات لکھے ہیں، جس کے بعد کے مختصر واقعات میں نے کتاب کے آخر میں ملحق کر دیئے ہیں تاکہ موجودہ عہد تک کا تاریخی تسلسل قائم ہو جائے؛

رسم و رواج اور طرز حکومت کے متعلق جو کچھ سید جمال الدین نے لکھا ہے یہ انکے زمانہ کی حالت تھی۔ اس کے بعد امیر عبدالرحمن خان، امیر حبیب اللہ خان اور خاصکر امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہ کے دور حکومت میں جو کچھ معاشرتی اور تمدنی اصلاحات ہوئی ہیں اُن کی بدولت وہ افغانستان جو پہلے کشت و خون، قتل و غارت اور خانہ جنگیوں کا آماجگاہ تھا آج ایک مہذب اسلامی حکومت ہے جس کی رعایا امن و راحت کے ساتھ تمدن کے ہر شعبہ میں نہایت سرعت سے ترقی کر رہی ہے؛

سید جمال الدین کی ذات دنیائے اسلام کے باخبر حلقہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، اور نہ اُن کی قومی خدمات کو دیکھتے ہوئے اُن کی صداقت و اخلاص میں شک کیا جا سکتا ہے؛ تاہم افادہ عامہ کی غرض سے ترجمہ کتاب سے پہلے اُن کی مختصر سوانح عمری درج کرنا مناسب خیال کرتا ہوں؛

بھوپال
۱۰ ذی حجہ ۱۳۴۲ھ

محمود علی

1397
1342
55

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد جمال الدین حسینی الافغانی

اردو میں سید جمال الدین افغانی کی چند مختصر سوانح عمریاں شائع ہو چکی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سید صاحب کی سوانح عمری اُسوقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ٹرکی، افغانستان، ایران، ہندوستان، مصر، انگلستان، فرانس اور روس کے دفاتر خارجہ کے کاغذات سے مدد نہ لیجائے کیونکہ ممالک مذکورہ میں سید صاحب متعدد مرتبہ گئے ہیں، اور وہاں بڑے کارنمایاں کئے ہیں؛ جب وہ کسی جگہ پہنچتے تھے تو وہاں کے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچ جاتی تھی، اور اس عہد کی استبداد پسند حکومتیں اُن کو ہر ممکن طریقہ سے اپنے ملک سے دفع کر دیتی تھیں؛

میرا مقصود یہ نہیں ہے کہ سید صاحب کی مفصل سوانح عمری لکھوں بلکہ میں پاتا ہوں کہ کتاب کی مناسبت سے آپ کے کچھ مختصر حالات زندگی سپرد قلم کروں، اس موضوع پر جسقدر رسالے یا مضامین میری نظر سے گذرے ہیں؛ ان سب میں سب سے زیادہ مختصر، جامع، اور پر معلومات اس مضمون کو سمجھتا ہوں جو مصر کے مشہور مورخ جرجی زیدان نے اپنی کتاب مشاہیر الشرق میں لکھا ہے، لہذا میں بھی سید صاحب کے حالات زندگی تحریر کرنے میں اُس

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مدد لیتا ہوں، نیز بعض واقعات کی تائید و تصدیق اور بعض امور کے اضافہ میں اپنے والد محترم حضرت مولانا اصغر علیخان صاحب افغانی (مدظلہ) کے افادات علیہ سے مستفید ہوتا ہوں، کیونکہ سید جمال الدین کے زمانہ قیام کابل و ہندوستان میں میرے والد ماجد اُن سے ملے تھے، اور اُن کی صحبت میں رہ کر اُن کی تعلیمات سے استفادہ کیا تھا، بلکہ آپ کو سیاسیات سے جو غیر معمولی شغف ہے وہ صرف سید صاحب کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اور اسی طرح میری طبیعت میں بھی اسطرف جو کچھ رجحان پایا جاتا ہے؛ اور موجودہ حقائق سے جو تھوڑی بہت مجھے دلچسپی ہے اُسکو بھی میں بواسطہ والد محترم سید جمال الدین کی سیاسی تعلیم کا نتیجہ سمجھتا ہوں، ورنہ ہمارے خاندان کی علمی حالت عام افغانی علماء سے ہرگز مختلف نہ ہوتی۔

سید جمال الدین افغانی تاریخ عالم کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کی معاشری اور اخلاقی حالت انحطاط اور تنزل کے آخری حدود تک پہنچتی ہے، تو ایسے وقت میں قدرت اُن عظیم الشان مصلحین کو پیدا کرتی ہے، جن کے دلوں میں قوم کا سچا درد، اور اُن کی کمزوریوں کا پورا احساس ہوتا ہے، یہہ رہنمایانِ عالم اپنی سچی تعلیمات سے قوم کو ترقی اور سعادت کی اصلی شاہراہ پر لگا دیتے ہیں۔

پچھلے دور میں سرزمین مشرق پر ایسا زمانہ گذرا ہے جب کہ یورپ کی مسیحی اقوام نے ایشیا اور افریقہ کے ممالک پر فاتحانہ پیشقدمی شروع کی تھی، اور ہر ممکن طریقہ سے مشرقی لوگوں کا حق آزادی سلب کرکے اُن کے مہروثی ممالک کو اپنے قبضہ میں لا رہی تھیں، اس عہد کی شخصی حکومتوں، اور اُنکے نااہل فرمانروا اور ناتجربکار وزراء نے اس عظیم ترین خطرہ کا کچھ احساس نہیں کیا،

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

رفتہ رفتہ یہہ تسلط بڑھتا گیا؛ لیکن قدرت چونکہ اصلاح پسند اور عادل ہے، اور وہ نہیں چاہتی۔ کہ کوئی قوم اپنے قدرتی حق سے محروم رہے لہٰذا وہ افغانستان جیسے ملک سے ایک ایسا شخص پیدا کرتی ہے جو مشرقی کی اقوام کی صحیح رہنمائی کرتا ہے اور اُس دور کی سیاسی دُنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے؛ اُس کا نصب العین یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان متحد ہو کر اپنے ملکوں کو غیر اقوام کی حکومت سے آزاد کر دیں، اور دنیا کی تمام مسلم آبادی ایک مرکزی طاقت کے ماتحت ہو جائے، یہ شخص سید جمال الدین افغانی ہے،

اس میں شک نہیں کہ سید صاحب کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی، لیکن یہ واقعہ ہے کہ موجودہ جدوجہد آزادی، اور آج کل کی تمام سیاسی تحریکات کا سنگ بنیاد سید جمال الدین کے ہاتھوں سے رکھا گیا ہے اور وہی پہلا شخص ہے جس نے سرزمین مشرق میں علم حریت بلند کر کے اہل مشرق کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہے؛

سید جمال الدین ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۹ء) میں مقام اسعد آباد میں پیدا ہوئے جو افغانستان کے مشہور ضلع کنڑ میں واقع ہے، اس ضلع میں سادات حسینی کا ایک مشہور خاندان آباد ہے؛ جو تمام ملک افغانستان میں نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے سید جمال الدین بھی اسی مبارک خاندان کے ایک مایہ ناز فرزند تھے؛ آپ کے والد بزرگوار کا نام سید صفدر تھا، آپ کا سلسلہ نسب سید علی ترمذی مشہور محدث سے ملتا ہے اور آگے چلکر امام حسین علیہ السلام سے متصل ہو جاتا ہے

آپ کے والد نے کسی سبب کی بنا پر اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر کابل میں سکونت اختیار کر لی تھی، اسوقت سید جمال الدین آٹھ سال کے تھے، سید صفدر نے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت میں انتہائی کوشش کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ، تفسیر، کلام، فلسفہ الٰہی، وطبعی، ہیئت، حساب ہندسہ وغیرہ تمام علوم مروجہ میں کافی دستگاہ حاصل کر لی،

اس کے بعد آپ ہندوستان آئے اور جدید اصول کے مطابق علم ریاضی کی تحصیل کی پھر وہاں سے ملک حجاز کا قصد کیا، ایک سال تک وہاں مقیم رہے سنہ ۱۲۷۳ھ (سنہ ۱۸۵۷ء) میں فریضہ حج ادا کیا اور اپنے وطن کی طرف مراجعت کی، یہ امیر دوست محمد خاں کا زمانہ تھا، وہاں پہنچکر سید جمال الدین ارکان حکومت میں داخل ہوئے، جب امیر دوست محمد خان نے ہرات پر حملہ کیا تھا۔ تو سید صاحب اُن کے ساتھ تھے،

امیر دوست محمد خاں کے بعد جب اُن کے بیٹے امیر شیر علی حکمراں ہوئے تو انکے وزیر محمد رفیق خاں نے اُن کو یہ مشورہ دیا کہ اگر اپنی حکومت کو مستحکم کرنا چاہتے ہو تو اپنے بھائیوں کو قتل کر ڈالو جو اسوقت افغانی صوبوں پر حکمرانی کر رہے ہیں، جب بھائیوں کو یہ خبر ملی تو وہ اطراف ملک میں بھاگ گئے، اور خانہ جنگیوں کی آگ تمام افغانستان میں بھڑک اٹھی، اُسوقت سید جمال الدین امیر شیر علیخاں کے مخالف بھائی محمد اعظم خاں کے ساتھ تھے، چند معرکوں کے بعد محمد اعظم خاں اور اس کے بھتیجے عبدالرحمٰن خاں کو فتح حاصل ہوئی اور شہر کابل اُن کے قبضہ میں آگیا، اور انہوں نے عبدالرحمٰن خاں کے باپ محمد افضل کو قید خانہ سے نکال کر مسند امارت پر بٹھا دیا، ایک سال حکومت کرنے کے بعد اُن کا انتقال ہو گیا، اور محمد اعظم خاں تخت حکومت پر بیٹھے، چونکہ سید جمال الدین نے محمد اعظم خاں کی مدد کی تھی، لہٰذا اب اُن کی بڑی قدر ہوئی اور وہ وزیر اعظم بنا دیئے گئے، تمام اہم مسائل میں محمد اعظم خاں اُن سے مشورہ لیتے تھے، اور

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور اگر اسطرح وہ سید جمال الدین کے مدبرانہ مشوروں پر عمل پیرا رہتے تو افغانستان کی حکومت ہرگز ان کے ہاتھوں سے نہ جاتی، مگر افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے ناتجربہ کار اور کم عمر بیٹوں کو ملکی خدمات سپرد کیں، چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بیٹے محمد سرور خاں نے باپ کے مشورہ کے بغیر شہر ہرات پر فوج کشی کی جو شیر علی خاں کے بیٹے یعقوب خاں کے قبضہ میں تھا، سرور خاں نے شکست کھائی اور یہی شکست محمد اعظم خاں کے زوال حکومت کا باعث ہوئی جیسا کہ آپ تفصیل کے ساتھ اسی تاریخ میں پڑھینگے،

جب افغانستان کی حکومت محمد اعظم خاں کے ہاتھوں سے نکل گئی تو وہ ایران کی طرف چلدیئے اور کچھ عرصہ کے بعد مقام نیشاپور میں ان کا انتقال ہوگیا۔

سید جمال الدین افغانی اس دو فتن میں کابل ہی میں مقیم رہے۔ امیر شیر علی خاں نے سید صاحب کو ان کی خاندانی شرافت کی وجہ سے علانیہ طور پر کوئی نقصان نہیں پہنچایا، مگر خفیہ طریقہ پر انتقام لینے سے غافل نہیں رہے، سید صاحب نے مناسب سمجھا کہ ایسی حالت میں افغانستان کو خیرباد کہدیا جائے چنانچہ انہوں نے امیر صاحب سے حج کی اجازت چاہی، امیر صاحب نے اجازت دیدی مگر شرط یہ کی کہ ایران کے راستہ سے نہ کیا جائے کیونکہ انھیں یہ خوف تھا۔ کہ سید جمال الدین وہاں جاکر کہیں پھر محمد اعظم خاں کے ساتھ نہ ہوجائیں (جن کا اسوقت تک انتقال نہیں ہوا تھا) چنانچہ سید صاحب ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۹ء) میں سفر حجاز کے ارادہ سے ہندوستان آئے،

جب سید جمال الدین ہندوستان میں داخل ہوئے تو حکومت ہند نے ان کا بڑا احترام کیا، لیکن زیادہ عرصہ تک ہندوستان میں ٹھیرنے کی اجازت نہیں دی، چنانچہ ایک ماہ تک یہاں ان کا قیام رہا، اس زمانہ میں حکومت

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کی طرف سے اُنپر سخت نگرانی تھی حتے الامکان علما اور بااثر لوگوں کو اُن کی ملاقات سے روکا جاتا تھا، پھر حکومتِ ہند نے اُن کو اپنے جہاز پر سوار کر کے مقام "سویز" میں اُتار دیا، وہاں سے سید صاحب مصر تشریف لے گئے، اور تقریباً چالیس روز تک وہاں ٹھیرے، اس عرصہ میں وہ مصر کی مشہور مذہبی یونیورسٹی جامع ازہر میں جایا کرتے تھے، اور وہاں کے اساتذہ اور طلبہ آپ کی صحبت سے استفادہ کرتے تھے،

سید صاحب کا ارادہ تھا کہ وہ حجاز تشریف لیجائیں، لیکن بعد میں انہوں نے خیال بدل دیا اور قسطنطنیہ کو روانہ ہوئے، وہاں پہنچکر کچھ عرصہ کے بعد وزیر اعظم عالی پاشا سے ملاقات ہوئی جب وزیر اعظم کو آپ کے فضل و کمال کا علم ہوا، تو اُس نے بڑی عزت کی، اُسوقت تک سید صاحب افغانی لباس میں رہتے تھے، آستانہ کے علما و فضلا آپ کے پاس آیا کرتے تھے غرض روز بروز آپ کی شہرت بڑھتی گئی، یہانتک کہ چھ ماہ بعد وہ قسطنطنیہ کی مجلس علمی کے ایک رکن قرار دیئے گئے، سید جمال الدین کی تجویز تھی کہ تعلیم کو عام کر دیا جائے لیکن اس تجویز کے نفاذ کے لئے جو طریق کار اُنہوں نے بتایا، وہ اُن کے رفقا کو پسند نہ آیا، خاصکر شیخ الاسلام نے اس کی سخت مخالفت کی، کیونکہ اس تجویز سے اس کی ذاتی مصالح کو نقصان پہنچتا تھا، شیخ الاسلام اور اُس کے ہمخیال لوگوں نے جب دیکھا کہ سید صاحب کا اقتدار بڑھتا جارہا ہے، اور وہ قدیم خیال کے مخالف ایک روشن دماغ عالم اور سیاسی شخص ہیں، اور استبدادِ شخصی کے شدید ترین مخالف ہیں تو وہ سید صاحب کے دشمن ہوگئے، اور موقعے کے منتظر ہے کہ کسی طرح حکومت کو اُن سے بدول کر دیا جائے،

رمضان ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۱ء) میں دار الفنون کے مدیر نے سید صاحب سے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

فرمائش کی کہ وہ دار الفنون میں صنعت و حرفت کے فوائد پر لکچر دیں پہلے تو سید صاحب نے عذر کیا کہ میں ترکی زبان سے کچھ زیادہ واقف نہیں ہوں، لیکن مدیر کے اصرار پر انھوں نے ایک طویل خطبہ لکھا، اور پڑھنے سے پہلے اسکو آستانہ کے چند ارباب مناسب اور اراکین حکومت کو دکھایا، سب نے بہت پسند کیا۔

جب لکچر دینے کا دن آیا، تو سامعین نہایت کثرت سے دار الفنون میں پہنچے جن میں ارکان حکومت، علما، اور اخبارات و رسائل کے مدیر وغیرہ سب شامل تھے، سید جمال الدین نے ممبر خطابت پر چڑھ کر ایک ایسا خطبہ دیا جسے سنکر تمام حاضرین حیران رہ گئے، علما کو آپ کے بعض خیالات اجنبی معلوم ہوئے، شیخ الاسلام تو پہلے ہی سے مخالف تھے اب فریق مخالف کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا ہوا کہ عثمانی حکومت کی طرف سے سید صاحب کو حکم دیا گیا کہ چند ماہ کے لئے وہ قسطنطنیہ کو چھوڑ دیں، تاکہ اُن کی تقریر سے رائے عامہ میں جو انقلابی حرکت پیدا ہوئی شروع ہوئی ہے وہ ساکن ہو جائے، چنانچہ سید صاحب اپنے بعض رفقا کے مشورہ سے پہلی محرم ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۱ء) کو مصر روانہ ہوئے۔

سید جمال الدین مصر میں محض سیر و تفریح کی غرض سے آئے تھے، اور وہاں قیام کرنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ریاض پاشا کے اصرار سے آپ وہاں ٹھیر گئے، مصری حکومت کی طرف سے ایک ہزار قرش ماہوار بلا شرط خدمت آپ کا وظیفہ مقرر ہوا، مصری طلبہ کی خواہش پر آپ نے خانگی طور پر سلسلہ تدریس شروع کیا، آپ کے فضل و کمال کی شہرت مصر میں بڑھتی گئی، سید صاحب کی تعلیم کا خاص اثر یہ تھا کہ وہ اپنے شاگرد کے دماغ کو باطل خیالات اور قدیم توہمات سے صاف کر کے نور عقل سے روشن کر دیتے تھے، اور وہ اس قابل ہو جاتا تھا کہ اپنے ملک و قوم کی خدمت کو بہتر طریقہ پر انجام دے سکے، آپ کے شاگردوں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

وطن پرستی کے جذبات بدرجۂ کمال پائے جاتے تھے۔

سید جمال الدین کے مصر آنے سے پہلے مصر میں ارباب قلم کی تعداد بہت کم تھی مگر آپ کی تعلیم کے اثر سے مصری نوجوانوں میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی اور جدید ترین اصولِ انشاپردازی علمی، ادبی، اور سیاسی مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

جب مصر کی صحافت میں اس قسم کی انقلابی حرکت شروع ہوئی تو قدیم خیالات کے لوگ سید جمال الدین سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے آپ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ کے معتقدات مذہب اسلام کے خلاف ہیں، اس حاسدانہ اشاعت سے اگرچہ عام طبقہ کے بہت سے لوگ آپ کے مخالف ہوگئے مگر جو حضرات سید صاحب کی حالت سے بخوبی واقف تھے ان کی عقیدت میں ذرا بھی تزلزل نہیں ہوا اور وہ اسی طرح آپ کو مسلمانوں کا ایک سچا سیاسی اور مذہبی رہنما تسلیم کرتے تھے۔

سید صاحب کو سیاست سے غیر معمولی دلچسپی تھی، انہوں نے دیکھا کہ سرزمین مصر ایک اجنبی طاقت کے زیر اثر ہے، اور رفتہ رفتہ انگریزوں کا اقتدار بڑھتا جارہا ہے۔ سید صاحب نے مصر کو آزاد کرنے کی کوششیں شروع کیں، اور اسی سلسلہ میں آپ مصر کی مشہور "جمعیت ماسونیہ" کے ممبر بنگئے کچھ عرصہ کے بعد جمعیت نے آپ کو اپنا صدر منتخب کیا، پھر سید صاحب نے ایک جمعیت وطنی کی بنیاد ڈالی جس میں آپ کے شاگرد علما اور فضلا اور دوسرے ارباب اثر اہل مصر شامل ہوگئے، اور اس کے ممبروں کی تعداد تین سو تک پہنچ گئی، انگریزوں کو سید جمال الدین کی ذات سے بڑا اندیشہ تھا، کیونکہ وہ آزادی مصر کے متعلق اخبارات میں پرزور مضامین لکھتے تھے۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

جب ان مضامین کے تراجم انگریزی اخبارات میں شائع ہوئے تو انگلستان کے ارباب سیاست نے خاص طریقہ پر اس کی طرف توجہ کی، یہاں تک کہ خود مسٹر گلیڈ سٹون کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح آپ کا قلم روک دیا جائے، ادھر مصر کے انگریزی معتمد نے آپ کی شکایات شروع کیں، یہ خدیو مرحوم توفیق پاشا کا زمانہ تھا اور مصر کی سیاسی حالت سخت پیچیدگی اختیار کرتی جارہی تھی، انگریزوں نے مصر میں سید صاحب کے وجود کو اپنے لئے سخت خطرناک خیال کیا، آخر کار حکومت مصر کے حکم سے ۱۳۹۶ھ (۱۸۷۹ء) میں آپ کو مصر چھوڑ کر ہندوستان کی طرف آنا پڑا۔ ہندوستان آکر آپ نے حیدر آباد دکن میں قیام کیا، اور وہاں آپ نے ایک رسالہ "مذہب دہریین" کے ابطال میں لکھا۔ جب مصر کی حالت نے اور زیادہ پیچیدگی اختیار کی تو سید صاحب کو حیدر آباد سے کلکتہ بھیجدیا گیا، وہاں آپ ایک نظر بند کی حیثیت سے رہے مسئلہ مصر کے تصفیہ کے بعد آپ کو ہر جگہ جانے کی عام اجازت دیدی گئی۔

نظر بندی سے آزاد ہو کر سید صاحب ۱۲۹۹ھ میں کابل روانہ ہوئے اور تقریباً چار ماہ تک وہاں ٹھیرے، امیر عبدالرحمن خاں نے آپ کی بڑی قدر کی کیونکہ سید صاحب نے گذشتہ جنگوں میں امیر صاحب اور ان کے بھائی محمد اعظم خان کی مدد کی تھی جیسا کہ سید صاحب چاہتے تھے کہ افغانی حکومت کو دستوری اصول پر قائم کیا جائے، لیکن امیر صاحب چونکہ دستوری حکومت کا قیام اپنے شخصی اقتدار کے منافی خیال کرتے تھے اس لئے انہوں نے سید صاحب سے کہا کہ افغانستان ایک چھوٹا ملک ہے، مناسب ہے کہ کسی بڑی اسلامی سلطنت میں دستوریت کی بنیاد ڈالی جائے جب سید صاحب کو افغانستان میں کامیابی نہیں ہوئی تو وہ ہندوستان کے راستہ سے یورپ روانہ ہوئے۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

قیام کابل کے زمانہ میں میرے والد محترم پہلی بار اُن سے ملے اور چار ماہ تک ایک شاگرد کی حیثیت سے اُن کے ساتھ رہے پھر والد صاحب ہندوستان گئے اور سید جمال الدین سے دوبارہ بمقام گوالیار ملاقات ہوئی، پانچ چھ روز گوالیار میں ٹھیرنے کے بعد سید صاحب گنہ گئے اور وہاں سے سیلپر اور بیورہ ہوتے ہوئے سیہور میں آئے ایک رات سیہور میں قیام کرکے دوسرے دن بھوپال میں قیام کیا۔ اس سفر میں سید جمال الدین ایک پیر کی حیثیت سے رہے، گوالیار میں بہت سے لوگوں کو اپنا مرید بنایا، بھوپال میں قاضی عبدالحق صاحب مرحوم کے مہمان رہے، پھر بمبئی کا قصد کیا، اور وہاں سے سیدھے لندن روانہ ہوئے۔

زمانہ قیام بھوپال میں آپ کی کچھ شہرت نہیں ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں وہاں جماعت اہل حدیث کا بڑا زور تھا، اور اُس عہد کے ظاہر بین اشخاص سید جمال الدین جیسے سیاسی مدبر کے اقوال سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتے تھے، لہٰذا سید صاحب نے نہایت خاموشی سے یہ سفر ختم کر دیا۔

میرے والد ماجد نے ہر چند آپ کے ساتھ جانے کے لئے اصرار کیا مگر آپ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے پڑھنے کا زمانہ ہے، تمہارے لیئے بہتر یہی ہے کہ قاضی عبدالحق صاحب کے پاس رہکر تحصیل علوم میں مشغول رہو، چنانچہ آپ بھوپال میں رہ گئے اور اب تک بھوپال میں ہیں۔ یہ تمام واقعات ۱۲۹۹ھ کے ہیں۔

لندن میں سید صاحب نے چند روز قیام کیا پھر پیرس روانہ ہوئے، وہاں آپ نے مصر کے مشہور فاضل شیخ محمد عبدہ سے ملے، یہ زمانہ مصر کی بیداری کا ابتدائی زمانہ تھا اور مصر کے وطن پرستوں نے جمعیت العروۃ الوثقیٰ کے نام سے مصر میں ایک انجمن قائم کی تھی، جمعیت مذکورہ نے سید صاحب سے استدعا کی کہ وہ پیرس سے ایک رسالہ نکالیں جو جمعیت کے اغراض و مقاصد کا حامی ہو، چنانچہ آپ نے رسالہ العروۃ الوثقیٰ کی اشاعت شروع کی اور شیخ محمد عبدہ کو اُس کا ایڈیٹر مقرر کیا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ کے صرف اٹھارہ نمبر شائع ہو سکے کیونکہ ہندوستان میں اس کا داخلہ بند کر دیا گیا، اور اس کا پڑھنا بھی ایک جرم قرار دیا گیا۔

تین سال تک سید جمال الدین پیرس میں رہے، اور اس اثنا میں پیرس کے اخبارات میں روس، انگلستان، دولت عثمانیہ، اور مصر کی سیاست پر مضامین لکھتے رہے، نیز فرانس کے مشہور فلسفی رینان سے علم اور اسلام پر بحثیں ہوتی رہیں اس کو سید صاحب کی وسعت علم اور قوت برہان کا اعتراف تھا۔

پھر آپ لارڈ چرچل اور لارڈ سالسبری کی استدعا پر لندن گئے۔ تاکہ مسئلہ ظہور مہدی کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کریں، چند روز وہاں رہنے کے بعد پھر آپ پیرس واپس آئے، اور وہاں کے فضلا اور ارباب علم کیساتھ علمی بحثیں رہیں۔

کچھ دنوں کے بعد آپ کو ناصر الدین شاہ ایرانی نے طلب کیا، جب آپ طہران پہنچے تو شاہ نے آپ کی بڑی عزت کی اور وزارت حربیہ کا عہدہ آپ کے سپرد کیا۔ اور شاہ کا خیال تھا کہ ایک روز آپ کو وزیر اعظم بنائے۔

ایران کے علما و فضلا دور و دراز سے آپ کی ملاقات کو آتے تھے اور آپ کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہوتے تھے، جب سید جمال الدین کی شہرت حد سے زیادہ بڑھ گئی، اور تمام ایران پر اُن کا ایک خاص اثر ہو گیا، تو شاہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کا انجام اس کے حق میں مضر ثابت نہ ہو، سید صاحب نے شاہ کے تغیر مزاج کو محسوس کیا، اور انہوں نے تبدیل آب و ہوا کی غرض سے شاہ سے اجازت سفر چاہی، شاہ نے اجازت دی، اور آپ ایران سے ہمکو [illegible] پہلے ہی آپ کے حالات سے واقف ہو چکے تھے اسلئے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

وہ نہایت عزت اور احترام سے پیش آئے، پھر آپ ماسکو سے پیٹرس برگ چلے گئے اور وہاں کے اخبارات میں افغانستان، ایران، ٹرکی، روس اور انگلستان کی سیاست پر مضامین کا سلسلہ شروع کیا، آپکے مضامین جو صدق، راستی اور وطن پرستی کے جذبات کا اعلےٰ نمونہ ہوتے تھے؛ عالم سیاست میں خاص توجہ اور اہمیت کے ساتھ پڑھے گئے؛

۱۸۸۹ء میں پیرس کی مشہور نمائش ہوئی۔ سید صاحب بھی نمائش دیکھنے کے لئے گئے شاہ ایران بھی اُسی زمانہ میں یورپ آئے ہوئے تھے، جب سید صاحب پیرس سے واپس ہوئے تو مقام مونیخ بویریا (بویریا) میں شاہ ایران سے ملاقات ہوئی شاہ نے سید صاحب سے ایران چلنے کے لئے کہا: کہ سفر یورپ کے بعد سید جمال الدین کے خیالات شاہ کو کچھ زیادہ اجنبی نہیں معلوم ہوتے تھے، اور نہ ان کی طرف سے اب اُسے کچھ اندیشہ تھا؛ شاہ کے اصرار پر سید صاحب ایران تشریف لائے۔ اس مرتبہ پہلے سے زیادہ آپ کی قدر و منزلت ہوئی، سلطنت کے اہم مسائل اور وضع قوانین میں آپ سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ لیکن شاہ کے دوسرے مقربین، اور خصوصاً صدر اعظم کو سید صاحب کا تقرب اور اُن کا روز افزون اثر و اقتدار گوارا نہ تھا؛ اُنہوں نے شاہ سے کہا کہ سید جمال الدین کے وضع کردہ قوانین اگرچہ نفع سے خالی نہیں ہیں مگر وہ ہمارے ملک کی حالت سے موافقت و مناسبت نہیں رکھتے، اور ان کے نفاذ سے شاہ کے اختیارات دوسروں کی طرف منتقل ہو جائینگے اور اُسکے شخصی اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا؛

ان باتوں کے سننے سے شاہ کے خیالات سید صاحب کی طرف سے دوبارہ خراب ہو گئے۔ جب سید صاحب نے اسے محسوس کیا۔ تو وہ شاہ سے اجازت لیکر قصبۂ "شاہ عبدالعظیم" کو چلے گئے۔ آپکے ساتھ علماء و فضلاء اور آپکے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

معتقدین کی ایک بڑی جماعت تھی، سید صاحب اپنی موثر تقریروں سے انھیں اصلاح حکومت پر آمادہ کرتے تھے، آٹھ مہینہ کے عرصہ میں تمام ایران کے طول وعرض میں سید جمال الدین کی شہرت ہوگئی، اور سب کو یہ خیال ہوا کہ آپ نہایت صدق واخلاص کے ساتھ سرزمین ایران کو استبداد اور شخصیت کے ناپاک تسلط سے آزاد کرنا چاہتے ہیں، آپ نہیں چاہتے کہ کئی کروڑ آبادی کا جان و مال صرف ایک داغ کے ماتحت رہے، اور بادشاہ کا شخصی ارادہ اور اُس کے خودغرض مشیروں کا فاسد مشورہ تمام ایران کی قسمت کا فیصلہ کرے؛

جب مسئلہ نے اس حد تک اہمیت اختیار کی تو شاہ نے پانسو سوار سید صاحب کی گرفتاری کے لئے بھیجے چنانچہ آپ کو حالت مرض میں بستر سے اٹھا کر پچاس سواروں کے ساتھ سلطنتِ ایران سے خارج کر کے سلطنت عثمانیہ کی حدود میں داخل کر دیا گیا، آپ کے اخراج کے بعد ملک ایران میں ایک عام بغاوت کی سی شان پیدا ہوگئی یہانتک کہ شاہ کی جان بھی خطرہ میں تھی؛

سید جمال الدین بصرہ میں رہے، اور جب مرض سے افاقہ ہوا تو وہاں سے سیدھے لندن روانہ ہوئے، لندن کے لوگ آپ کو پہلے ہی سے جانتے تھے، آپ کے وہاں پہنچتے ہی انگلستان کے ارباب سیاست نے اپنی سیاسی مجالس میں آپ کو شریک کیا۔ سید صاحب کی گفتگو اکثر شاہ ایران اور ان کی سلطنت کے حالات کے متعلق رہا کرتی تھی اسی اثنا میں رستم پاشا سفیر سلطنت عثمانیہ مقیم لندن کے واسطہ سے سلطان اعظم کا ایک فرمان سید صاحب کے پاس پہنچا۔ کہ خلافت پناہ آپ کو آستانہ میں بلانا چاہتے ہیں پہلے تو سید صاحب نے یہ عذر کیا کہ میں اپنے ملک کی اصلاح میں مشغول ہوں لیکن جب دوبارہ سلطان اعظم کا خاص تار پہونچا۔ تو آپ قسطنطنیہ روانہ ہوئے، سلطان نے آپ کی بڑی قدر کی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور ۵۰ گنی عثمانی آپ کا وظیفہ مقرر کیا، اور ایک خاص محل رہنے کے لئے عطا فرمایا۔ چار سال تک آپ قسطنطنیہ میں رہے، یہاں تک کہ ۱۸۹۶ء میں سرطان کے مرض میں آپ نے وفات پائی، اور قبرستان "شیخلر مزارلغی" میں مدفون ہوئے۔

صفاتِ شخصی سید جمال الدین کا رنگ گندم گون، قد متوسط، اور آنکھیں سیاہ تھیں۔ اُن کی نگاہ میں ایک خاص جاذبیت تھی، جب وہ کتاب پڑھتے تھے تو اسے آنکھوں سے بالکل قریب کر لیتے تھے، لیکن باوجود اسکے کبھی چشمہ کا استعمال نہیں کیا، سید صاحب ترک علما کی وضع پر ایک سفید رومال ٹوپی پر لپیٹتے تھے۔

کھانا چوبیس گھنٹہ میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے، اور باقی اوقات میں صرف چائے پر اکتفا کرتے تھے، اور وہ بھی اکثر بغیر دودھ کے ہوتی تھی، جو لوگ عقلی اور دماغی کاموں میں مشغول رہتے ہیں وہ بہت کم کھاتے ہیں کیونکہ زیادہ کھانے سے عقل میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے، عرب کی مثل ہے، ان البطنة یذھب الفطنة سید جمال الدین مرحوم ایک خاص قسم کا ولایتی سگار پیتے تھے، چونکہ انھیں اس کا بہت شوق تھا اس لئے اُس کی خریداری کسی خادم کے سپرد نہیں کرتے تھے، بلکہ خود اپنی پسند سے خرید کرتے تھے۔

مکان آخر عمر میں سید صاحب سلطان المعظم کے دیئے ہوئے محل میں رہتے تھے، سلطان کی طرف سے آپ کی سواری میں دو گھوڑوں کی گاڑی مقرر تھی، بیماری سے پہلے آپ کا معمول تھا کہ پچھلے دن کو گاڑی میں سوار ہو کر اطراف قسطنطنیہ میں تفریح کے لئے نکلتے تھے۔

مجلس اور خطاب آپ آدابِ مجلس کی پوری رعایت کرتے تھے، ہر ایک ملنے والے کے لئے کھڑے ہوتے تھے، وہ ایک معمولی شخص سے بھی نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے، اور اگر کسی بڑے شخص کی ملاقات خود غرضی پر مبنی ہوتی تھی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

...س کے ملنے سے نفرت کرتے فصاحت و بلاغت آپ ہی کا حصہ تھا، وہ ہر ایک سے اس کی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تھے اگر وہ دیکھتے تھے کہ مخاطب انکی بات اچھی طرح نہیں سمجھا، تو اس کو اور زیادہ وضاحت سے سمجھاتے تھے، آپ ایک زبردست خطیب تھے، پچھلے زمانہ میں سرزمین مشرق نے آپ سے بڑھ کر کوئی خطیب پیدا نہیں کیا۔ وہ ایک نہایت متین اور سنجیدہ شخص تھے، مذاق کی انھیں بہت کم عادت تھی؛

اخلاق وہ ایک آزاد ضمیر شخص تھے، صداقت، اخلاص، عفتِ نفس، ہمدردی غیرت، ثباتِ قلب، آپ کے خاص اوصاف تھے، دنیا کے عیش و تنعم کی مطلق پروا نہ تھی جو شخص آپ سے ملتا تھا اس کا حوصلہ بلند ہو جاتا تھا، اور اس کی طبیعت میں حصول کمال کی ہمت پیدا ہو جاتی تھی؛

عقل ذکاوت، حدت ذہن، اور سرعت فہم کے مثل عقلی کمالات قدرت نے آپکو عطا کئے تھے، جن کی بدولت آپ مشکل سے مشکل مسائل حل کرنے کی قابلیت رکھتے تھے، جو شخص آپ سے بحث کرتا تھا، اس پر آپ کا رعب عقلی اس درجہ غالب ہو جاتا تھا کہ وہ فوراً آپ کا ہمخیال بنجاتا تھا، اگرچہ بعض اوقات سید صاحب کے دلائل کچھ زیادہ قوی نہیں ہوتے تھے، حافظہ کی یہ کیفیت تھی کہ صرف تین مہینہ کے عرصہ میں بغیر استادوں کی مدد کے فرانسیسی زبان کے اسقدر مفردات یاد کر لئے تھے، کہ معمولی عبارت کا اچھی طرح ترجمہ کر لیتے تھے،

علوم علوم عقلی و نقلی میں آپ کی معلومات نہایت وسیع تھیں خصوصاً فلسفۂ قدیمہ فلسفۂ تاریخ، تمدنِ اسلامی، تمام تاریخ، اور فن سیاست میں خاص مہارت تھی، افغانی، فارسی، عربی، ترکی اور فرانسیسی زبانیں آپ کو اچھی طرح آتی تھیں، روسی اور انگریزی بھی بقدر ضرورت سمجھ لیتے تھے؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مقصد حیات سید جمال الدین کا مقصد زندگی یہ تھا کہ تمام دنیا کے مسلمان متحد متفق ہو جائیں، اور تمام مسلم طاقتیں ایک نظام کے ماتحت رہیں خلافت عظمی کے اقتدار کو تمام اسلامی حکومتیں یکساں طور پر تسلیم کریں، سرزمین مشرق یورپین طاقتوں کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی قابلیت پیدا کرے، شخصیت اور استبداد کا دنیا میں وجود نہ رہے، حکومتیں دستوری اصول پر قائم کیجائیں، یہی وہ زرین مقاصد تھے جن کے حصول کی کوشش میں آپنے زندگی وقف کر دی نہ آپنے شادی کی اور نہ کسی کاروبار میں حصہ لیا۔

یہ واقعہ ہے کہ سید جمال الدین افغانی اپنے مقاصد میں ناکام رہے، مگر انہوں نے اپنے مریدوں اور دوستوں میں ایسی روح پیدا کی جس سے اہل مشرق نے بہت کچھ فوائد حاصل کئے، اور آئندہ بھی اس سے انتفاع اٹھائینگے۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مقدمہ

آج کل صفحاتِ جرائد پر افغانی قوم کا ذکر ہے، یہ وہ قوم ہے جس کی عزتِ نفس، علو ہمت، اور غیر معمولی شجاعت مشہورِ عالم ہے، اور یہی وہ صفات ہیں جو اس قوم کو عجز، ذلت، حیلہ بازی، اور فریب دہی کی زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں دیتیں، اور نہ یہ غیرت مند لوگ اس ..... قوم کی حمایت میں آنا ناپسند کرتے ہیں جو جوع البقر اور استسقاء کے مرض میں مبتلا ہے، دو سو ملین نفوس کے نگل جانے سے اس کی بھوک زائل نہیں ہو سکتی، دریائے تیمس اور گنگا کا پانی اس کی پیاس کو نہیں بجھا سکتا، بلکہ وہ بقیہ دنیا کو نگلنے، اور دریائے نیل اور جیحون کا پانی پی جانے کے لئے اپنا منہ کھولے ہوئے ہے، افغانی قوم کی شرافتِ نفس، عزت کی موت کو غلامی کی اُس ذلیل زندگی پر ترجیح دیتی ہے جو اجنبی لوگوں کی محکومیت میں میسر آئے اگرچہ اس محنومانہ زندگی میں عیش و تنعم ہو، اور کھانے پینے کے لئے بہترین نعمتیں موجود ہوں،

افغانیوں کے یہی آزادی پسند خیالات تھے جن کی بنا پر اُن کے امیر نے اپنے وزراء کے مشورہ سے (جو اخلاق و صفات میں امیر کا عکس ہیں) انگریزی سفارت کو قبول نہیں کیا، کیونکہ اسمیں عہد و پیمان کا احترام نہ تھا، بلکہ گذشتہ معاہدات کی کھلی ہوئی توہین تھی، اسی طرح پہلے بھی انہیں افغانیوں کے آباؤ اجداد نے انگریزی سفارت کی سخت تذلیل کی تھی، اور سفارت خانہ کے دیوں پر حملہ کر کے انھیں تلوار کے گھاٹ اُتار دیا تھا؛ چنانچہ اُن کے وجود آج تک اس واقعہ پر شاہد ہیں، یہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر ہمارے دلیں افغانی قوم کے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

گذشتہ اور موجودہ حالات، معاشرت، اخلاق و عادات، طرز حکومت، اور ملکی کیفیت لکھنے کا شوق پیدا ہوا، لہذا ہم اسے چند فصلوں میں لکھتے ہیں، (سید جمال الدین افغانی)

فصل اوّل (۱)

لفظ افغان ایرانی اس قوم کو افغان کہتے ہیں اور اسکی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ جب بخت نصر نے ان کو قید کیا تھا تو انہوں نے بڑا شور غل مچایا اور چیخے چلائے، چیخنے اور شور کرنے کو فارسی میں "افغان" کہتے ہیں، اسی مناسبت سے اس قوم کے لئے یہ نام تجویز کر لیا گیا!

بعض کہتے ہیں کہ افغان انکے جد اعلےٰ شاؤل کے پوتے کا نام تھا، عام اہل فارس ان کو اوغان کہتے ہیں یہ نام پہلے نام سے قریب ہے،

ہندوستانی انھیں پٹھان کہتے ہیں، قندہار اور غزنی کے بعض قبائل اپنے کو پشتو اور پشتن کہتے ہیں، خوست، کرم اور باجوڑ کے رہنے والے اپنا نام پختو اور پختن بتاتے ہیں۔ ان لفظوں کے باہمی مشابہت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کی اصل ایک ہے! اور لفظ اوغان، افغان اور پٹھان، پختان کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پختان یا پشتان پاشتان سے ماخوذ ہو جو نیشاپور کے ایک گاؤں کا نام ہے یا بشت سے لیا گیا ہو جو خراسان کا ایک شہر ہے، لفظ بشت پر الف ونون بڑھا دیا گیا جو فارسی میں جمع کی علامت ہے، لیکن یہ وجہ تسمیہ اسصورت میں صحیح ہو سکتی ہے۔ جبکہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ابتدا میں اس قوم کی سکونت بشتان یا بشت میں تھی اور وہاں کی سکونت چھوڑنے کے بعد اُن کا یہی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

نام ہو گیا، اور پشتو یا پشتو میں جو داد ہے وہ نسبت پر دلالت کرتا ہے، جس طرح کہ عربی میں نسبت کے لئے "ی" آتی ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دونوں لفظ بشت سے ماخوذ ہوں جو فلسطین میں ایک گاؤں ہے اور یہ اس صورت میں جبکہ ان کو بنی اسرائیل مانا جائے جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے

فصل دوم

افغانیوں کا نسب

تقسیم قبائل قوم افغان متعدد قبائل سے مرکب ہے مثلاً غلجئی، عبدل، کاکڑ، وزیری، یوسف زی، مہمند، آفریدی، بنگش اور بعض قبائل اپنی جائے سکونت کے نام سے مشہور ہیں جیسے خوشی کرمی اور باجوڑی ہر قبیلہ کے تحت میں متعدد عمائر (چھوٹے قبیلے) ہوتے ہیں مثلاً غلجئی کی شاخیں توخی، خٹک، سلیمان خیل، اور باجیل۔ اور عبدل کی شاخیں باکزئی، علی کوزی، علی زی، اور بامیزی ہیں۔ اسی طرح پھر ہر ایک عمارہ کی تقسیم بطون اور افخاذ میں ہوتی ہے ہم یہاں بنظر اختصار بطون اور افخاذ کے تفصیل وار نام بیان نہیں کرتے اور نہ ان کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں۔ افغانی قوم کی یہ تمام شاخیں ایک ہی اصل یعنی پشتان یا پشتو میں جمع ہو جاتی ہیں۔

افغانوں کی اصل مورخین نے اس قوم کی اصل کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض کا قول ہے کہ افغانی قوم خزر سے ہیں جو بحر کیسپین کے کنارہ پر اور باب الابواب اور شروانات میں آباد تھی یہ لوگ ایرانی حدود پر حملے کرتے تھے اور لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی وجہ سے ایران کے کسی بادشاہ نے انھیں وہاں سے منتقل

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کرکے مشرقی خراسان کی طرف نکالدیا، لیکن اسواقعہ کی تاریخ معلوم نہیں،
اور بعض لوگوں نے جو تاریخ اقوام سے ناواقف ہیں افغانیوں کو امیر تیمور گورگان
کی نسل بتایا ہے۔ اس رائے کی غلطی بالکل ظاہر ہے کیونکہ افغانی اپنے ملک میں
امیر تیمور سے کئی صدی پہلے سے آباد ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ بخت نصر
کی اولاد میں ہیں جس کے متعلق ایران کے قدیم افسانوں میں آیا ہے کہ اُس کے
کاندھو پر دو مُنہ تھے جو دیکھنے میں دو سانپ معلوم ہوتے تھے، اور بعض
کا قول ہے کہ افغان اہل اسیریا یعنی کلدانیوں کی نسل سے ہیں یہاں تک کہ
ایک یورپین مؤرخ نے دعوے کیا ہے۔ کہ افغانی زبان میں بعض بعض کلدانی
الفاظ پائے جاتے ہیں بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ قوم جو دریائے اٹک اور
خراسان کے درمیانی پہاڑوں میں آباد ہے مصری قبطیوں کی نسل سے
ہیں یہ لوگ بادشاہ سوزسیریس کے ہمراہ تھے جبکہ وہ ملک ہند فتح کرنے
آیا تھا، اور بعض کا خیال ہے کہ یہ اسباط بنی اسرائیل سے ہیں بخت نصر نے
اُن کے بہت سے لوگوں کو قتل کرنے کے بعد اُنھیں کوہستان غور یا غوریں آباد
کیا تھا اور افغانیوں نے اپنے جدید وطن کا نام ملک شام کی ایک وادی غور کی
یاد میں غور رکھا۔ اور ان کا نام بخت نصر کی نسبت سے بختو ہوگیا جو اصل میں
بختو تھا اسلئے کہ واؤ فارسی نسبت کے لئے ہے جسطرح کہ عربی میں "ی" پھر
اس قوم کی آبادی بڑھ گئی ان کے اور عرب کے یہودیوں کے درمیان سلسلہ
مراسلت بھی جاری تھا جب عرب کے یہودی مسلمان ہوئے تو انہوں نے
اپنا ایک شخص جس کا نام خالد تھا افغانستان میں بھیجا اور انھیں اسلام کی
دعوت دی افغانیوں نے بھی ان کے پاس اپنے سرداروں کی ایک جماعت
بھیجی جس میں ایک شخص قیس نامی بھی تھا۔ جس کا سلسلہ نسب ۴۷ پشتوں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کے بعد اسباط بنی اسرائیل سے اور وہ پشتوں کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا تھا؛ خالد اس جماعت کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے گئے آنحضرت نے ان سب پر اور خاصکر قیس پر بڑی نظر عنایت فرمائی اور اُس کا نام عبدالرشید رکھا اور امیر کا لقب دیا۔ اور فرمایا کہ یہ اسی لقب کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ ملوک بنی اسرائیل کی نسل سے ہے۔ یہ جماعت آنحضرت کے ساتھ فتح مکہ میں شریک رہی اور اُس نے بہادری کے بڑے جوہر دکھائے۔ پھر قیس نے اپنے ساتھیوں سمیت وطن کی طرف مراجعت کی اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگی اور ان کے ساتھ مدینہ کے کچھ لوگ بھی کر دیئے تاکہ وہ بلاد غور میں مذہب اسلام کی اشاعت کر کے شعائر دین حقیقی قائم کریں قیس نے وطن پہنچکر لوگوں کو اسلام کی طرف رغبت دلانے میں بڑی کوششیں کیں چنانچہ اس کے مساعی پورے طور پر کامیاب ہوئے اور تمام قوم افغان مشرف بہ اسلام ہوگئی قیس نے ۴۰ھ ہجری میں انتقال کیا اس کی عمر چالیس سال کی تھی۔ قیس کے تین لڑکے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ قیس کا نسب شاؤل سے ملتا ہے قیس کا نام اسوقت تک افغانستان میں نہایت عزت سے لیا جاتا ہے، اور افغانی اپنے نسب کو قیس تک پہنچانے میں بڑا فخر کرتے ہیں۔ اور افغانیوں کے پاس ایک شجرۂ نسب بھی ہے۔ جسے وہ آجتک معتبر سمجھتے ہیں؛ یہ شجرہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ وہ اسباط بنی اسرائیل سے ہیں۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ موجودہ افغانی زبان (پشتو) اور عبرانی زبان میں ذرا بھی مشابہت نہیں ہے ہاں افغانیوں کا یہ اعتقاد کہ وہ اسرائیلی الاصل ہیں باوجودیکہ اُن کے ملک اور اسرائیلیوں کی سرزمین کے درمیان بڑی مسافت ہے۔ اُن کے ملک میں ایک جگہ کا نام غیرب

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بڑی سلطنت قائم کی تھی۔

سردار سدو شاہ عباس کے دربار میں جب شاہ عباس کبیر نے شہر قندہار پر قبضہ کیا تو قبیلہ خلجی، اور عبدل اُس کے مطیع ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد شاہ کیطرف سے جو شخص حاکم تھا۔ اس نے مظالم شروع کئے، افغانیوں نے قبیلہ عبدل کے ایک شخص کو جس کا نام سدو تھا شاہ کے حضور میں حاکم کی شکایت کی غرض سے بھیجا جب سدو نے شاہ کے پاس پہنچکر شکایت بیان کی تو شاہ نے اُس کی طلاقت لسانی اور فصیح البیانی سے تعجب کیا اور اُس کی حسب خواہش حاکم کو معزول کر دیا، اور اس کی جگہ دوسرا شخص مقرر کیا یہ شخص اپنے فرائض منصبی کو عدل و انصاف سے بجالاتا تھا۔ اور رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا یہاں تک کہ اُس نے افغانیوں کے دل اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ اور یہ ہر دلعزیزی اس حد تک پہنچی کہ افغانیوں نے اتفاق کرکے یہ تجویز کیا کہ حکومت افغان ہمیشہ اس شخص کی اولاد میں رہے، اس حسن عقیدت نے اس درجہ ترقی کی کہ اُس کی اولاد میں سے اگر کوئی شخص کسی کو مار ڈالتا تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی دوسرا شاہی خاندان کسی شخص پر تلوار بھی اُٹھاتا۔ تو اسے قتل کی سزا دیجاتی تھی؛ سدو عبدالی (جو شکایت لے کر شاہ کے پاس گیا تھا) کی نسل سے ایک بڑا قبیلہ پیدا ہوا جو سدوزئی کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قبیلہ میں احمد شاہ بھی ہے جس کا ذکر ہم آگے بیان کریں گے۔

قبیلہ سدوزئی کی بغاوت اور جرجین خاں کا حاکم قندہار ہونا سلطان حسین صفوی جو ایران کے سلاطین صفویہ کا آخری فرمانروا تھا۔ اور ۱۱۰۶ھ میں تخت نشین ہوا تھا، کے زمانہ میں قبیلہ خلجی نے جو قندہار اور اُس کے قرب و جوار میں رہتا تھا۔ بغاوت کی، شاہ کے ارکان حکومت نے بغاوت کو فرو کرنے میں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

فند کوششیں کی اُن سے اور فتنہ بڑھتا گیا، جب باغیوں کو تابع کرنے میں تمام تدبیریں رائگاں ثابت ہوئیں، تو ایران کی طرف سے جرجین خان گرجی قندہار پر حاکم بنایا گیا۔ یہ وہ جرجین ہے جو شاہ کی طرف سے گرجستان پر حاکم تھا اور شاہ سے باغی ہو گیا تھا۔ لیکن آخر میں ایرانی حکومت اُس پر غالب آئی اور اُسے قید کر لیا گیا۔ اب اُس نے اپنے گناہوں کے کفارہ کا سوا اس کے کوئی چارہ نہیں دیکھا کہ نصرانیت کو چھوڑ کر مذہب اسلام قبول کرے اسلام لانے کے بعد یہ شخص حسن تدبیر، غیر معمولی ہوشیاری، اور استقلال قلبی کے لحاظ سے بہت مشہور ہوا (چنانچہ انہی صفات کی بنا پر حکومت قندہار کا عہدہ اس کے لئے تجویز کیا گیا)

جرجین کے مظالم اور شاہ کے دربار میں شکایت جب شاہ کو یہ معلوم ہوا۔ کہ اس فتنہ کو تیز کرنے میں ہندوستان کے سلاطین تیموریہ کا ہاتھ عمل کر رہا ہے تو اُس نے جرجین مذکور کے ساتھ بیس ہزار ایرانی لشکر روانہ کیا جس کے ساتھ بہت سے ہوشیار اور تجربہ کار گرجستانی بھی تھے اور یہ صرف خارجی مداخلت کے سدباب کے لئے کیا تھا۔ جب یہ سردار اپنی فوج کو لئے ہوئے قندہار کے اطراف میں پہنچا۔ تو باغیوں نے نکلکر اطاعت اور انقیاد کا اظہار کیا۔ لیکن جرجین نے اُن کے ساتھ بے رحمی اور سختی کا برتاؤ عزوری سمجھا چنانچہ اُس نے ہر ذی عزت کو ذلیل اور قوی کو ضعیف کیا، اور سرداروں کو قید کر لیا۔ یہاں تک کہ رعایا اُس کے جابرانہ رویہ سے نہایت درجہ تنگ ہو گئی اور اُس نے متعدد قاصد اور صفیر اصفہان (جو شاہ ایران کا دارالحکومت تھا) بھیجے تاکہ رعایا کا حال اس کے کانوں تک پہنچائیں ان لوگوں نے انتہائی کوشش بادشاہ کی باریابی حاصل کرنے میں صرف کی، دربانوں اور حاجیوں کی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کثرت سے بمشکل تمام ایک مرتبہ ملاقات کی نوبت آئی اور اُنہوں نے اپنے حاکم کے مظالم کی داستان اُسے سنائی۔ بادشاہ کے مصاحبوں میں بعض لوگ جرجین خاں کے دوست بھی تھے۔ اُنہوں نے شاہ سے کہا ان لوگوں کی شکایت جھوٹ اور بہتان پر مبنی ہے یہ اس کے ذریعہ سے اپنے حاکم سے آزاد ہونا چاہتے ہیں جس نے ملک میں بڑا انتظام کیا ہے اور سب کو قابو میں کر لیا ہے یہ چاہتے ہیں کہ اُس سے چھوٹ کر پھر پہلے کی طرح بدامنی شروع کر دیں۔ افغانیوں کو اس شکایت کا نتیجہ سوائے عتابِ شاہی کے اور کچھ نہ ملا اور وہ نہایت مایوسی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوئے اور قبائل میں اس واقعہ کی خبر شائع کی؛ جرجین کو؛ اپنے مخبروں کے ذریعہ سے اسکی خبر ہو گئی تھی، اُس نے اپنے دل میں افغانیوں کے لئے بُرے اِرادے قائم کئے۔ اور جن لوگوں نے اُس کی شکایت میں حصہ لیا تھا اُنھیں نقصان پہنچانے کیلئے موقع تلاش کرنے لگا

میرویس اور جرجین کی مخاصمت خاصکر میرویس کا بڑا دشمن ہو گیا۔ یہ شخص بڑا صاحب نسب و حسب اور ایک بڑے قبیلہ کا سردار اور شہر قندہار کا محافظ تھا۔ اور لوگوں میں اس کی وسعت اخلاق، فصاحت لسان، اور ذکاوت فطری مشہور تھی۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی بڑی وقعت تھی۔ اور وہ دل سے اس کی عزت کرتے تھے؛ کچھ دنوں بعد جرجین نے دستِ نقدی اُس کیطرف دراز کیا۔ اور اُسے پابزنجیر اصفہان بھیجدیا اور ارباب حکومت کو لکھا کہ اس شخص کو قید کئے بغیر ملک میں امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہی فساد کا بانی اور

لہ مشرقی ممالک میں باریابی کا حصل نہ ہونا ہی تمام مظالم کی بنیاد ہے کیونکہ اسی وجہ سے افسروں، و حاکموں کو رعایا کے حقوق غصب کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جیساکہ عام طور پر مشرقی دنیا میں دیکھا جاتا ہے؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

فتنوں کی جڑ ہے۔ ہمارے خیال میں جرجین نے میرویس کے بھیجنے میں بڑی غلطی کی تھی۔ کیونکہ وہ ضرور جانتا ہوگا۔ کہ مشرقی سرداروں کی طبائع میں رشوت ستانی کی ہوس کسقدر غالب ہے۔ مقاصد کا حصول اور مطالب کی کامیابی صرف رشوت کے وجود و عدم پر موقوف ہے۔ جرجین نے میرویس کو بھیجکر خود اُسے رشوت دینے کے قابل بنا دیا تاکہ وہ ایرانی ارکان حکومت کو رشوت دیکر اپنا مطلب حاصل کرے چنانچہ میرویس کے اصفہان پہنچنے کے تھوڑے دنوں بعد ایران کا طرز حکومت، شاہ کا ضعف عقل، ارکان دولت اور ارباب بست و کشاد کا نفاق اُسے معلوم ہو گیا، اور اُس نے جرجین خان کے دشمنوں کو دوست بنا کر اُن کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ یہاں تک کہ اُسے ایک روز بادشاہ کی ملاقات کا موقع بھی مل گیا؛ پھر تو اُس نے اپنے تمام مقاصد تفصیل کے ساتھ بادشاہ سے عرض کئے اور اپنی دانائی اور شیریں بیانی سے بادشاہ کے دل کو اپنی طرف مائل کر لیا، اور اُمرا اور سرداروں کے دل بھی رشوت دیکر اپنے ہاتھ میں لے لئے، اور کچھ دنوں بعد شاہی حکومت کے ارکین میں داخل ہو گیا۔

میرویس افغانستان کو آزاد کرنا چاہتا ہے اسوقت اُسے ممکن تھا کہ آسانی سے قندہار واپس ہو جاتا، لیکن جب اُسے حکومتِ ایران کا ضعف اور اُس کی بدانتظامی معلوم ہوئی تو اُس کے دل میں مراجعتِ وطن سے بہتر ایک اور خیال پیدا ہوا اور وہ یہ کہ افغانستان کی حکومت کو شاہی حکومت سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے، وہ جانتا تھا کہ یہ ایک بڑا کام ہے اس لئے اس میں جلدی مناسب نہیں۔ لہذا اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے پہلے اُس نے بادشاہ سے سفر حج کی اجازت چاہی، اور جب وہ مکہ معظمہ پہنچا۔ تو اُس نے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مناسب خیال کیا کہ علمائے اہلسنت سے بعض ایسے فتوے حاصل کرے جن کے رو سے شیعوں سے لڑنا واجب قرار دیا جائے تاکہ وہ ان فتووں کے ذریعہ سے اپنی قوم کو جمع کر کے ایرانی حکومت کے خلاف جنگ پر آمادہ کرے جو ایک شیعی حکومت ہے، چنانچہ اُس نے اس قسم کے بعض فتوے حاصل کئے اور فراغت حج کے بعد اصفہان واپس ہوا اور اپنے ارادوں کو مخفی رکھا اور ظاہر میں بادشاہ کا بڑا مخلص بنا رہا۔

حسن اتفاق سے اس زمانہ میں ایک عجیب واقعہ ہوا جو میرویس کے حصولِ مقصد کا بہترین ذریعہ بنگیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک مجہول النسب ارمنی جو بہت سی مشرقی زبانیں جانتا تھا اُس نے سلطنت عثمانیہ (اَبَدَ ہا اللہ) میں حکومت روس کی متعدد خدمتیں انجام دیں ان کارناموں کے وسیلہ سے اُس نے شہنشاہِ روس (پیٹر اعظم) سے استدعا کی کہ اُسے حکومت ایران میں روس کا سفیر بنا دیا جائے، حسن خدمات کی وجہ سے اُس کی استدعا قبول کی گئی اور شہنشاہ نے اُسے ایران کا سفیر بنا کر بھیجا، اور مزید رعایت یہ کی کہ اس سفیر کا جسقدر مال تجارت ہو اُس پر چنگی کا محصول نہ لیا جائے۔ سفیر مذکور نے بہت سے ارمنی تاجر جمع کئے اور ایران کی طرف روانہ ہوا جب حدود ملک کے قریب پہنچا۔ تو اُس نے اپنے متعلق یہ مشہور کیا کہ وہ سلاطین ارمن کی اولاد میں ہے۔ میرویس نے سفیر کے اس شان سے داخل ہونے کو اپنے حصول مقاصد کا بہترین ذریعہ بنایا یعنی اُس نے عام مجلسوں اور محفلوں میں خفیہ اور علانیہ یہ کہنا شروع کیا کہ عیسائیوں کا ارادہ ہے کہ گرجستان اور ارمینیہ کو شاہ کی حکومت سے آزاد کرا دیا جائے اور جرجین خان حاکم قندہار کا اس انقلابی سازش میں زبردست ہاتھ ہے۔ جرجین خان کے نومسلم ہونے کی وجہ سے یہ خیال لوگوں کے دلوں میں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

راسخ ہوگیا، اور ارباب حکومت نے اس بارہ میں میرویس کو بالکل سچا خیال کیا اور انہوں نے جرجین کے اس (فرضی) قصور کا انتقام لینا چاہا، لیکن چونکہ جرجین کا قندھار میں بڑا اثر تھا اور اُس کے پاس فوت بھی زیادہ تھی اسلئے اُس کے باغی ہوجانے کا بھی اندیشہ تھا، لہذا میرویس کو اپنے وطن کی طرف واپس کردیا گیا تاکہ جب جرجین بغاوت پر آمادہ ہو تو اپنی سابقہ عداوت کی بنا پر اچھی طرح اُس کا مقابلہ کرے۔

میرویس کی مراجعت جب میرویس قندھار واپس آیا تو جرجین کا غصہ حد سے بڑھ گیا، اور اُس کے قتل کرنے کی تدبیر سوچنے لگا۔ چنانچہ اُس نے میرویس کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ اپنی لڑکی اُس کے لڑکے کے نکاح میں دیدے جب میرویس نے دیکھا کہ یہ پیام جبر اور ظلم کا پہلو رکھتا ہے اور اس کے قبول کرنے میں اُسکی شرافت اور عزت پر حرف آتا ہے تو اُس نے افغانیوں کو جمع کرکے یہ قصہ انھیں سُنایا یہ سنکر افغانی آتش زیر پا ہوگئے اور میرویس کو اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت پر قائم رہنے کا مشورہ دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا لیکن اُس نے انھیں صبر کے ساتھ تدریجاً مقصد حاصل کرنے کا حکم دیا اور کہا:

"مناسب یہ ہے کہ ہم شیر کو سوتے میں قتل کریں، لیکن تمہیں اس عزم پر ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ تم مجھ پر اعتماد کرو، میں عنقریب دشمن سے انتقام لوں گا"

یہ سن کر اُن سب کو اطمینان ہوا اور سب نے روٹی، نمک، تلوار اور قرآن پر قسم کھائی کہ وہ اُس کی مدد کرینگے اور اُسکی اطاعت پر قائم رہینگے۔ اور جو شخص اس کی مخالفت کریگا اُس کی بیوی پر تین طلاق ہیں۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

میرویس کے پاس گھر میں پالی ہوئی ایک خوبصورت خادمہ تھی میرویس نے اُسے اپنی لڑکی بناکر جرجین خان کے پاس بھیجدیا تاکہ اس کا لڑکا اس کے ساتھ نکاح کرلے اور اسکے ساتھ ہی نہایت خوشی اور خندہ پیشانی کا اظہار کیا، اور کہا کہ وہ کسی طرح جرجین خاں سے ناراض نہیں ہے، اس تدبیر سے اُس نے جرجین کی دلی عداوت اور کینہ کو مٹادیا اور اُس کا بڑا معتمد بن گیا۔

میرویس قندہار فتح کرتا ہے کچھ عرصہ کے بعد شہر کے باہر ایک باغ میں بڑی شاندار دعوت کا انتظام کیا اور جرجین خان اور اُسکے لوگوں کو مدعو کیا۔ اس دعوت میں سب کو شراب موت کا ساغر پلایا گیا جس کا ساقی میرویس تھا۔ میرویس نے جرجین خان کا لباس پہنا اور اس کی فوج نے جرجین کی فوج کی وردی پہنی اور مغرب کے بعد شہر کا رُخ کیا اور اچانک قلعہ کے محافظین پر حملہ کیا، اُن کے ساتھ افغانیوں کی وہ جماعت بھی آکر مل گئی جسے شہر کے پاس ایک جگہ چھپادیا گیا تھا۔ اور شہر کے تمام افغانی بھی اس فوج میں شامل ہوگئے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے بھاگ کر جان بچائی تمام محافظین مارے مارے گئے اور قلعہ پر قبضہ ہوگیا اور آواز دی گئی کہ "جو شخص جرجین کے کسی سپاہی کو پناہ دے گا اُسے ہرگز امن نہ دیا جائیگا"

جرجین خان نے صوبۂ قندہار کے اطراف میں بعض قبائل کو مطیع کرنے کے لئے چھ سو کی مقدار میں ایک فوج بھیجی تھی یہ فوج بہت سا مال غنیمت لیکر قندہار آرہی تھی قندہار پہنچے پر افغانی بہادروں نے توپوں اور بندوقوں سے اُن کا استقبال کیا جب اُنھیں حقیقت حال کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے بھی حملہ آوروں کی مدافعت شروع کی میرویس اُن کے مقابلہ میں پانچہزار فوج لے کر نکلا جرجین کے اس مختصر دستۂ فوج نے تین دن تک نہایت بہادری اور شجاعت سے مقابلہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کیا۔ لیکن آخر میں انھیں پسپا ہونا پڑا اور وہ جان بچا کر ملک خراسان کی طرف بھاگ نکلے اور وہاں جا کر اس واقعہ کی خبر سنائی جس سے ایرانیوں کے دل میں افغانیوں کی طرف سے بڑی دہشت بیٹھ گئی۔

جب فضائے قندہار میرویس کے لئے مخالفین سے صاف ہو چکی تو اس نے افغانی قبائل کے سرداروں کو بلایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو کھڑے ہو کر اُن میں تقریر کی اور آزادی کے فضائل اور برکات بیان کئے اور غلامی کی سختیاں اور اُسکی نحوستیں حاضرین کے ذہن نشین کرائیں اور کہا "اگر تم میری مدد کرو گے اور میرے ساتھ متحد رہو گے تو ہم عنقریب اپنی گردنیں ذلت کی قید سے چھڑا کر عزت اور آزادی کا عَلَم بلند کر کے ایرانی شیعوں کی حکومت سے اپنے کو نجات دینگے"

پھر میرویس نے وہ فتوے نکالے جنہیں اُس نے علمائے مکہ مکرمہ سے حاصل کیا تھا، اور بہ آوازِ بلند کہا "جو شخص ایرانیوں کی طرفداری کرتا ہے اور اُن کی غلامی میں رہنا پسند کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہمارے ملک میں رہنے کی امید نہ رکھے کیونکہ نہ اُسے ہمارے ساتھ رہنا ممکن ہے، اور نہ وہ ہماری دوستی اور اخلاص کا مستحق ہو سکتا ہے"

تمام سرداروں نے اس خیال کے ساتھ اتفاق ظاہر کیا اور قسم کیساتھ اپنے اتحاد کا یقین دلایا۔ اسی طرح ارباب حزم و فضیلت اپنی جان و مال اپنی قوم کی آزادی کے لئے فدا کرتے ہیں، اور اُن کا یہ عمل کسی اجر اور بدلہ کے مقابلہ میں نہیں ہوتا بلکہ وہ اس عمل خیر سے اپنے نام کو غیر فانی بنا دیتے ہیں بخلاف اسکے وہ ذلیل اور پست ہمت لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنی ذاتی خواہشات میں منہمک رہتے ہیں اور اپنی قوم اور وطن کو نہایت سستے داموں اجنبی لوگوں کے ہاتھ بیچ دیتے ہیں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ایران میں بغاوت کی خبر اور شاہ کی سفارت جب شاہ ایران کے دارالسلطنت میں افغانیوں کے اتحاد کی خبر پہنچی تو بجائے اس کے کہ وہ ایک جرار فوج باغیوں کو سزا دینے اور امن قائم کرنے کے لئے بھیجتا اُس نے محمد جامی خاں کو میرویس اور اسکے معاونین کی تہدید کی غرض سے روانہ کیا؛ جب یہ سفیر قندہار پہنچا تو اُس نے حکومت ایران کی عظمت اور قوت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایران اپنے دشمنوں کی تذلیل پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے" اور اُس نے میرویس کو اس بغاوت کی سوء عاقبت سے ڈرایا میرویس نے اس کے جواب میں کہا؛

"کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ عقل صرف ان لوگوں کے دماغ میں پائی جاتی ہے جو آرام و راحت اور عیش و تنعم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور افغانستان کے پہاڑی باشندے اس سے بے بہرہ ہیں، اگر تمہارا بادشاہ مجھے مغلوب کرکے اپنا تابع بنا سکتا تو اُسے یہ ضرورت پیش نہ آتی۔ کہ سفیر بنا کر تمہیں بھیجتا اور تم اس قسم کی فضول باتیں کرتے"۔ پھر میرویس نے سفیر کو قید کرنے کا حکم دیا لیکن باوجود اسکے حکومت ایران خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئی اور اُس نے پہلے سفیر کا انجام معلوم کرنے پر بھی دوسرا سفیر محمد خاں حاکم ہرات کو روانہ کیا۔ یہ دوسرا سفیر میرویس کے دوستوں میں تھا اور سفر حج میں اُس کا رفیق بھی رہا تھا جب وہ قندہار پہنچا۔ تو میرویس نے اُس سے کہا اگر تمہارے ساتھ میری سابقہ محبت اور رفاقت نہ ہوتی تو میں تمہیں ایک مجرم کی طرح سزا دیتا۔ لیکن تم خوب سمجھ لو کہ بہادران افغان آزاد ہونے کے بعد دوبارہ غلامی کی ذلت برداشت نہیں کر سکتے۔ اور وہ شیر جو زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گئے ہیں دوسری مرتبہ مقید نہیں ہو سکتے۔ اور جو تلواریں برہنہ ہو گئی ہیں وہ میان میں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

نہیں رکھی جاسکتیں تمھارا بادشاہ عنقریب ذلیل ہوگا اور تمہاری حکومت تاخت و تاراج کیجائے گی" پھر اُس کو قید کرنے کا حکم دیا۔

افغانستان اور ایران میں جنگ جب ایرانی حکومت کے ارباب حل و عقد نے سفیروں کے بھیجنے میں کوئی فائدہ نہ دیکھا۔ اور لڑائی کے سوا کوئی تدبیر کامیاب نہ سمجھی تو اُنہوں نے خراسان کے حکام کے نام احکام جاری کئے کہ اپنی فوجیں تیار کرکے افغانیوں پر حملہ کریں چنانچہ ایرانی فوج نے جنگ شروع کردی لیکن ان کے پے در پے شکست کھانے سے ثابت ہوا کہ تنہا خراسان کی فوج افغانی فتنہ کو فرو کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اسلئے ایران نے ایک زبردست فوج تیار کی اور جرجین خاں کے بھتیجے خسروخاں کو جو بہادری اور ہوشیاری میں اپنے چچا سے کم نہ تھا اس فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ قیادت اس لئے خسرو کے ذمہ کی گئی تھی۔ کہ چچا کا انتقامی جذبہ اس کی بہادری اور جرأت کو اور زیادہ کرے؛

خسروخاں قندہار پہنچا اور میرویس کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا، ایک زبردست جنگ کے بعد میرویس نے شکست کھائی اور خسروخان نے قندہار کا محاصرہ کرلیا شہر کے افغانی محافظین نے (جو محصور ہوگئے تھے) خسرو سے یہ استدعا کی کہ ہم شہر چھوڑنے کو تیار ہیں بشرطیکہ ہماری جانیں محفوظ رہیں؛ خسروخان نے یہ شرط قبول نہ کی جب افغانیوں کو یقین ہوگیا کہ اب موت سے بچنے کیلئے کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔ تو اُنہوں نے مدافعت کی تیاریاں شروع کیں اور ہر روز محاصرین پر حملے کرنے لگے؛ میرویس نے (جو شہر سے باہر تھا) اپنی متفرق فوجیں جمع کرکے باہر کی طرف سے حملے شروع کئے یہاں تک کہ یرانیوں کے ذخائر ختم ہوگئے اور وہ محاصرہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور صرف

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

میرویس کی مدافعت کرنے پر مجبور ہوئے آخر کار ایرانی فوج جو تعداد میں بیس ہزار تھی ماری گئی اور صرف پانسو آدمی بچے۔

ایران کا دوسرا ناکام حملہ میرویس کا قندہار پر قبضہ اُسکا انتقال اور اُسکے جانشین عبداللہ کی صلح جوئی

پھر شاہ ایران نے ایک دوسری فوج محمد رستم خاں کی قیادت میں روانہ کی لیکن اس نے بھی شکست کھائی، اور میرویس کی حکومت صوبۂ قندہار پر بلا کسی مخالف اور دشمن کے مستحکم ہوگئی۔ اس کے بعد میرویس کا انتقال ہوگیا اور اس نے دو لڑکے چھوڑے۔ بڑے لڑکے کی عمر اٹھارہ سال سے زائد نہ تھی اسلئے افغانیوں نے حکومت کے لئے میرویس کے بھائی عبداللہ کو منتخب کیا میرویس کا یہ جانشین ایران کے ساتھ صلح کرنے پر مائل تھا لیکن افغانیوں کی عام رائے اس کے موافق نہ تھی بلکہ انہوں نے سخت مخالفت کی اور کہا کہ اگر تم ایران کے ساتھ لڑائی جاری رکھنے میں اپنے بھائی کا طرز عمل اختیار نہیں کرسکتے تو کم از کم صلح کی تجویز میں تو جلدی نہ کرو مگر باوجود اس کے عبداللہ نے ان کی بات نہ مانی اور اپنے خاص آدمیوں سے مشورہ کرکے یہ رائے قرار دی کہ صلح کے لئے افغانیوں کی طرف سے دو نمایندے حکومت ایران کے پاس بھیجے جائیں اور ذیل کی تین شرطوں پر صلح کرلیجائے۔

(۱) صوبۂ قندہار کو شاہی خراج سے معافی دیدیجائے۔

(۲) صوبۂ مذکور میں ایران کی کوئی فوج نہ ہو۔

(۳) حکومت افغان امیر عبداللہ کی نسل میں رہے۔

جب افغانی سرداروں کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُن کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی، اُن سب کے دل عبداللہ سے پھر گئے، اور میرویس کا بڑا لڑکا محمود جس کی پیشانی پر شرافت اور علوے ہمت کا ستارہ چمکتا تھا۔ اپنے چچا کا سخت

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

دشمن ہوگیا کیونکہ اُسنے محمود کا حق غصب کرلیا تھا۔ چنانچہ محمود چالیس افغانوں کے ساتھ اتفاق کرکے اپنے چچا کے گھر میں اچانک داخل ہوا اور اُسے ذبح کرڈالا جب افغانیوں کو اس کی اطلاع ملی تو اُنہوں نے محمود کو اپنا حاکم بنایا اور اسے شاہ قندہار کا لقب دیا۔

آزاد خاں عبدالی کی شاہی سکومت سے بغاوت اور ہرات پر قبضہ

اسی اثنا میں افغانوں کا ایک سردار آزاد خاں عبدالی کھڑا ہوا اور اُس نے شہر ہرات پر قبضہ کرکے آزادی کا جھنڈا بلند کردیا اور قبیلہ ازبک (ایک ترک قبیلہ) کی بعض جماعتوں سے اتفاق کرکے ملک خراسان کو جو ایران کے زیر حکومت تھا۔ تاخت و تاراج کرنے کی تجویز کی شاہی حکومت نے آزاد خاں کو سزا دینے کے لئے تیس ہزار فوج صفی قلی خاں کی قیادت میں روانہ کی آزاد بھی اپنی فوج لے کر مقابل ہوا اور صبح سے دوپہر تک جنگ رہی لیکن غالب اور مغلوب میں امتیاز نہ ہوسکا۔ لڑائی کے ہول سے ایرانی توپخانہ کے حواس باختہ ہوگئے اور وہ افغانی اور ایرانی فوج میں تمیز نہ کرسکے اور بجائے افغانیوں کے اپنی پیدل فوج پر گولہباری شروع کردی چونکہ ایرانی جانتے تھے کہ افغانیوں کے پاس توپیں نہیں ہیں اسلئے وہ سمجھے کہ یہ ہماری فوج کی طرف سے لڑائی کی کوئی چال ہے چنانچہ اس گولہباری سے ایرانی فوج منتشر ہوگئی۔ افغانیوں کیلئے حملہ کا یہ بہترین موقع تھا چنانچہ انہوں نے حملہ کرکے ایرانی فوج کو منتشر کردیا۔ اور ایرانیوں کے آٹھ ہزار آدمی مارے گئے۔ جن میں صفی قلی خاں اور اسکا بیٹا بھی داخل ہے اور ایرانی فوج تمام سامان اور ذخائر حرب اور بیس توپیں چھوڑ کر بھاگ گئی۔ اب صوبہ ہرات پر آزاد خاں کا پورا قبضہ ہوگیا اور وہاں عبدالی حکومت قائم ہوگئی جس طرح کہ قندہار میں خلجی حکومت کا قیام ہوگیا۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اہل مسقط اور کردوں کی بغاوت ایرانی حکومت کے اسی پرآشوب زمانہ میں کردی سنیوں نے ایرانی ممالک میں لوٹ مار شروع کردی اور اُن کا یہاں تک زور ہوا کہ وہ ایران کے پایۂ تخت شہر اصفہان کی دیواروں تک پہنچ گئے۔ اسی طرح مسقط کے عربوں نے بھی بغاوت کرکے خلیج فارس کے جزیروں پر اور ساحل خلیج کے متعدد مقامات پر قبضہ کرلیا۔

محمود شاہ کا ایران پر حملہ جب محمود شاہِ قندہار نے ایرانی حکومت کی بدنظمی اور ارکان حکومت کا ضعفِ رائے اور اُن کے باہمی اختلافات دیکھے تو اُسے شاہ کی حکومت حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ وہ اس غرض کے لئے اپنی فوجیں لے کر کرمان کے راستہ سے روانہ ہوا حالانکہ اس راستہ میں چارہ اور پانی نہیں ملتا تھا چونکہ کرمان کے لوگ اس حملہ سے بالکل غافل تھے اور اُنھوں نے کوئی دفاعی تدبیر نہیں کی تھی اسلئے شہر کرمان بغیر لڑائی جھگڑے محمود شاہ کے سپرد کردیا۔ محمود کی فوج نے رعایا پر مظالم شروع کئے جیسی کہ عام شرقی بلکہ مغربی فاتحین کی عادت ہے۔

افغانی شکست جب شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے لطف علی خاں کے نام جو بندر عباس پر حاکم تھا حکم دیا کہ وہ افغانیوں سے مقابلہ کرے اور انھیں ملک سے نکالدے۔ لطف علی افغانیوں کے مقابلہ کو نکلا اور صرف ایک ہی وقعہ میں افغانی کرمان سے پسپا ہوئے اور راستہ میں کسی جگہ نہ ٹھیر سکے اور واپس قندہار میں داخل ہوگئے۔ لیکن کرمان والے چھوٹی مصیبت سے چھوٹ کر بڑی میں مبتلا ہوگئے کیونکہ شاہ کی فوج سے اُنھیں اسقدر نقصان پہنچا۔ کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ افغانی فاتحین کی سختیاں زیادہ تھیں یا اُن کی حکومت کے مصائب!

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

دوبارہ حملہ آور ہونے کی خبر لطف علیخانکی تیاریاں اور اُس کی معزولی

جب لطف علی خاں کو یہ معلوم ہوا کہ محمود شاہ دوبارہ حملہ کرنیوالا ہے تو اُس نے فوج جمع کرنی شروع کی اور شیراز میں سامان حرب فراہم کیا اور ضروری احتیاطوں سے بھی غافل نہ رہا لیکن بدانتظامی اور اقتضاے وقت کے اسباب کی بنا پر ان تیاریوں سے رعایا پر ظلم ہونے لگا لوگوں کا مال ضبط کیا جاتا تھا اور جبراً اُن کے جانوروں سے کام لیا جاتا تھا۔ لطف علیخاں کے دشمنوں نے اس بدانتظامی کو اس کے معزول کرانے کا بہترین ذریعہ سمجھا چنانچہ انہوں نے شاہ سے اس کی شکایتیں کیں اور شاہ نے اُسے فوج کی افسری سے علیحدہ کر دیا۔ لطف علی کے برطرف ہونے سے تمام جمع شدہ فوج منتشر ہوگئی اور ہر ایک اپنے گھر کو چلدیا۔

عبدالیوں کا خراسان پر حملہ! تبریز کا قیامت خیز زلزلہ

اسی زمانہ میں عبدالی افغانوں نے خراسان کے اکثر شہروں پر حملے شروع کئے اور قریب تھا کہ وہ شہر مشہد (جس کا قدیم نام طوس ہے) کو فتح کر لیتے۔ اسی اثنا میں شہر تبریز میں ایک سخت زلزلہ آیا اور اسی ہزار آدمی مٹی کے نیچے دب گئے۔ اور زمین سے اسقدر گرد و غبار اُٹھا کہ فضا تاریک ہوگئی اور آفتاب کی روشنی بالکل چھپ گئی اور سورج صرف تانبے کی ایک سرخ ٹکیا کی طرح نظر آتا تھا۔ ان مناظر کو دیکھ کر عام لوگوں کے اوہام میں یہ بات راسخ ہوگئی کہ یہ غضب الہی اور آفات سماوی کے آثار اور مقدمات ہیں، چنانچہ انہوں نے اس قضائے الہی کو دفع کرنے کی تدبیر اختیار کی کہ فاجرہ عورتوں کو (شہروں سے) نکالا اور بُرے کاموں کو ترک کر دیا۔ مشائخ گلی کوچوں میں پھرتے تھے اور لوگوں کو استغفار کرنے کی نصیحت کرتے تھے۔ اور نجومیوں نے قطعی حکم لگا دیا تھا۔ کہ یہ سب کچھ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اصفہان کی تباہی کی علامت ہے۔ اس قسم کے خیالات سے عقول میں دہشت اور نفوس میں حیرت سما گئی، دل ضعیف ہو گئے، ہمتیں پست ہو گئیں یہاں تک کہ یہ بڑی قوم اپنے کو موت کے دروازہ پر کھڑا ہوا دیکھ رہی تھی اور ان مصائب سے رہائی پانے کی بلکہ اپنی بقاء حیات کی امیدیں منقطع ہو گئی تھیں۔

محمود کا دوسرا حملہ سنہ ۱۱۳۵ ہجری میں محمود شاہ نے پچیس ہزار افغانی اور بلوچی فوج لے کر کجستان کے راستہ سے کرمان پر دوبارہ حملہ کیا۔ اور بلا کسی زبردست مقاومت کے شہر پر قابض ہو گیا البتہ قلعہ پر جو مقام حکومت تھا قبضہ نہ ہو سکا اور اُس کو محافظین کے لئے اس شرط پر چھوڑ دیا کہ قلعہ والے محمود کو ۲۵۰۰ تومان[1] ادا کریں۔

اہل ایران کے خیالات میں یہ بات یقین کے ساتھ راسخ ہو گئی کہ محمود خدا کا غضب ہے، جو سلطنت ایران پر نازل ہوا ہے اور یہی اصفہان کی تباہی اور بربادی کا باعث ہو گا جیسا کہ علماء اور منجمین نے پیشینگوئی کی ہے۔

اس کے بعد محمود شہر یزد کے فتح کرنے کو روانہ ہوا لیکن اُسے فتح نہ کر سکا۔ اسلئے اس کو چھوڑ کر شاہ کے دارالسلطنت شہر اصفہان کی سیدھی راہ لی۔ جب شہر کے قریب پہنچا تو بادشاہ نے اُسکے پاس دو قاصد بھیجے اور استدعا کی کہ وہ ایران پر اپنے حملے نہ کرے اور اپنے ملک کو واپس چلا جائے اور اس کے عوض میں شاہ اسے پندرہ ہزار تومان دیگا۔ شاہ کے اس پیام سے محمود خوب سمجھ گیا کہ ایرانی کمزور ہیں اور ہم سے مرعوب ہو گئے ہیں۔ اسی لئے اس نے اسکی پروانہ کی اور کلتاد کی طرف جو اصفہان سے دو فرسخ دور ایک گاؤں ہے روانہ ہوا اور وہاں پہنچکر فوج کو جمع کیا

[1] تومان نصف گنی انگریزی کے برابر ہوتا ہے۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور اسکے گرد ایک خندق کھدائی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہاں ایرانی فوج سے ایک زبردست مقابلہ ہوگا۔ محمود کی فوج میں بہت سے آتش پرست جو زرتشت کے دین پر ہیں شامل ہوگئے اس امید پر کہ محمود کا قبضہ انھیں شیعوں کے ظلم سے نجات دیگا۔

مدافعت کی تدابیر شاہ پر بھی ادہام کا غلبہ تھا اُس نے سرداروں اور وزیروں کو جمع کرکے اسبارہ میں مشورہ کیا۔ محمد قلی خاں نے جو وزیر تھا کہا کہ افغانی اگرچہ میدانمیں بڑے بہادر اور ثابت قدم ہیں لیکن وہ قلعوں کو فتح نہیں کرسکتے اسلئے مناسب رائے یہ ہے کہ ہم اپنی فوجوں کو اصفہان کے قلعوں میں جمع کردیں اور مدافعانہ جنگ شروع کریں۔ جب افغانی انکو فتح نہ کرسکینگے تو مجبوراً اپنے ملک کو واپس چلے جائینگے چنانچہ ایسا ہی انہوں نے کرمان اور یزد کے حملوں میں کیا ہے۔ شاہ کو یہ رائے پسند آئی اسکے بعد والی عربستان (خان اہواز) نے کھڑے ہوکر تقریر کی اور ایرانی حمیت اور شجاعت کو یاد دلاکر غیرت دلائی اور کہا کہ یہ بڑی بزدلی اور ضعف کی بات ہے، ہم کسطرح پسند کرسکتے ہیں کہ محمود ایک چھوٹی سی افغانی جماعت سے اصفہان کا محاصرہ کرلے جو شاہ ایران کا پایہ تخت ہے۔ اسلئے رائے یہ ہے کہ ہم انکے مقابلہ کیلئے نکلیں اور انکی چھاؤنی میں جاکر انپر حملہ کریں" اس تقریر سے شاہ کی رگ حمیت کو جنبش ہوئی اور اُس نے محمود کے مقابلہ میں پچاس ہزار فوج بیس توپوں کے ساتھ روانہ کی۔ جب دونوں فریق اپنے میمنہ، میسرہ، اور قلب کو مرتب کرکے قریۂ گلناباد کے قریب مقابل ہوئے تو محمود ایک ہاتھی پر سوار ہوکر اپنی فوج کے گرد پھرنے لگا اور انھیں وہ فخر اور عزت یاد دلائی جو انہوں نے گذشتہ لڑائیوں میں حاصل کی تھی اس نے اپنے تقریر میں کہا "اگر تم اپنے دشمن پر غالب آگئے تو شہر اصفہان تمہاری کوششوں کا صلہ ہے اور اگر تم نے شکست کھائی تو موت سے کوئی مفر نہیں کیونکہ تمہارا ملک تم سے بہت دور ہے اور شکست کی صورت میں تمہیں موت کا زہر آلود پیالہ نہایت ذلت اور فضیحت سے پینا پڑیگا"۔ ایرانی شکست افغانیوں کے پاس توپیں نہ تھیں لیکن انکی فوج میں ایک سو زنبورک[1]

[1] زنبورک توپ کے مشابہ ایک ہتھیار ہوتا تھا جو اونٹ پر لادا جاتا تھا اور اسی کی پشت پر رکھتے ہوئے اسے آگ

تھے۔ افغانیوں نے زنبورک والے اونٹ اپنی فوج کے گرد بٹھا دیئے ایرانیوں کی طرف سے حملہ کی ابتدا ہوئی اور ان کا میسرہ افغانی میسرہ سے مقابل ہوا افغانی شکست کھاتے ہوئے پیچھے ہٹے اور ان کا کچھ سامان بطور غنیمت کے ایرانیوں کے ہاتھ آیا۔ پھر ایرانی میمنہ نے افغانی میمنہ پر حملہ کیا۔ اور افغانی پسپا ہوتے ہوئے پیچھے ہٹے جو حقیقت میں لڑائی کی ایک چال تھی۔ یہ دیکھ کر ایرانی سواروں نے افغانی فوج پر حملہ کر دیا جب ایرانی سوار افغانوں کے قلب لشکر میں داخل ہوئے تو افغانی فوج کے دو حصے ہو گئے اور انہوں نے سواروں پر زنبورک کے فیر شروع کر دیئے جس سے وہ اس طرح زمین پر گرنے لگے جیسے کہ درخت کے پتے موسم خزاں میں گرتے ہیں۔ اور اسی وقت امان اللہ خان افغانی نے ایرانی فوج کے پچھلے حصہ پر حملہ کر دیا اور توپخانہ کے آدمیوں کو مار کر توپوں پر قابض ہو گیا اور حکم دیا کہ شاہ کی فوج پر توپوں کے فیر کئے جائیں۔ تھوڑی دیر میں ایرانی شکست کھا کر منتشر ہو گئے اور اپنا تمام سامان افغانیوں کے ہاتھ میں مال غنیمت چھوڑ گئے۔

جب اس شکست کی خبر اصفہان میں پہنچی تو مارے خوف کے لوگوں کے دل دہلنے لگے اور شاہ بھی سخت پریشان ہوا اور اس نے اپنے وزیروں کو مشورہ کے لئے جمع کر کے کہا۔

"میری رائے یہ ہے کہ ہم اصفہان چھوڑ دیں اور اپنے ساتھ خزانہ لیجائیں اور شاہی فوج کو جمع کر کے افغانیوں پر پیچھے سے حملہ کریں اور ان کا استیصال کر ڈالیں"

محمد علی خاں وزیر نے یہ رائے پسند کی لیکن والی عربستان نے ایک خاص سبب کی بنا پر جسے ہم آگے بتائینگے اسے نہ مانا اور کہا "شاہ کے لئے مناسب نہیں ہے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کہ وہ صرف ایک شکست کی وجہ سے اپنا پایۂ تخت چھوڑ دے کیونکہ یہ ضعف کی نشانی ہے جس سے رعایا بد دل ہو جائیگی"۔ یہ سنکر ایرانیوں نے مدافعت کا سامان کیا اور محاصرہ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔

فرح آباد اور جلفا پر افغانی قبضہ محمود کو اسوقت اپنے ارادوں میں تردد تھا۔ لیکن جب اُس کے مخبروں کے ذریعہ سے (جو والی عربستان کے آدمی تھے) یہ خبر پہنچی کہ ایرانیوں کے دلوں پر افغانیوں کا رعب چھا گیا ہے تو اُسے اطمینان ہو گیا۔ اور اپنی فوج فرح آباد کی طرف لیکر چلا اور بغیر لڑائی کے اُسپر قابض ہو گیا۔ کیونکہ وہاں فوج ہی نہ تھی۔ اور اس قبضہ کے بعد محلہ جلفا پر حملہ کیا جو اصفہان میں ارمنیوں کا خاص محلہ تھا۔ جلفا پر محمود کے قبضہ کرنے سے وہاں کے باشندوں کو بڑا نقصان پہنچا۔

اصفہان پر حملہ اور افغانی شکست اور محمود کی صلح جوئی پھر شہر اصفہان کے ایک برج پر حملہ کیا لیکن توپوں اور بندوقوں کی تاب نہ لاکر پسپا ہو گیا۔ لیکن اُس نے دل میں یہ خیال کیا کہ کہیں اس شکست سے شہر والوں کے دل سے اُس کا رعب نہ اُٹھ جائے۔ اسلئے اُس نے دوسرے دن افغانی بہادروں کو لے کر شہر کے بعض استحکامات پر ہجوم کیا۔ اور بہادری اور ثبات کے بڑے جوہر دکھائے اور اگر احمد آغا جو حریم شاہی کا ایک آغا تھا۔ مقابلہ نہ کرتا۔ تو شہر تقریباً فتح ہو چکا تھا احمد آغا نے نہایت دلیری سے مقابلہ کیا اور افغانیوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا۔ اس شکست سے محمود کا دل بہت مرعوب ہوا۔ اور اُس نے شاہ کے پاس قاصد بھیجکر ذیل کی شرطوں پر صلح چاہی۔

۱۔ قندہار، کرمان، اور خراسان کی حکومت محمود کی نسل میں رہے۔

۲۔ بادشاہ اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

۳۔ شاہ اُسے پچاس ہزار تومان ادا کرے۔

شاہ نے یہ شرطیں قبول نہیں کیں۔

والی عربستان کی سازش جب والی عربستان کو اس کی خبر ملی تو اُس نے خفیہ طور پر محمود کے پاس اپنا قاصد بھیجا صلح کی درخواست پر اُسے بہت ملامت کی۔ اور جنگ جاری رکھنے کا مشورہ دیا۔ اُسکو یقین دلایا کہ تمہیں ضرور فتح حاصل ہوگی میں تمہارے ساتھ متفق ہوں تم ثابت قدم رہو اور خوف نہ کرو۔ جب محمود نے پیام کا مضمون پڑھا۔ تو اُسکے دلمیں دوبارہ جان آگئی اور دوسری قسم کی تدبیریں سوچنے لگا یعنی یہ کہ اصفہان کے قریب جو قصبے اور دیہات ہیں اُنہیں برباد کیا جائے اور اپنی فوج کے لئے اُن سے ذخیرے فراہم کئے جائیں اور جو کچھ بچے وہ جلادیا جائے۔ چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا۔ گاؤں والے شہر کی طرف بھاگنے لگے کیونکہ اُنکے پاس کھانیکو کچھ نہیں رہا تھا۔ شہر کے سرداروں کو حقیقت حال کی تو خبر نہ تھی۔ وہ نہایت خوشی سے اُنہیں جگہ دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ مدافعت کرنیوالوں کی تعداد میں اِن سے اضافہ ہوتا ہے۔ قحط پڑنے کا اُنہیں کچھ خوف نہ تھا۔ کیونکہ شہر ایک طرف سے محصور نہ تھا۔

اصفہان پر دوبارہ حملہ پھر افغانیوں نے دوسری طرف سے حملہ کرکے ایک مورچہ پر قبضہ کرلیا۔ اس مورچہ کے محافظ کرج قوم کے لوگ تھے جو شراب میں اکثر بدمست رہا کرتے ہیں۔ اس کے بعد افغانی فوج نے ایک پل سے عبور کرکے شہر کے بعض اطراف پر قبضہ کرلیا۔ اور اسی وقت اُنھیں یہ خبر ملی۔ کہ ایرانی کچھ ذخائر لے کر شہر کی طرف آرہے ہیں چنانچہ وہ راستہ میں جاکر اُن سے مقابل ہوئے۔ اور تمام سامان لوٹ لیا۔ لیکن اس پہلے کہ وہ اپنی فوج سے ملتے ایرانیوں کی ایک فوج ایک چھوٹے سے قریہ سے نکلی جسے اصفہانک کہتے ہیں۔ اور سارا سامان اُن سے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

واپس چھین لیا اور محمود کے چچا، بھائی، اور بھتیجے کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ شاہ نے ان لوگوں کے متعلق حکم دیا تھا۔ کہ قتل نہ کئے جائیں۔ تاکہ محمود ان کی رہائی کی استدعا کرے لیکن شاہ کا یہ حکم اُن کے قتل کئے جانے کے بعد پہنچا۔ یہ خبر سُن کر محمود نے تمام ایرانی قیدیوں کو جو اُس کے پاس تھے قتل کر ڈالا۔ اور شہر کے محاصرہ کو مکمل کرنے اور تمام خارجی تعلقات منقطع کرنے کی تیاریاں کرنے لگا۔ اسی اثناء میں ارا کین دولت میں سے ایک شخص نے شاہ سے اصرار کیا کہ اس فاعی جنگ کی قیادت اُس کے سپرد کیجائے اور ذمہ لیا۔ کہ وہ افغانیوں کو اصفہان کے اطراف سے نکالدیگا لیکن والی عربستان (خان اہواز) نے شاہ کے سامنے اس کی مخالفت کی جو حقیقت میں اُس کی خباثتِ نفس اور نفاق پر مبنی تھی۔

اصفہان کا محاصرہ اور شہر میں قحط جب محاصرہ نے طول پکڑا اور چیزوں کے نرخ بڑھنے لگے اور قحط کے آثار شہر میں نمودار ہوئے تو شاہ نے اپنے لڑکے طہماسپ کو جو ولیعہد بھی تھا خفیہ طور پر اطراف ملک میں بھیجا۔ تاکہ لوگوں کو افغانیوں سے لڑنے اور پایۂ تخت کو اُن کے ہاتھ سے چھڑانے پر آمادہ کرے۔ کہ اس وقت شاہ کو اسکے سوا کوئی تدبیر مناسب نظر نہ آئی۔ لیکن افسوس ہے کہ طہماسپ رعایا کو اپنے باپ کو چھڑانے کے لئے متفق نہ کر سکا۔ اب تو روز بروز شہر والوں کی مصیبت بڑھتی گئی۔ اُنہوں نے شاہ سے اصرار کیا۔ کہ وہ افغانیوں سے لڑنے کے لئے نکلے اور اُنکی جانوں کو بھوک اور قحط کی مصیبت سے بچائے خاصکر جب اُنھیں یہ خبر ملی کہ اُن کے پاس کچھ خوراک کا ذخیرہ باہر سے آرہا ہے۔ تو وہ شاہی محل کے گرد جمع ہوئے اور سب نے متفقہ طور پر بادشاہ سے استدعا کی کہ وہ افغانوں کے مقابلہ کو نکلے۔ کیونکہ انھیں خوف تھا کہ کہیں یہ ذخیرہ افغانوں کے ہاتھ نہ آجائے اور شہر والے بھوک سے نہ مرجائیں۔ شاہ نے دوسرے روز ان کو کچھ ایسا جواب دیا جس سے انھیں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اطمینان نہیں ہوا اور وہ برابر اپنے مطالبہ پر مصر رہے، یہاں تک کہ محل شاہی کے بعض خادموں نے اُنپر بندوقیں چلائیں اس حرکت سے وہ بہت ناراض ہوئے اور بادشاہ کی طرف سے بددل ہوگئے اور اگر احمد آغا جس کا پہلے ذکر آچکا ہے نکلکر اُنھیں راضی نہ کرتا تو وہ شاہی محل پر حملہ کرنے کو تیار تھے۔

احمد آغا افغانوں پر حملہ کرتا ہے لوگوں کے واپس جانے کے بعد احمد آغا نے بہادرن مگر عربی فوج خیانت کرتی ہے لشکر کی ایک جماعت فراہم کرکے افغانیوں پر ایک سخت حملہ کیا اور بعض مورچے اُن سے چھین بھی لیئے لیکن عربوں کی وہ فوج جو والی عربستان (خان اہواز) کے زیر قیادت تھی قصداً پسپا ہوگئی جب احمد آغا کو اس کا علم ہوا تو وہ بہت غصہ ہوا اور حکم دیا کہ عربی فوج پر فیر کیئے جائیں جب ایرانی فوج کے آپس میں جنگ ہونے لگی تو افغانیوں نے موقع پاکر اُنپر حملہ کر دیا۔ اور اُنھیں پسپا کر دیا۔ جب احمد آغا نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ شاہ کے پاس آیا اور عرض کیا۔

"خان اہواز ہی ہماری تمام شکستوں کا سبب ہے۔ کیونکہ وہ محمود کا ہم مذہب ہے اگر وہ ہماری فوج میں نہ ہوتا تو ہم پہلی جنگ ہی میں افغانیوں کو شکست دیکر پسپا کر دیتے"۔

لیکن خان اہواز نے احمد آغا کی کچھ ایسی برائیاں کیں جن کی بنا پر شاہ نے اُسے قلعہ داری کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور وہ مارے غم کے زہر کھا کر مر گیا۔ احمد کی موت سے افغانی بہت خوش ہوئے۔ مگر اہل اصفہان کی پریشانی اور خوف اور زیادہ ہوگیا، اور شاہ مجبور ہوا کہ وہ محمود کے پاس قاصد بھیجکر سابقہ شرائط پر صلح کی درخواست کرے لیکن محمود نے اُسے یہ جواب دیا۔

"شاہ کو اب کسی بات کا اختیار نہیں ہے اب چاہئے کہ وہ اپنے کو میرے حوالہ کر دے کیونکہ جو کچھ اُسکے قبضہ میں تھا وہ سب میرے ہاتھ میں آچکا ہے"۔

عالم سیستان افغانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے مگر محمود کو رشوت دیکر واپس کرتا ہے اسی اثنار میں ملک محمود

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

حاکم سیستان دس ہزار فوج لیکر اصفہان کو افغانیوں کے قبضہ سے چھڑانے کیلئے روانہ ہوا۔ جب خبر اصفہان والوں کو ملی تو انکے دل مضبوط ہو گئے اور انھیں امید کی جھلک نظر آئی محمود کو جب اطلاع ملی تو اس نے حاکم سیستان کے پاس پیغام بھیجا "تم اپنے ارادے سے باز آؤ بلاد خراسان اور سیستان تمہارے حصہ میں ہے جسپر تم اور تمہاری اولاد آزادانہ حکومت کریگی"

امیدونکا خاتمہ اس رشوت نے اسکی چشم وفاداری کو اندھا کر دیا۔ اور وہ ان ملکوں پر قابض ہونے کیلئے واپس ہوا جن کا محمود نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ اب اسکے بعد اصفہان والوں کی امیدونکا خاتمہ ہو گیا اور نجات کے تمام راستے بند ہو گئے اور گرانی بڑھتے بڑھتے ایک ہولناک قحط کی صورت اختیار کی یہانتک کہ لوگ خچر گدھے بلی کتے اور دوسرے حرام جانور کھانے لگے اور آخر میں مردے تک انہوں نے نہ چھوڑے لوگ بھوک وجہ سے راستوں اور گلیوں میں مرنے لگے۔ نہر زائیدہ رود نعشوں سے بھر گئی جس سے اس کا پانی ایسا خراب ہو گیا کہ کوئی اسے نہیں پی سکتا تھا۔

شاہ ایران ماتمی لباس میں جب مصیبت یہانتک پہنچ گئی تو ۲۱ اکتوبر ۱۷۲۲ء مطابق ۱۱۵۳ ہجری کو شاہ سلطان حسین امرائے سلطنت کے ساتھ ماتمی لباس پہنکر محل شاہی سے نکلا اور وہ ان مصائب سے رو رہا تھا۔ جو اسکے عہد حکومت میں اہل ایران پر نازل ہوئی تھیں اور یہ کہتا ہوا اصفہان کی سڑکوں پر پہرتا تھا۔ کہ یہ سب کچھ ناصحین کی خیانت اور مشیروں کی عدم دیانت کا نتیجہ ہے اور لوگوں پر اسنے یہ ظاہر کیا کہ اب وہ تاج و سلطنت کو افغانیوں کے لئے چھوڑنے پر آمادہ ہے جب لوگوں نے شاہ کا یہ حال دیکھا۔ تو وہ اپنی مصیبت کو بھول گئے۔ وہ شاہ کی حالت زار پر زار زار روتے تھے۔ دوسرے روز ترک سلطنت کی قرارداد لکھی گئی اور سب امرا اور سرداروں نے اسپر اپنی مہریں لگائیں:

شاہ ایران محمود کو سلطنت سپرد کرتا ہے ماہ مذکور کی تیئسویں تاریخ شاہ سلطان حسین اپنے سرداروں کے ساتھ تین سو ایرانی پیدل فوج لیکر فرح آباد میں محمود کے پاس گیا جب یہ لوگ محل میں داخل ہوئے تو محمود نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ یہاں تک کہ یہ سب وسط دیوان میں پہنچ گئے۔ پھر شاہ نے اپنے سر سے طرۂ شاہی علیحدہ کیا اور محمود سے کہا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

"اے بیٹے اب خدا نہیں چاہتا کہ میں تختِ ایران پر اس سے زیادہ بیٹھوں اب تم اسکے زیادہ مستحق ہو"
محمود نے اسکے جواب میں کہا:
"خدا جسے چاہتا ہے سلطنت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے"[1]
پھر شاہ نے طرۂ شاہی محمود کے عمامہ میں لگا دیا۔ اور مصافحہ کیا۔ اور اسی مجلس میں اپنی لڑکی اسکے نکاح میں دیدی۔

محمود کا اصفہان میں داخلہ دوسرے روز محمود شہر اصفہان میں داخل ہوا۔ فسادِ عام قائم کیا۔ شاہ معہ تمام سرداروں کے اسکے استقبال کیلئے آیا اور شاہی طریقہ پر اسے سلام کیا۔ جب محمود شاہ ایران کے تخت و تاج کا مالک ہوا تو اس نے لوگوں کو بڑی کوشش سے قحط کی مصیبت سے چھڑایا اور شکستہ دل لوگوں کو خوش کرکے اپنی طرف مائل کیا۔ ہر عہدہ دار کو اسکے عہدہ پر قائم رکھا لیکن اسنے ہر ایک کے ساتھ ایک انتظامی نگران متعین کیا تاکہ سلطنت کے نظم و نسق سے افغانی واقف ہو جائیں اور لوگوں کے کام پر بھی اسے پورا اطمینان ہو۔

خیانت کی سزا جن لوگوں نے اثنائے جنگ میں شاہ سے خیانت کی تھی یا نفاق سے کام لیا تھا۔ انھیں محمود نے موت کی سزا دی۔ اور والی عربستان (خان اہواز) کا تمام مال ضبط کرکے اسکو خوب ذلیل کیا مگر جان سے نہیں مارا۔ ممکن ہے کہ محمود نے اسکی جان محفوظ رکھنے کا اس کے ساتھ عہد کر لیا ہو۔

قزوین کی فتح اور سقوط اسکے بعد محمود نے امان اللہ خاں کو چھ ہزار لشکر کے ساتھ شہر قزوین فتح کرنے کو بھیجا۔ اثنائے راہ میں اس نے شہر قاشان اور قم کو فتح کیا۔ پھر شہر قزوین میں بلا مزاحمت کے داخل ہو گیا۔ لیکن قزوین والے بڑے سخت اور طاقتور لوگ تھے وہ کسی طرح ظلم کی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ خاصکر جبکہ ظلم غیر مذہب لوگوں کیطرف سے کیا جائے اس لئے جب انہوں نے افغانوں کیطرف سے کچھ تعدی دیکھی تو جمع ہو کر ہر طرف سے انپر حملہ کر دیا اور جب وہ قلعہ کے پاس پہنچے جہاں حاکم رہتا تھا۔ تو امان اللہ خان

[1] یہ بیخبری، غفلت، خواہشاتِ شخصی میں انہماک، اور غیر جنس کو خدمات مہمہ کے سپرد کرنے کا یہی نتیجہ ہے خاصکر جب لڑائی کی حالت میں جب یہ صورتیں اختیار کیجائیں۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بغاوت فرو کرنے کو نکلا۔ مگر اس ہنگامہ میں وہ بھی زخمی ہو گیا۔ آخر کار شہر والے غالب آئے اور افغانیوں کو وہاں سے نکالدیا گیا۔ اس جنگ میں افغانیوں کے ایک ہزار آدمی مارے گئے۔ جسب افغانی شکست خوردہ فوج واپس آرہی تھی تو محمود کا چچازاد بھائی اشرف تین سو افغانیوں کو لیکر امان اللہ خاں سے علیحدہ ہو گیا اور اُس نے قندہار کا راستہ لیا۔ یہ واقعہ ۱۱۲۶ھ میں ہوا تھا۔

ایرانی سرداروں کا قتل واقعۂ قزوین کے بعد خنسار والوں نے اور تمام شہروں کی رعایا نے افغانیوں کے ساتھ وہی کارروائی کی جو قزوین والوں نے کی تھی۔ اب تمام افغانی اطراف ملک سے سمٹ کر اصفہان میں جمع ہو گئے جب محمود نے یہ صورت حال دیکھی تو اُسپر کمزوری اور خوف غالب ہوا اور اس نے یہ خیال کیا کہ کہیں اصفہان والے بھی اس کے ساتھ وہی سلوک نہ کریں جو اور شہروں کے باشندوں نے افغانیوں کے ساتھ کیا ہے اسلئے اُس نے ایک حیلے سے تمام سرداروں کو جو سلطنت کے بڑے عہدوں پر مامور تھے قتل کر ڈالا اور اسیطرح قلعہ کی بقیہ محافظ فوج کو اور اس فوج کو جو شاہ سلطان حسین کی معیت میں تھی قتل کر دیا، اور شہر کے تمام باشندوں کو نکالدیا، اب اصفہان بالکل ویران اور سنسان ہو گیا۔ جب محمود نے دیکھا کہ اُس کی سلطنت کی بنیاد مستحکم نہیں رہ سکتی تو اُسنے بعض سُنّی کردیوں کو جو درجزین میں رہتے تھے اپنے ساتھ شامل کر لیا جب کردی اُس کے ساتھ ملگئے اور قندہار سے بھی کچھ امداد اُسکے پاس پہنچی تو اُس نے کچھ فوج بھیجکر جلبا یگان، خنسار، اور قاشان کو فتح کر لیا۔ اور نصر اللہ مجوسی کو جو کرمان میں اُسکے ساتھ مل گیا تھا شیراز اور خلیج فارس کے ساحلی علاقہ کو قبضہ میں لانے کی غرض سے بھیجا۔ چنانچہ اُس نے شیراز کے علاوہ تمام مقامات پر قبضہ کر لیا۔ شیراز کے محاصرہ میں اُسے ایک سخت زخم لگا جس سے وہ جانبر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہو سکا۔ نصر اللہ کے بعد فوج کی قیادت زبردست خاں افغانی کے سپرد ہوئی محاصرہ کے بعد جب لوگ بھوک سے مرنے لگے تو اس نے جنگ کر کے شہر کو فتح کر لیا اور شہر میں داخل ہو کر جتنے لوگوں نے غلہ روک لیا تھا اُن سب کو قتل کر ڈالا یہاں تک کہ اُسنے بعض غلہ روکنے والوں کو باندھ کر لٹکا دیا اور وہ بھوک سے مر گئے۔

جب شیراز فتح ہو گیا تو محمود کی ہمت و عزم میں قوت حاصل ہوئی اور اُس نے تیس ہزار کا لشکر جمع کر کے کوہ کیلویہ کی طرف روانہ کیا جو اصفہان سے تین درجہ جنوب کیطرف واقعہ ہے۔ راستہ کے قبائل اس فوج سے مقابل ہوئے اور اسے لوٹنا مارنا شروع کیا۔

اسی زمانہ میں آب ہوا کے اختلافات اور جائے قیام کی خرابی سے محمود کے لشکر میں وبائی امراض کثرت سے واقع ہوئیں جس سے وہ بہت متاثر ہوا اور نہایت مایوسی کی حالت میں اصفہان کی طرف واپس ہوا اور رات کے وقت شہر میں داخل ہو گیا۔

محمود کا جنون اسی طرح شہر کرمان میں اُس کی فوج کو بڑی شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ ان واقعات سے افغانیوں کے دلوں میں محمود کی طرف سے نفرت پیدا ہوئی اور اُنھوں نے اسے مجبور کیا کہ وہ اشرف کو قندھار سے واپس بلا کر اپنا ولیعہد بنائے۔ ان باتوں سے محمود کے دل پر وسوسوں کا غلبہ ہو گیا۔ اور وہ گوشہ نشین ہو کر ریاضت اور تصفیہ باطن میں مشغول ہوا اور تجرید سے مدد چاہنے لگا۔[1]

[1] مشرقی لوگوں کی یہی حالت جب اپنی غلطیوں کی وجہ سے وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ تو ظاہری اسباب کو جنہیں خدا نے حصول مقاصد کا ذریعہ بنایا ہے چھوڑ کر باطنی اسرار سے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور جب عالم غیب سے عالم ظاہر کی طرف واپس ہوا اور خلوت سے جلوت میں آیا تو اُسکے وسواس اور بُرے خیالات اور بھی زیادہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اُس نے ایک بے بنیاد خبر کی بنا پر سلاطین صفویہ کے خاندان کے اُنتالیس آدمیوں کو مار ڈالا۔ یہ وسوسے روز بروز ترقی کرتے گئے اور آخر میں خبط اور جنون کی حد تک پہنچ گئے۔ ملا علی حزین کا قول ہے کہ اُس کا جنون یہانتک بڑھ گیا تھا کہ وہ اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹتا تھا۔

محمود کا قتل محمود کے زمانۂ جنون میں افغانیوں نے یہ خبر سُنی کہ طہماسپ حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اسلئے اُنھوں نے مجبوراً محمود کی زندگی میں اشرف کو تختِ سلطنت پر بٹھانا چاہا۔ لیکن اس نے کہا کہ میں اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ محمود قتل نہ کیا جائے کیونکہ اسی نے میرے باپ عبداللہ کو قتل کیا ہے، آخر ۱۱۳۸ھ میں محمود قتل کیا گیا اور اُس کا سر کاٹ کر اشرف کے پاس بھیجدیا گیا۔ اور اشرف نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ محمود ستائیس سال کی عمر میں مارا گیا اور اس نے تین سال حکومت کی۔

اشرف کو تاج پہنایا جاتا ہے پھر اشرف نے محمود کے آخری کارناموں کی برائیاں بیان کرنی شروع کیں۔ عام لوگوں میں اُسپر لعن وطعن کیا اور طبقۂ عوام کو خوش کرنے اور اُن کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی غرض سے تاج شاہی سلطان حسین کے پاؤں پر رکھ کر اصرار کیا کہ سلطان اُسے پہن لے لیکن اُس نے پسند نہیں کیا اور اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر اشرف کے سر پر رکھدیا۔ اور کہا کہ "میں عزلت کو عزت پر ترجیح دیتا ہوں" اور اپنی دوسری لڑکی اُسکے نکاح میں دیدی۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۵۰) اور چاہتے ہیں۔ نر گوشت کھانا چھوڑ دیتے ہیں اور گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کی عادت ہے۔ جو بارہویں صدی سے مسلمانوں میں پھیلی ہے۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اشرف اور طہماسپ اس کے بعد اشرف نے طہماسپ کو دھوکہ دینا چاہا چنانچہ اُس سے ملاقات کی خواہش کی اور لکھا کہ ایران کے ملک میں بڑی بدنظمی اور بدامنی پیدا ہو گئی ہے اور دشمنوں اور اجنبیوں نے دست درازیاں کیں ہیں اب چاہیئے۔ کہ ہم آپس میں متفق ہو کر صلح کر لیں اور ایک دوسرے کی مدد سے دشمن کو ملک سے نکالدیں جب بعض ایرانی سرداروں کو جو اشرف کی خدمت میں تھے اس کی خبر ہوئی تو اُنھوں نے طہماسپ کو لکھا کہ وہ ہرگز اشرف سے اتفاق نہ کرے اور نہ اس کی باتوں پر اعتماد کرے جب اشرف کو اس سازش کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُن ایرانی سرداروں کو قتل کر دیا جو محمود کی تلوار سے بچے تھے اور بہانہ یہ کیا کہ وہ اسکے دشمن سے مراسلت کرتے تھے۔

عثمانی سلطان اور شہنشاہ روس کا معاہدہ محمود کے قتل سے کچھ پہلے عثمانی سلطان نے شہنشاہ روس (پیٹر اعظم) سے ایک معاہدہ کیا جس میں یہ تجویز تھی کہ ایران کا جو ملک افغانیوں کے ہاتھ نہیں آیا ہے وہ آپس میں تقسیم کر لیا جائے اور جس ملک پر وہ قابض ہیں اس سے وہ نکالدیئے جائیں اور اُسکی حکومت طہماسپ کو سپرد کر دیجائے۔ اور یہ اُس صورت میں جبکہ طہماسپ بھی اس معاہدہ سے اتفاق کرے

جب اشرف نے خان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو ایک سفیر قسطنطنیہ بھیجا اور وہاں کے علما سے اس مسئلہ میں گفتگو کی اور کہا کہ سلطان کو یہ مناسب نہیں کہ ایک سُنّی مسلمان سے ملک چھیننے کے لئے نصرانی بادشاہ سے اتفاق کرے" علما نے اس قول سے اتفاق کیا لیکن وزرا نے علما سے بحث کی اور کہا کہ "عثمانی سلطان امیر المؤمنین اور رسول اللہ کا خلیفہ اور ظل اللہ ہے جو اُسکے حکم کی تعمیل نہ کرے اور اُس کے نام کا خطبہ نہ پڑھے اور خراج نہ دے تو وہ دین کا دشمن ہے اور اُسکے ساتھ جہاد کرنا جہاد نصاریٰ سے افضل ہے علما اس دلیل سے خاموش ہو گئے جو حقیقت میں وزرا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کی ہوائے نفسانی پر مبنی تھی۔ اور افغانی سفیر بے نیل مرام واپس ہوا۔

ترکی حملہ ترکی حکومت نے احمد پاشا کو جو مراغہ اور قزوین پر قابض تھا حکم دیا۔ کہ وہ اصفہان پر فوج کشی کرے جب اشرف کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے حکم دیا کہ دیہات جلا دیئے جائیں اور دشمن کے مقابلہ کیلئے فوج جمع کیجائے اس کے بعد اشرف اصفہان سے پندرہ فرسخ فاصلہ پر عثمانی فوج کے مقدمۃ الجیش سے جسکی تعداد دو ہزار تھی مقابل ہوا پورا مقدمۃ الجیش مارا گیا اس خبر سے ترک بہت مرعوب ہوئے۔ احمد پاشا نے فوجکو ٹھیرانے اور اُسکے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ دوسری طرف اشرف نے خفیہ طور پر کردیوں کے پاس آدمی روانہ کئے اور انھیں اپنے ساتھ متفق کرنے کی کوشش شروع کی اور ترکی فوجوں میں یہ خبر شائع کی کہ یہ لڑائی اسلامی اصول کے خلاف ہے، اور چند علما احمد پاشا کے پاس علانیہ طور پر بھیجے تاکہ اُسے صلح کی ترغیب دیں اور کہیں کہ صلح بہتر ہے لیکن احمد پاشا نے ان کی بات نہ سنی بلکہ فوج کشی کے احکام صادر کئے ترکی فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی اور اُسکے ساتھ ستر توپیں تھیں اور اشرف کے پاس صرف بیس ہزار اور بیس زنبورک تھے۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو ترکوں نے بُری طرح شکست کھائی، اُن کے بارہ ہزار آدمی مارے گئے وہ تمام ذخائر اور سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ احمد پاشا بھی کرمان شاہان کی طرف فرار ہوگیا اور وہاں بھی اشرف کے تعاقب کے خوف سے ٹھیر نہ سکا اور بغداد کو چلدیا۔ اب اشرف کو اچھا موقع ہاتھ آیا۔ کہ وہ ترکوں کے دل اپنی طرف مائل کرے چنانچہ اُس نے احمد پاشا کو لکھا میں مسلمانوں کے مال کو اپنے کام میں لانا پسند نہیں کرتا اسلئے تم کسی امین کو بھیجدو تاکہ اسلحہ کے سوا اور چیزیں اُسے سپرد کردیجائیں" پھر اشرف نے ترکی قیدیوں کو بھی رہا کردیا۔ اس طرز عمل سے اُسکے حسن اخلاق کا ترکوں پر اچھا اثر پڑا اور اُنھوں نے یہ طے کرلیا کہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اشرف کے ساتھ صلح کر لیجائے ترک اُسے ایران کا بادشاہ تسلیم کریں اور اشرف نہ تسلیم کرے کہ عثمانی سلطان دنیا میں ظل اللہ ہے۔ (یعنی خلیفہ اسلام ہے)۔

افغانی مشکلات، قندہار اور خراسان کی بغاوت

ان واقعات کے بعد افغانیوں کو متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا محمود کا بھائی قندہار میں مستقل فرمانروا بن بیٹھا جس سے قبیلہ خلجی میں نااتفاقی پیدا ہو گئی اور قندہار سے شاہ اشرف کو مدد پہنچنا بند ہو گیا محمود سیستانی نے بھی شاہی کا دعوے کیا، اور خراسان کے اکثر حصہ پر قابض ہو گیا، نادر جس کی شجاعت، عزم اور دانائی مشہور عالم ہے۔ طہماسپ سے ملکر شہر استرآباد میں اسکی فوج کا سپہ سالار بنگیا۔ انہی مشکلات کے دوران میں شاہ اشرف شہر یزد کو فتح کرنے نکلا اور اسکو فتح کر لیا۔ پھر اُس نے ایک سفیر سلطنت عثمانیہ روانہ کیا وہاں کے ارباب حکومت اُسکے ساتھ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ ان باتوں کو وہ اپنے اقبال کی تمہید سمجھتا تھا۔ لیکن اُس کی خوشی کا زمانہ کچھ دراز نہ ہوا اور اُسے خبر ملی کہ طہماسپ کی طرف سے نادر مشہد اور ہرات کیطرف روانہ ہوا ہے تاکہ ان شہروں کو عبدالی افغانوں کے قبضہ سے نکالے آخر ایسا ہی ہوا اور دونوں شہر و نیز اُسکا تسلط ہو گیا؛ اور اُن اطراف میں پوری طرح پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ اس خبر سے شاہ اشرف بہت پریشان ہوا اور فوج جمع کرنے لگا۔ اور تیس ہزار فوج فراہم کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ مقام دامغان کے قریب نادر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی کئی مرتبہ اُسنے نادری لشکر پر حملے کئے لیکن اسکی فوج مقابلہ نہ کر سکی اور شکست کھا کر اصفہان واپس ہوئی پھر اُسنے افغانی فوج کو جمع کرنے کا حکم دیا اور شہر کے شمالی طرف مقام مودجہ خوار کے نزدیک فوج کو ٹھیرایا، خندقیں کھدوائیں اور استحکامات بنوائے۔ ادھر نادر بھی فوج لیکر اسکی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ہر جگہ ایرانی اُسکی فوج میں ملتے جاتے تھے اور تعداد

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ یہ فوج اشرف کے فوجی قیامگاہ تک جا پہنچی نادر نے اُسے نہایت ہی مستحکم پایا مگر باوجود اسکے اُسپر حملہ کرنے کا حکم دیدیا افغانیوں نے بھی بہادری اور شجاعت کے بڑے جوہر دکھائے دشمن کی فوج چونکہ تعداد میں زائد تھی۔ اور سامان وغیرہ بھی ان کے پاس وافر تھا۔ اسلئے اُس نے افغانیوں پر فتح پائی۔ چار ہزار افغانی بہادر شہید ہوئے۔ اور شکست خوردہ فوج اصفہان کی طرف واپس ہوئی۔ اب تو افغانوں کو یقین ہوگیا۔ کہ وہ اصفہان میں نہیں ٹھہر سکتے۔ اسلئے وہ رات بھر کوچ کرنے کی تیاریاں کرتے رہے اور طلوع آفتاب سے پہلے شہر سے نکلے اور شیراز کا راستہ لیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ اشرف نے اصفہان چھوڑنے سے پہلے بدبخت سلطان شاہ حسین کو قتل کر دیا۔

نادر کا حملہ شیراز پر چند مہینے کے بعد طہماسپ کے حکم سے نادر نے شیراز پر فوج کشی کی اور اصطخر کے پاس جو شکستہ حال افغانی جمع تھے اُن سے جنگ ہوئی ایک معمولی جھڑپ کے بعد افغانی متفرق ہوگئے اور اشرف شیراز کیطرف پیچھے ہٹ گیا اور جب اُسے یقین ہوا کہ اب نادر سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو وہ دو سواروں کے ساتھ قندہار کی طرف روانہ ہوا۔ اور افغانی فوجیں اپنے سرداروں کے ساتھ متفرق ہوگئیں۔ اُن کی تعداد بیس ہزار تھی۔ جب یہ لوگ اپنے ملک کو واپس جا رہے تھے تو راستہ میں انہیں بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا۔ زادراہ ان کے پاس بہت کم تھی اور ایرانی قبائل انھیں لوٹتے مارتے جاتے تھے یہاں تک کہ ان کا اکثر حصہ راستہ میں مارا گیا۔ اور بہت تھوڑے لوگ اپنے ملک تک پہنچ پائے۔

افغانی لشکر کا خاتمہ و اشرف کا قتل شاہ اشرف بھی قبائل سے لڑتا بھڑتا بلوچستان تک پہنچا۔ بلوچیوں نے اُسے خوب لوٹا اور اُسکے تمام آدمی مارے گئے

اور صرف دو آدمی اُسکے ساتھ بچے اتفاقاً انہیں ابن عبداللہ خاں بلوچ مل گیا اُس نے اشرف کو پہچان لیا۔ اور اُسے قتل کرکے اُس کا سر طہماسپ کے پاس بھیجدیا اور اُسکے ساتھ وہ ہیرا بھی بھیجدیا جو اشرف کے ساتھ تھا۔ یہ واقعہ ۱۱۴۲ھ ہجری کا ہے۔

اشرف نیک طبیعت، نیک سیرت، اور وسیع الاخلاق شخص تھا۔ افغانی اُسکے اوصاف کی بڑی تعریف کرتے تھے اور ایرانی بھی محمود پر اُسے ترجیح دیتے تھے افغانی حکومت ایران میں سات برس تک رہی اور اُن کی لڑائیوں میں بیس لاکھ ایرانی مارے گئے۔

نادرشاہ کا قندہار پر حملہ جب نادر کو ایرانی سلطنت حاصل ہوئی اور خاندان صفویہ سے اُس نے حکومت چھین لی تو اسّی ہزار کا ایک لشکر قندہار فتح کرنے کو تیار کیا۔ جب وہ قندہار پہنچا۔ تو شہر کو اُس نے نہایت ہی مستحکم پایا۔ کیونکہ شہر مذکور اس زمانہ میں کوہ قیطول کے دامن میں آباد تھا۔ اور یہ پہاڑ نصف دائرہ کیصورت میں شہر پر محیط تھا اور جس طرف پہاڑ نہ تھا۔ وہاں مضبوط بُرج بنے ہوئے تھے۔ اسلئے نادر کی یہ رائے ہوئی کہ قندہار کے پاس ایک نیا شہر آباد کیا جائے تاکہ شہر والوں کا محاصرہ کیا جاسکے چنانچہ وہ شہر بسا کر کامل ایک سال تک محاصرہ کئے رہا لیکن قندہار میں چونکہ ذخیرہ وافر تھا۔ اسلئے اُسے فتح نہ کرسکا آخر حملہ کرنے کی رائے قرار پائی اور متعدد حملوں کے بعد ایک بُرج پر قبضہ کرلیا۔ اور اُسپر توپیں رکھ کر شہر پر شدت سے گولہ باری شروع کی اب شہر والوں کو بجز اطاعت کے کوئی صورت نظر نہ آئی ناچار اُنہوں نے دروازے کھولدیئے اور نادر کی فوج شہر میں داخل ہوگئی نادری فوج کے داخلہ سے شہر والوں کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا۔ کیونکہ نادر نے اعلان کردیا تھا کہ افغانیوں کا قصور معاف ہے۔ اور اس معافی سے اپنے اُس طرز عمل کا یقین دلانا مقصود تھا۔ جو حصول سلطنت کے وقت اُس نے اختیار کیا تھا۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

یعنی اس نے رفض کو چھوڑ دیا ہے اور وہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے راضی ہے۔ کیونکہ جب اس سے ایرانیوں نے یہ استدعا کی کہ وہ ایران کی شاہی قبول کرے تو اس نے انکار کیا اور کہا "جب تک تم رفض کو چھوڑ کر صحابہ سے راضی نہ ہو گے میں سلطنت قبول نہیں کر سکتا"۔ اسپر ایرانیوں نے رضامندی کا اظہار کیا اور اس کا اسے یقین دلایا پھر نادر نے ایران کا تاج اپنے سر پر رکھا۔ اور عثمانی سلطان کو لکھا کہ ایرانی صحابہ کو برا کہنے سے باز آ گئے ہیں اور اب وہ صحابہ سے بالکل راضی ہیں۔ لیکن مذہب جعفری اہلسنت کے نزدیک بھی ایک معتبر مذہب ہے۔ اسلئے ہم امید کرتے ہیں ترکی حکومت اور مذاہب کی طرح جعفریہ کا بھی ایک امام مکہ معظمہ میں قائم کریگی"۔ شیخ الاسلام نے اس تحریک کی مخالفت کی اور سلطنت کو اسکے خلاف برانگیختہ کیا۔

احمد شاہ شاہ اشرف کی موت سے نادر شاہ کی موت تک افغانی ایرانیوں کی حکومت میں رہے ۱۱۶۱ھ میں جب نادر شاہ نے انتقال کیا تو احمد خان عبدالی سدوزئی جو نادر کی فوج میں تھا افغانیوں اور ازبکوں کی فوج لے کر اٹھا اور ایرانیوں پر حملہ کر کے نہایت سخت مقابلہ کیا پھر نہایت سرعت سے قندہار کی طرف روانہ ہوا اور اسپر قابض ہو گیا۔ اور سندھ اور کابل کا خراج جو نادر شاہ کے پاس قندہار آتا تھا وہ بھی اسکے ہاتھ آ گیا۔ اس سے اسکی طاقت بڑھ گئی۔ اسنے خود مختاری کا دعوی کر دیا اپنے کو شاہ افغان کا خطاب دیا اور عبدالی قبیلہ کے لئے درانی نام تجویز کیا۔ پھر اسنے اپنی فوج ہرات مشہد اور سیستان کی طرف روانہ کی اور سب کو فتح کر لیا۔ اور اسوقت اسے ممکن تھا۔ کہ ایران کا تمام ملک فتح کر لیتا لیکن اس نے دیکھا کہ افغانیوں کی سابقہ بدسلوکی کی وجہ سے ایران کی رعایا ان سے نفرت کرتی ہے، اور نادر شاہ کی وجہ سے جو مذہب انہوں نے تبدیل کیا ہے۔ اسنے بھی ان کے دلوں میں جگہ نہیں کی ہے اسلئے احمد شاہ نے ایران کے فتح کرنے میں چنداں فائدہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

نہ سمجھا۔ اور بجائے اسکے اپنے اندرونی معاملات کے انتظام میں مصروف ہوا اور اپنی قوم کو دوسروں کی غلامی سے آزاد کیا۔ اُسنے خراسان کا کچھ حصہ ملک نادر شاہ کے لڑکے کیلئے چھوڑ دیا اور اسکی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور اسطرح اُسنے نادر کا حق بھی ادا کیا جو اسکے ذمہ تھا۔

ہندوستان پر افغانی حملے جب احمد شاہ کی حکومت مستحکم ہوگئی اور تمام افغانی اُسکے تابع ہوگئے تو اُسنے چھ مرتبہ ہندوستان پر فوج کشی کی اور ہر مرتبہ کامیاب رہا۔ خاصکر اُس معرکہ میں جو دہلی کے قریب پانی پت کے میدان میں واقع ہوا تھا۔ یہ معرکہ مرہٹوں کے ساتھ تھا۔ جو ہندوؤں کی ایک قوم ہے ان لوگوں نے سلاطین تیموریہ کو ہندوستان میں عاجز کر رکھا تھا۔ کیونکہ وہ مسلمانوں سے ہندوستان کی سلطنت لینا چاہتے تھے۔ اسواقعہ میں مرہٹوں کی اسّی ہزار فوج تھی اور احمد شاہ کی ساٹھ ہزار جس میں آدھے افغانی تھے اور اُنہی پر احمد شاہ کا اعتبار تھا۔ افغانی فوج نے مرہٹوں کو بُری طرح شکست دی اور ان کا سخت نقصان ہوا اور اسواقعہ سے مرہٹوں کی فتوحات کا سدباب ہوگیا۔

ہندوستان میں احمد شاہ کا نام نہایت تعریف اور عزت سے لیا جاتا تھا اور اس شہرت سے اُسکو ہندوستان کی فتوحات میں بھی بہت کچھ مدد ملی چنانچہ اُس نے پنجاب، کشمیر، اور سندھ اور اُن کے متصل بہت سے ملک فتح کئے پھر بلوچستان مکران، اور بلخ بھی اُسکے قبضہ میں آیا اور قرب وجوار کے تمام امرا اور سردار اُسکے مطیع ہوگئے۔ اُسکی حسن تدبیر اور حکمت عملی کی بدولت ایک عظیم الشان سلطنت اُسکے قبضہ میں آئی۔ اور افغانی سرداروں کو بڑی دولت وثروت حاصل ہوئی لیکن حکومت کا مالیہ بہت گرا ہوا تھا کیونکہ کابل اور قندہار کے اطراف اُس نے قبائل کے سرداروں کو دے رکھے تھے۔ اور اُسکے بدلے میں سوائے اطاعت

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور فوجی خدمت کے اُن سے کچھ نہیں چاہتا تھا:

یہ عظیم الشان بادشاہ قبیلۂ سدوزئی سے تھا (جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں) یہ قبیلہ افغانیوں میں بڑی عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ احمد شاہ باوجود شرافتِ نسب کے بہادر، صاحبِ عزم، ہوشیار، مدبر، نیک رائے، عالم، حکیم، وسیع الاخلاق، پاک نفس اور عادل تھا، اور رعایا کی اصلاح کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ انہی اوصاف کی وجہ سے رعایا کے دل میں اُس کی بڑی محبت تھی، حالانکہ اُس کی رعایا میں مختلف اجناس وطبقات کے لوگ شامل تھے۔ افغانوں کے دلمیں خاص طور پر اُس کی بڑی وقعت تھی یہانتک کہ وہ اُسے خدا کا مقرب بندہ اور عام افغانیوں کا جدِ اعلیٰ سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے اُس کو بابا کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ چنانچہ وہ آج تک افغانیوں میں اسی لقب سے مشہور ہے لوگ اُسے احمد شاہ بابا کہتے ہیں۔

احمد شاہ کی وفات اور خانہ جنگی کا آغاز

احمد شاہ کی سلطنت نہایت مستحکم اور پایدار بنیاد پر قائم تھی۔ لیکن چونکہ اُس کی سلطنت کا قیام محض اُس کی حکمت اور تدبیر پر تھا اور اس کی اولاد میں کوئی بھی ان اوصاف میں اُسکے مثل نہ تھا۔ اسلئے اس کی موت کے بعد سلطنت میں بڑا خلل واقع ہوا احمد شاہ نے ۱۱۸۵ھ یا ۱۱۸۶ھ میں وفات پائی، اُس کی عمر پچاس سال کی تھی۔

جب احمد شاہ نے انتقال کیا تو اُسکا لڑکا تیمور ہرات میں تھا جب اُس نے باپ کی وفات کی خبر سنی تو تمام علما، رؤسا، اور فوج کے افسروں کو جمع کرکے کہا "باپ نے اپنی زندگی میں مجھے اپنا ولیعہد بنالیا تھا لیکن اُس کے وزیر نے حالت نزع میں اسے برانگیختہ کرکے مجھے معزول کرادیا اور میری عوض میرے بھائی سلیمان کو ولیعہد بنایا اب اُسکے لئے قندہار میں شاہی نقارے بج رہے ہیں۔ اُس نے میرے باپ کے خزانوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور اسکی وجہ سے اُسکی قوت اور طاقت بڑھ گئی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہے اب کیا تم لوگوں میں ایسے اشخاص ہیں جو میرے غضب کیئے حق کو واپس کرا دیں؟" سب نے متفق طور پر نہایت خلوص اور وفاداری کے لہجہ میں کہا "سواد اعظم تمہارے ساتھ ہے اور ہم سب تمہارے، امنے حاضر ہیں اور تمہارے اغراض کو حاصل کرنے لئے تیار ہیں" پھر سب خواجہ عبداللہ انصاری کے مزار میں جمع ہوئے اور مشہور عالم شیخ یحیی نے کھڑے ہو کر شاہی تلوار اسکی گردن میں ڈالی اور تمام افغانوں نے اُس کی اطاعت کا عہد کیا۔ تیمور نے ان کی مدد سے اپنے بھائی پر فتح پائی اور اُسے ایک پنجرہ میں قید کر دیا اور وہ اُسکے زمانہ حکومت میں قید رہا یہاں تک کہ اُسی میں مر گیا۔ اس کی وفات ۱۳۳۴ء میں ہوئی۔ پھر تیمور نے اپنے باپ کے وزیر کو قتل کیا جس نے اُسکے معزول کرنے میں کوشش کی تھی۔

اس کے بعد اُس نے کشمیر اور لاہور پر فوج کشی کی پھر چند سال کے بعد اپنے بیٹے محمود کو صوبہ ہرات کا والی بنایا اور پایۂ تخت کو قندہار سے کابل میں منتقل کیا اور قندہار کی حکومت اپنے تیسرے لڑکے زمان کے سپرد کی یہ لڑکا بڑا نیک اخلاق تھا۔

امیر نجارا کا حملہ تیمور کے زمانہ میں شاہ مراد بک امیر نجارا نے شہر مرو پر حملہ کر کے اُسے مسمار کر ڈالا اور تمام باشندوں کو قید کر لیا یہ لوگ شیعہ مذہب پر تھے۔ ان لوگوں نے تیمور شاہ سے مدد مانگی تیمور نے انھیں امیر نجارا کے پنجہ سے چھڑانے کا ارادہ کیا لیکن قاضی فیض اللہ نے یہ فتوے دیا کہ سُنّی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی شیعہ کی خلاصی میں کوشش کرے (فاعتبروا یا اولی الابصار)

تیمور نے کابل میں ۸ شوال ۱۴۰۵ء کو وفات پائی اور اُسکے مرنے سے افغانوں کی راحت و امن کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ تیمور نیک سیرت، نرم طبیعت اور امن پسند تھا اسی وجہ سے بعض ملکوں کے سرداروں نے اسکی اطاعت چھوڑ دی تھی

تیمور کی تین سو جائز عورتیں (خرید کردہ کنیزیں) تھیں جن میں ایک بھی افغانیہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

نہ تھی بیتور بتیس لڑکے چھوڑ کر مرا۔

تیمور کی وفات اور خانہ جنگیاں جب ہمایوں نے قندہار میں باپ کے انتقال کی خبر سُنی تو اپنی قوم میں شاہی کا اعلان کیا اور تمام شاہانہ مراسم ادا کئے۔ اس کے بعد فوج جمع کر کے کابل پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا جب یہ خبر اُسکے بھائی زمان کو ملی تو وہ ایک جرار فوج لے کر اُسکے مقابلہ کو نکلا اور مقام کلات غلجی میں ایک زبردست معرکہ ہوا مگر ہمایوں تاب مقاومت نہ لا سکا اور ہرات کی طرف فرار ہو گیا اور اسنے اپنے دوسرے بھائی محمود کے پاس پناہ لی اور اس سے زمان کے مقابلہ کے لئے مدد چاہی لیکن اُس نے منظور نہیں کیا جب ہمایوں مایوس ہو گیا تو اُس نے قندہار کا راستہ لیا اور ہرات اور قندہار کے درمیان مقیم ہوا اتفاقاً ایک قافلہ قندہار سے ہرات جا رہا تھا ہمایوں نے قافلہ والوں کو مار کر اُس کا تمام مال لوٹ لیا اور اس مال سے اپنے بھائی زمان کے مقابلہ کے لئے ایک فوج مرتب کی۔ یہ خبر زمان کے بیٹے حیدر کو معلوم ہوئی تو وہ اُسکے مقابلہ کو نکلا لیکن مقابلہ نہ کر سکا اور پسپا ہو گیا اس کے بعد ہمایوں قندہار میں داخل ہوا اور وہاں کی رعایا پر اُسنے بڑے مظالم کئے تاجروں کو بہت تکلیفیں پہنچائیں، اُن کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ایک فوج تیار کی جب زمان شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے قندہار کی طرف لشکر روانہ کیا۔ اور ہمایوں پر حملہ آور ہوا ہمایوں کو شکست ہوئی اور وہ ملتان کی طرف بھاگ نکلا۔ ملتان کا والی اُس کے مقابلہ کو نکلا اور اُسے شکست دی اور اسکے لڑکے کو گرفتار کر کے زمان شاہ کے پاس بھیجدیا زمان شاہ نے حکم دیا کہ اس کی آنکھیں نکال دیجائیں

شاہ زمان بادشاہ بنتا ہے الحاصل شاہ زمان کی سلطنت میں قاضی فیض اللہ اور پائندہ خان کی مدد اور بخت کی یاوری سے کوئی مدعی باقی نہیں رہا۔ شاہ زمان نے رحمتہ اللہ خاں کو اپنا وزیر مقرر کیا حالانکہ تمام امرا مشورہ دیتے رہے کہ یہ اس منصب کے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

لائق نہیں ہے لیکن اُس نے ایک سنی رحمۃ اللہ خاں کے وزیر ہونے سے ایک بڑا فساد برپا ہوا جس کی تفصیل آگے آتی ہے!

محمود اور شاہ زمان میں جنگ شاہ زمان کے حدود سلطنت بھی اسکے آباؤ اجداد کے برابر ہو گئے۔ یعنی سندھ، کشمیر، ملتان، شکارپور، اور بلخ بھی اس کی حکومت میں شامل رہے اس کے بعد شاہ زمان قندہار کیطرف روانہ ہوا' اسی اثنا میں اُسکے بھائی محمود نے ہرات میں بغاوت کی استقلال کا دعوے کیا۔ اور فوجیں جمع کر کے قندہار کی طرف روانہ ہوا جب زمان شاہ کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا اور کرشک اور زمین داور کے درمیان دونوں لشکر آملے۔ پہلے زمان شاہ نے محمود سے صلح کی استدعا کی لیکن اُسے اپنی قوت پر بڑا ناز تھا۔ اسلئے صلح سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور فریقین میں جنگ شروع ہو گئی آخر کار محمود کو شکست ہوئی اور وہ ہرات کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بہت سے سردار قید ہوئے اور تمام خزانہ بھائی کے قبضہ میں آگیا اسکے بعد اس شرط پر دونوں میں صلح ہو گئی کہ ہرات اور فرہ محمود کے قبضہ میں رہیں مگر ان دونوں مقامات میں خطبہ شاہ زمان کے نام کا پڑھا جائے اور سکوں پر بھی اسی کا نام ہو۔ پھر شاہ زمان کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور کابل سے لاہور کا قصد کیا۔ اور لاہور اور اس کے اطراف پر قابض ہو گیا۔ اور ان فتوحات میں اُس کی فوج کو ثروت اور دولت حاصل ہوئی!

ہرات میں بغاوت اور محمود کا فرار اس اثنا میں یعنی جبکہ شاہ زمان لاہور میں تھا۔ اُسے یہ خبر ملی کہ محمود نے معاہدہ توڑ دیا ہے اور قندہار کو فتح کرنا چاہتا ہے اسلئے شاہ زمان فوراً قندہار واپس ہوا اور وہاں سے ہرات روانہ ہوا۔ اُدھر محمود نے بھی فوجیں جمع کیں اور مقابلہ کے لئے نکلا لیکن بعد میں اُسے یہ اطلاع ملی کہ جن سرداروں کو وہ ہرات میں چھوڑ آیا تھا۔ اُنہوں نے وہاں فتنہ برپا کر دیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ شہر شاہ زمان کے سپرد کر دیں چونکہ وزیر شیعہ مذہب کا تھا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اسلئے سردار اُس سے ناراض تھے اور اسی وجہ سے اُنھوں نے شاہ زمان سے ملنا چاہا تھا۔ جب محمود ہرات میں داخل ہوا تو قلیچ خان نے جو اویماق ترکوں کا سردار تھا بغاوت کی اور اپنے لئے کچھ جمعیت بھی فراہم کرلی۔ محمود نے اپنے شیعہ وزیر کو اس کے پاس فہمایش اور استمالت کے لیے بھیجا مگر وہ اپنی سرکشی پر قائم رہا اور وزیر کو قید کر لیا۔ اسی اثنا میں محمود نے یہ خبر سنی کہ شاہ زمان کا لڑکا قیصر شہر کے بالکل قریب آگیا ہے۔ اب بجز بھاگ جانے کے اُس سے کوئی تدبیر نہ بنی اور اپنے بیٹے کامران کو ساتھ لے کر ایران کی طرف فرار ہوگیا اور فتح علی شاہ ایران کے پاس پناہ گزین ہوا قیصر بغیر مقابلہ کے ہرات میں داخل ہوگیا اسکے بعد اس کا باپ شاہ زمان بھی وہاں آیا اور اس نے قیصر کو ہرات کا والی مقرر کیا۔

محمود کا زبردست حملہ اور شاہ زمان کی شکست

کچھ عرصے کے بعد پھر محمود ہرات کے اطراف میں نمودار ہوا اور کچھ فوج اسکے فتح کرنے کے لئے جمع کی لیکن اُسے کامیابی نہیں ہوئی اور شکست کھاکر واپس ہوا۔ اُسوقت اُس کا دل فتح علیشاہ کے پاس جانے کو نہ چاہا بلکہ شاہ مراد امیر بخارا کے پاس چلا گیا۔ اور آٹھ مہینہ اس کے پاس رہنے کے بعد اُس سے خوارزم جانے کی اجازت چاہی وہاں سے پھر شاہ ایران کے پاس پہنچا اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد شاہ زمان کے خلاف فتح علیشاہ سے مدد مانگی آخر ایک جرار فوج تیار کرنے کے بعد قندہار پر حملہ آور ہوا اور بغیر جنگ کئے شہر میں داخل ہوگیا۔ پھر پاینده خاں کا بیٹا فتح محمد خاں بھی اُس کے ساتھ آملا۔

اب محمود نے کابل کی طرف فوجیں روانہ کیں شاہ زمان نے جب یہ خبر سُنی تو وہ بھی مقابلہ کے لیئے نکلا فریقین میں ایک سخت معرکہ ہوا جس میں بے شمار آدمی مارے گئے۔ شاہ زمان کی فوج نے شکست کھائی اور شاہ زمان اپنے بھائی محمود کے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہاتھ میں قید ہوگیا محمود نے حکم دیا کہ اسکی آنکھیں نکال لیجائیں۔ شاہ زمان کا خائن وزیر رحمت اللہ خاں بھی گرفتار کیا گیا۔ اس خائن نے شاہ زمان کو مشورہ دیا تھا۔ کہ تمام سرداروں کو قتل کر دیا جائے جن میں فتح محمد خاں (جو محمود سے قندھار میں ملگیا تھا) کا باپ بھی تھا۔ اور یہ رائے اُسنے اس لئے دی تھی کہ وہ خود سلطنت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ محمود نے حکم دیا کہ اسکے کپڑے اُتار کر چٹائی پہنائی جائے اور گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں گشت دیا جائے اور پھر قتل کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا

محمود شاہ شاہ زمان کا لڑکا فیصر ہرات میں تھا۔ وہ بھی اپنے چچا کا مقابلہ نہ کر سکا اور محمود کے بڑے بھائی فیروز الدین کو ہرات کا شہر سپرد کر کے شاہ ایران کے پاس پناہ گزین ہوا اب محمود کی سلطنت مستحکم ہوگئی۔ اور وہ کابل کے تخت پر بیٹھ گیا

شاہ شجاع چونکہ محمود شیعہ عقائد کیطرف مائل تھا۔ اسلئے سنیوں کے دلوں میں اُسکی طرف سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اُن کی رگِ حمیت کو جنبش ہوئی اور اُنہوں نے اُس پر حملہ کیا اور اُسے گرفتار کر کے "بالاحصار" میں قید کر دیا اور اندھے شاہ زمان کو قید خانہ سے نکالا تاکہ جب تک شاہ شجاع واپس آئے وہ اُنپر حکومت کرے۔ پانچ دن کے بعد شاہ شجاع پنجاب سے کابل جا پہنچا محمود کو قید خانہ سے نکالکر شاہ زمان کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ اپنا انتقام لے مگر شاہ زمان کو اسپر رحم آیا اور اُسے پھر بالاحصار میں قید رکھنے کا حکم دیا۔

چند دنوں کے بعد عطا محمد خان بن شیر محمد خان والی کشمیر نے بغاوت کی جب یہ خبر کابل پہنچی تو شاہ شجاع ایک جرار فوج لے کر اُس کی سرکوبی کے لئے نکلا کشمیر کے قریب مظفر آباد تک پہنچنے پایا تھا کہ عطا محمد خاں کا سفیر عذر خواہی کے لئے آیا۔ اور کہا کہ عطا محمد اپنی بغاوت اور نافرمانی کی معافی چاہتا ہے اور وفاداری اور اطاعت کا عہد کرتا ہے شاہ شجاع اس کی طرف سے اطمینان حاصل کر کے واپس ہوا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

وہ راستہ ہی میں تھا کہ اُسے ایک عجیب خبر معلوم ہوئی کہ محمود اور اُسکے ہمراہیوں نے قید خانہ کے محافظین کو قتل کر ڈالا اور بھاگ کر فتح خاں کے پاس چلے گئے۔ ان خبروں کے سننے سے کابل میں بڑی بےچینی پیدا ہو گئی جب محمود کابل پہنچا تو رعایا کی پریشانی دیکھ کر وہ بھی بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد محمود، کامران، اور فتح خاں جمع ہو کر ہرات روانہ ہوئے تاکہ والی ہرات امیر فیروز الدین سے مدد حاصل کریں جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے فیروز الدین نے ان مہمانوں کی بڑی عزت کی اور بہت سے ہدیے اور تحفے ان کی خدمت میں پیش کئے لیکن شہر میں داخل ہونے کی انھیں اجازت نہ دی اور مدد دینے سے بھی عذر کیا۔ یہ لوگ ناکام واپس ہوئے اور راستہ میں انھیں دو قافلے ملے ایک ہرات سے قندہار اور دوسرا قندہار سے ہرات جارہا تھا محمود نے اپنے سلحیوں سے مشورہ کیا کہ یہ دونوں قافلے لوٹ لینے چاہئیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

محمود ایک خونریز جنگ کے بعد پھر فتح پاتا ہے

مال غنیمت حاصل کر کے اُنھوں نے چار ہزار سواروں کا ایک لشکر قندہار فتح کرنے کی غرض سے تیار کیا۔ جب یہ فوج قندہار کے قریب پہنچی تو وہاں کا والی عالم خان اپنی فوجیں لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ ایک سخت معرکہ ہوا عالم خاں کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد شہر پر بھی قبضہ ہو گیا۔ پھر محمود ایک لاکھ کی جمعیت فراہم کر کے کابل کیطرف روانہ ہوا اور مقام غزنی میں ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں شاہ شجاع کو شکست ہوئی اور وہ کابل کیطرف فرار ہو گیا۔ چونکہ رعایائے کابل کی طرف سے اُسے اطمینان نہیں تھا۔ اسلئے وہ شہر کو چھوڑ کر پشاور کیطرف روانہ ہوا اور امیر حیدر بن شاہ زمان کو وہاں چھوڑ گیا۔ اس طرح محمود کو اپنے مخالفین پر کامل فتح حاصل ہوئی اور تخت سلطنت پر متمکن ہو گیا رعایا کے ساتھ اس نے نہایت نرمی اور رحم کا برتاؤ کیا اور فتح خاں کو اپنا وزیر مقرر کیا سلطنت کے تمام

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مہمات امور اُس کے سپرد کر دیئے اور اُسے بالکل با اختیار وزیر بنا دیا اور اپنے بیٹے کامران کو قندہار کا والی مقرر کیا۔ وزیر فتح خان نے اپنے تمام بھائیوں کو افغانی صوبوں کے والی مقرر کیا۔

اس اثنا میں کامران نے قیصر کو قتل کر ڈالا جو پہلے ایران کی طرف فرار ہو گیا تھا قیصر اپنے چچا شاہ شجاع کے بادشاہ ہونے کی خبر سنکر افغانستان واپس آیا تھا۔ کچھ مدت کے بعد شاہ شجاع پشاور سے بھی بھگا دیا گیا۔ اب اُس نے عطا محمد والی کشمیر سے مراسلت شروع کی اور اس سے مالی مدد چاہی عطا محمد نے لکھا۔ کہ اگر تم اپنے جواہرات بطور رہن میرے پاس رکھو گے تو میں تمہارے لیئے تیس لاکھ روپیہ بھیج سکتا ہوں۔ شاہ شجاع کے پاس اسوقت سوائے ایک ہیرے کے اور کچھ نہ تھا۔ اس ہیرے کا نام دریائے نور تھا۔ شاہ شجاع نے اُس ہیرے کو عطا محمد کے پاس بھیجدیا۔ اور اس نے پندرہ لاکھ روپیہ شاہ کے پاس روانہ کئے اور باقی رقم بھیجنے کا وعدہ کیا شاہ شجاع نے اس رقم سے ایک فوج تیار کی اور اُسے لیکر پشاور آیا تاکہ کابل کی طرف روانہ ہو۔

جب محمود کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے شاہ زمان کو قید خانہ سے نکالا اور اُس سے کہا: "سلطنت پر خطرات نے احاطہ کر لیا ہے جس کا انجام تباہی، بربادی اور خونریزی ہے اب ہمیں چاہئے کہ نفاق کو اتفاق سے بدل لیں اور ایسی تدابیر اختیار کریں جو فلاح ملک کا باعث ہوں مجھ پر فرض ہے کہ آپ لوگوں کے حقوق ادا کروں اور ہر شخص اُس کے مناسب عہدہ اور منصب سپرد کروں اور تمام قیدی سرداروں کو آزاد کر دوں تمہیں بھی چاہیئے کہ میرا احترام کرو کیونکہ میں اپنے باپ کا بڑا بیٹا ہوں"۔

والی کشمیر کا حملہ اور شاہ شجاع کا قید ہونا شاہ زمان نے یہ گفتگو سنکر اس کی اطلاع

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

شاہ شجاع کے پاس بھیجی شاہ شجاع کے پاس جب خط پہنچا تو اُس نے عطا محمد خاں کی تہدید کا اسے بہترین موقع سمجھا۔ اس نے عطا محمد خاں کو لکھا اگر تم مال سے میری مدد نہ کروگے تو میں اپنے بھائی کے ساتھ متفق ہو کر تمہارا استیصال کر دوں گا۔ عطا محمد اسکے جواب میں پانچہزار فوج لے کر پشاور کی طرف روانہ ہوا شاہ شجاع بہت خوش ہوا۔ اور اُس نے خیال کیا کہ وہ اسکی مدد کو آرہا ہے لیکن حقیقت میں اُس کی نیت خراب تھی اُس نے دفعتہً پشاور پر حملہ کر کے شاہ شجاع کو قید کر لیا اور قفس میں بند کر کے کشمیر لے گیا۔ اور ہندوستان کی انگریزی حکومت کو اطلاع دی کہ میں تمہارے ساتھ متفق ہونا چاہتا ہوں۔ اُس نے انگریزوں کے ساتھ اتفاق پیدا کرنے کی یہ شرط قرار دی کہ رنجیت سنگھ نے افغانی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر افغانی پنجاب کے جس حصہ پر قبضہ کر لیا ہے اُسے میں چھین کر تمہارے قبضہ میں دیدوں گا لیکن اگر محمود میرے خلاف کچھ کاروائی کرے تو تمہیں بھی میری مدد کرنا ہوگی۔ اتفاق سے یہ مراسلت رنجیت سنگھ کے جاسوسوں کے ہاتھ پڑ گئی اور انہوں نے تمام کاغذات اُسکے سامنے پیش کر دیئے۔ رنجیت سنگھ نے اُن سب کو محمود کے پاس بھیجدیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں عطا محمد کے مقابلہ میں تمہارے ساتھ متحد ہونا چاہتا ہوں چنانچہ دونوں نے ایک فوج تیار کی اور عطا محمد پر دفعتہ حملہ کر کے اُسے گرفتار کر لیا لیکن محمود نے اسے معاف کر دیا اور شاہ شجاع کو اُس کی قید سے رہا کیا۔ فتح خاں وزیر نے اپنے بھائی عظیم خاں کو کشمیر کا والی مقرر کیا۔ رنجیت سنگھ شاہ شجاع کو اپنے ساتھ لاہور لے آیا۔

رنجیت سنگھ کا ناکام حملہ کشمیر پر | کچھ مدت کے بعد رنجیت سنگھ کو کشمیر فتح کرنے کی حرص پیدا ہوئی اور اسی ہزار سکھوں کی فوج کے ساتھ کشمیر کی طرف روانہ ہوا عظیم خاں والی کشمیر کے پاس صرف دس ہزار مسلمان فوج تھی۔ وہ اپنی فوج

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

لے کر کمینگاہوں میں چھپ گیا یہانتک کہ سکھ فوج وادی میں داخل ہوئی مسلمانوں کی چھپی ہوئی فوج نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا اور اُن کے بیشمار آدمی مارے اور گرفتار کر لئے مقتولین اور قیدیوں کی تعداد چالیس ہزار تھی باقی فوج جان بچا کر اپنے ملک کی طرف بھاگ گئی۔

رنجیت سنگھ اور شاہ شجاع رنجیت سنگھ[1] اس شکست سے بہت شرمندہ ہوا اور محمود سے اپنی اس حرکت کی معافی مانگنے لگا اور کہا کہ میں نے شاہ شجاع کے ورغلانے سے یہ کام کیا ہے۔ جب شاہ شجاع کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے لاہور سے چلے جانے کا قصد کیا چونکہ رنجیت سنگھ کو شاہ شجاع کے جواہرات کی طمع دامنگیر ہو گئی تھی اسلئے شاہ شجاع نے بطور ملکیت کے وہ جواہرات اُسے سپرد نہیں کئے بلکہ امانت کے طریقہ پر رکھے۔ اِن جواہرات میں ایک مشہور ہیرا دریائے نور بھی تھا جو میرے خیال میں آج کل برطانوی تاج کی زینت ہے۔ شاہ شجاع نے انگریزوں کے پاس پناہ لی رنجیت سنگھ کو اسپر بہت افسوس ہوا اور اس نے شاہ کی استمالت شروع کی اور واپس آنے کی استدعا کی مگر شاہ کو اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہوا پھر رنجیت سنگھ نے جواہرات بھی اسکے پاس واپس کر دیئے۔ شاہ شجاع انگریزوں کا دشمن تھا لیکن انگریزوں کی خوش نصیبی تھی کہ وہ ان کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اُنہوں نے شاہ کی بڑی عزت کی۔

شاہ زمان کی سیاست اور اسکی وفات اسی زمانہ میں نابینا شاہ زمان نے جو علما اور امرا کی

[1] یہ ایک سکھ بادشاہ تھا۔ سکھ قوم گرونانک کی پیروی کرتے ہیں جو ہندوں میں پچھلے زمانے میں پیدا ہوا ہے۔ اُس نے ہندوؤں کی چار ویدوں سے ایک کتاب منتخب کی تھی اور اُس کا نام گرنت رکھا تھا۔ اور ہندوؤں کے خلاف گوشت کھانا اُس نے جائز کر دیا تھا۔ معابد میں بتوں کے رکھنے کا بھی مخالف تھا اور کہتا تھا کہ ان کی عوض معابد میں میری کتاب گرنت رکھنا چاہیئے مؤلف

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

نظروں میں بڑا موقر و معزز تھا سفر حج کا ارادہ کیا تھا کہ وہاں اُس قبر کی زیارت کرے جو حضرت علیؓ کی قبر کے نام سے مشہور ہے چنانچہ امیر وہاں پہنچا پھر وہاں سے امیر بخارا کے پاس گیا امیر بخارا نہایت عزت اور احترام سے پیش آیا امیر کی شادی شاہ زمان کی لڑکی کے ساتھ ہوگئی۔ پھر شاہ بخارا سے طہران کی طرف روانہ ہوا فتح علی شاہِ ایران نے اُن کی بڑی عزت کی اور بہت کچھ سامان سفر اُسے دیا پھر شاہ زمان نے بغداد کا قصد کیا اُس زمانہ میں بغداد کا والی داؤد بادشاہ تھا، بغداد سے شاہ نے حج کا قصد کیا۔ اور ملک حجاز میں پہنچکر اُن کا انتقال ہوگیا

فیروزالدین والی ہرات کا حملہ خراسان

انہی حوادث کے دوران میں (۱۲۲۲ھ) حاجی فیروزالدین نے جو اپنے بھائی محمود کی طرف سے ہرات کا والی تھا یہ قصد کیا کہ خراسان کا ملک فتح کیا جائے فیروزالدین کو صوفی الاسلام بخاری کی ہمت پر بڑا اعتماد تھا یہ شخص جہری صوفیہ میں سے تھا بیک بان ازبک کے خوف سے اُس نے اپنا وطن چھوڑ دیا تھا صوفی الاسلام کا زعم تھا کہ اسپر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور خوارق عادات پر اسے قدرت حاصل ہے مگر حقیقت میں ان دعاوی سے اُس کا مقصود صرف بادشاہت حاصل کرنا تھا۔ فیروزالدین نے قبائل ہرات اندخود، کندوز، یمنہ، اور فاریاب کے آدمیوں سے پچاس ہزار کا ایک لشکر مرتب کیا اور اُسے لیکر قلعہ شکیبان کی طرف روانہ ہوا جب نائب خراسان محمد خاں قاچار کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے بھی مقابلہ کے لئے فوج تیار کی دونو لشکروں میں ہرات سے سات فرسخ دور مقابلہ شروع ہوا اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے صوفی الاسلام قلب لشکر میں ایک زریں ہودہ میں بیٹھا تھا اور اُسکے گرد ۶۶۷ اُس کے خاص آدمی تھے یہ سب لوگ مع صوفی الاسلام تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے، فیروزالدین کی فوجیں بھی اس ہزیمت کو دیکھ کر پسپا ہوئیں اور ہرات کی طرف روانہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہوگئیں، محمد خان کی فوج نے صوفی الاسلام کی لاش جلائی اور اس کے سر کی کھال میں بھس بھر کر فتح علیشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اور یہی اس شخص کی سزا ہے جو مسلمانوں کے درمیان فتنہ برپا کرتا ہے اور اپنی خود ساختہ صوفیت، جاہل فریب بیانات، اور دعاوی کاذبہ سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیکر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کائنات عالم کی عنان تصرف اُسی کے ہاتھ میں ہے کیونکہ اس کی ذات میں اسرار ربانی اور قوت الٰہی جلوہ ریز ہے۔

فیروز الدین کی اطاعت، مختلف واقعات، اور ایرانی و افغانی کشمکش

شکست کے بعد فیروز الدین مجبوراً شاہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بھیجنا شروع کئے تاکہ اس کے دل کو اپنی طرف مائل کرے اور شاہ کی فوجوں سے اُسے کچھ نقصان نہ پہنچے فیروز نے شاہ سے یہ بھی عہد کیا کہ شاہ کی خدمت میں سالانہ ایک معقول رقم بھی بطور خراج کے پیش کیا کروں گا۔ اس مصالحت کے بعد ایرانیوں کے ساتھ فیروز کا طرز عمل کبھی محاربانہ اور کبھی مصالحانہ رہا، کبھی وہ اپنے کو شیعہ اور کبھی سنی ظاہر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ فتح علیشاہ کے بیٹے حسن علی مرزا والی خراسان کو اُس سے سخت عداوت ہوگئی اور فیروز کو حسن علی کے حملہ آور ہونے کا بڑا خوف پیدا ہوا۔ چنانچہ اُس نے اپنے بھائی شاہ محمود کے پاس ایک سفیر بھیجکر اُس سے مدد طلب کی محمود کے لئے ہرات پر قبضہ کرنے کا یہ ایک بہترین موقع تھا اُس نے فوراً اپنے وزیر فتح محمد خاں کی قیادت میں ایک جرار لشکر اسکی طرف روانہ کیا جب یہ فوج شہر کے قریب پہنچی تو فیروز کو اسکی طرف سے بدگمانی ہوگئی اور اُس نے اُنھیں شہر میں داخل ہونیکی اجازت نہ دی بلکہ یہ حکم دیا کہ تم لوگ مقام غوریاں کو ایرانیوں کے قبضہ سے نکالنے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ مگر فتح محمد خاں کو چونکہ اپنے آقا کیطرف سے شہر میں داخل ہونیکا حکم تھا۔ اسلئے اُس نے شہر میں داخل ہونے کے لئے کوئی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

حیلہ سوچا اس نے فیروز کو ایک خاص امر میں مشورہ دینے کے لئے اپنی چھاؤنی میں بلایا۔ جب وہ اُسکے پاس پہنچا تو اُسے قید کر لیا اور مع اہل وعیال کے قندہار بھیجدیا اور شہر میں داخل ہو گیا اور خود وہاں مقیم رہا اور اپنے بھائی کہندل خاں کو تیار کر کے غوریان فتح کرنے کو روانہ کیا۔ اُس نے اطراف خراسان میں خطوط بھیجے اور ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے پر لوگوں کو اپنے ساتھ متفق کرنا چاہا۔

جب حسن علی مرزا کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے حفاظت شہر کے لئے ایک فوج روانہ کی جب مدافعین اور مہاجمین کے درمیان مقابلہ شروع ہوا تو فتح خاں نے قندہار، ہرات، بلوچستان، سیستان، اور قبائل جمشیدی وہزارہ و فیروز کوہی سے ایک بڑی فوج مرتب کی اور غوریاں اور تمام سرزمین خراسان (جو ایرانیوں کے قبضہ میں تھی) فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا اُسکے ساتھ توپیں اور زنبورک بھی تھے جب یہ لشکر کوسیہ تک پہنچا تو یہ خبر ملی کہ علی حسن مرزا اپنی فوجیں لے کر مقابلہ کے لئے کافر قلعہ تک پہنچ گیا ہے اسوقت دونوں فوجوں کے درمیان صرف دو فرسخ مسافت باقی رہ گئی تھی۔ فتح خاں نے حسن مرزا کے پاس یہ پیام بھیجا۔ کہ لڑائی کے انجام کی کسی کو خبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ فتح مجھے حاصل ہو گی یا تمہیں لیکن بہت ممکن ہے کہ تمہارا غرور اور تکبر جو صرف شاہزادہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے تمہیں ایسی مصیبت میں گرفتار کرے جس کی وجہ سے تمہارے باپ کی سلطنت متزلزل ہو جائے۔ حسن علی مرزا نے اپنے سفیر کے ذریعہ سے اس کا یہ جواب بھیجا "تمہارے آقا محمود کو جس نے شاہ ایران کی نعمتوں سے پرورش پائی ہے اس قسم کے جوابات دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اور تمہاری خیانت بھی کچھ کم نہیں ہے کیونکہ تم اپنے سدوزئی آقاؤں کے ساتھ لڑے ہو"۔

جنگ اور افغانی خونریز شکست ایرانی سفیر کی ناکام مراجعت کے بعد فتح خاں نے

اپنی فوج کا فرقلعہ کی طرف روانہ کی اور ایک سخت ہولناک معرکہ ہوا جس میں فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے۔ اور قریب تھا کہ ایرانی فوجیں شکست کھائیں کہ یکایک فتح خاں کے منہ میں ایک گولی آکر لگی اور وہ ہرات کی طرف پسپا ہوا اس شکست سے شاہ محمود اور اس کا بیٹا کامران جو اسوقت شہر ہرات میں تھے سخت پریشان ہوئے اور ملا شمس مفتی ہرات اور خان ملا شیخ الاسلام نے فتح علیشاہ ایران کو لکھا۔ کہ فتح خاں کی اس حرکت سے شاہ محمود بالکل بے خبر تھے اور انھیں اسکے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ انہوں نے اپنی تحریر میں شاہ کو محمود کی طرف سے بہت کچھ اطمینان دلانا چاہا لیکن شاہ نے کہا کہ میں محمود سے صرف اسوقت راضی ہو سکتا ہوں کہ یا تو وہ فتح خاں کو میرے پاس بھیجدے یا خود اسکی آنکھیں نکال لے۔

فتح خاں کی آنکھیں نکالی گئیں جب کامران کو اسکی خبر ہوئی تو اسکی بزدلی ضعف نفس اور قلب عقل نے اسے فتح خاں جیسے بہادر شخص کی آنکھیں نکلوانے کی اجازت دیدی حالانکہ اسی فتح خاں نے اس کے باپ کو تخت حکومت پر بٹھایا تھا چنانچہ فتح خاں کی آنکھیں نکالی گئیں اور اسے اسکے بھائی شیر دل کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ فتح خاں کا ایک اور بھائی دل خاں ہرات سے مقام نادعلی کی طرف بھاگا اور جماعت غلجی کو اپنے ساتھ متفق کر کے اس نے کامران کے خلاف ایک فوج تیار کی جس کا مقصد اپنے دونوں بھائیوں کو آزاد کرنا تھا۔ جب کامران کو اس اجتماع کی خبر ہوئی تو اسنے بزدلی کے مارے ان دونوں کو آزاد کر دیا۔

طوائف الملوکی جب فتح خاں کی آنکھیں نکالنے کی خبر اس کے بہادر بھائی عظیم خاں کو ہوئی جو کشمیر کا والی تھا۔ تو اس نے اپنے دو بھائی یار محمد خاں اور اور دوست محمد خاں کو پشاور کی طرف بھیجا تاکہ شاہزادہ ایوب کو بلا کر اسے شاہ افغانستان بنایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دونوں نے اسے اپنا بادشاہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

تسلیم کرکے حدود جلال آباد کی طرف پیشقدمی شروع کی۔ دوست محمد خاں نے کابل پر حملہ کیا اور اُسے فتح کر لیا اور اپنے بھائی محمد زمان خاں کو شاہ شجاع کے طلب کرنے کو بھیجا جو اُن دنوں ہندوستان میں تھا۔ شاہ شجاع آیا اور والی ہرات سمندر خاں سے مقابلہ کیا اور اُسپر غالب آیا الحاصل فتح خاں کے سب بھائی جن کی تعداد بیس تک پہنچتی تھی تیمور شاہ کے بیٹوں کے ساتھ متفق ہو گئے۔ جو بتیس ۳۲ کے قریب تھے۔ اور سب نے ملکر محمود کی حکومت کے خلاف تمام ملک افغانستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور اُن کا اسقدر زور ہوا کہ اب محمود کے ہاتھ میں قندھار اور ہرات کے علاوہ کوئی شہر نہیں رہا۔ پھر فتح خاں کے بھائیوں نے ابنائے تیمور سے بھی ملک چھین لیا۔ جسپر وہ اس زمانہ میں قابض ہو گئے تھے افغانستان کا ہر ایک صوبہ فتح خاں کے ایک بھائی کے قبضہ میں آگیا۔ اور یہ سب کچھ اپنے بھائی کی آنکھوں کا انتقام تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد قندھار بھی محمود کے قبضہ سے نکلگیا اور اب اُس کی حکومت صرف ہرات اور اُسکے اطراف میں محدود رہ گئی۔

باپ اور بیٹے میں جنگ ۱۲۴۱ھ میں محمود کے خیالات اپنے بیٹے کامران کی طرف سے بدلگئے اور محمود سمجھ گیا کہ اُس کا بیٹا بغاوت کرنا چاہتا ہے جب اپنے گرفتار ہو جانے کا خوف اُسے پیدا ہوا تو وہ ہرات سے نکلا اور قبائل فراہ سے کچھ فوج مرتب کی اور بیٹے کے مقابلہ کو روانہ ہوا بیٹا مجبوراً حسن علی مرزا کے پاس پناہ گزین ہوا اور اُس سے مدد چاہی چنانچہ مرزا نے اُس کی مدد کی اور کامران کو اپنے باپ پر کامل فتح حاصل ہوئی۔

اسواقعہ کے بعد کامران نے ہرات میں ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا جس میں حسن علی مرزا کو بھی مدعو کیا اور تمام خزانوں کی کنجیاں اُسکے سپرد کر دیں۔

PashtoAcademy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کشمیر پر رنجیت سنگھ کا قبضہ انہی واقعات کے دوران میں رنجیت سنگھ کی طاقت بڑھ گئی، اتفاقاً محمد عظیم خاں والی کشمیر اپنے بھائی دوست محمد خاں سے ملنے کابل گیا ہوا تھا رنجیت سنگھ نے موقع پاکر کشمیر پر قبضہ کر لیا۔

کامران کی سفارت اور فیروز کا قتل ۱۲۴۵ھ میں کامران نے ایک سفیر شاہ ایران کے پاس بھیجا اور اپنے باپ محمود کے مقابلہ میں اس سے دوبارہ مدد چاہی، لیکن جب سفیر ایران پہنچا تو شاہ کا وبائی مرض میں انتقال ہو چکا تھا۔ ایران میں اس سفیر نے فیروز الدین سے ملاقات کی جس کے متعلق ہم لکھ چکے ہیں کہ وہ قندھار میں قید تھا۔ اور وہاں سے فتح خاں کے واقعہ میں ایران کی طرف فرار ہو گیا تھا۔ سفیر مذکور نے فیروز کے ساتھ یہ مشورہ کیا کہ کامران کو تو حکومت ہرات سے معزول کر دیا جائے اور تمہیں اس کی جگہ شاہ ہرات بنا دیا جائے اس مہم میں کامیاب ہونے کے لئے اُسے شاہ سے مدد لینے پر بھی آمادہ کیا۔ جب یہ تجویز قرار پا چکی اور کچھ فوج فراہم کر کے ہرات کی طرف کوچ ہوا تو راستہ میں فیروز کے خدمتگاروں اور بعض ایرانیوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ فیروز اپنے خدمتگاروں کی مدد کے لئے نکلا اور ایرانیوں نے اُسے قتل کر ڈالا کیونکہ وہ اُسے نہیں پہچانتے تھے۔

ایران کا ہرات پر حملہ ۱۲۴۸ھ میں عباس مرزا نے ہرات فتح کرنے کا قصد کیا اور اپنے بیٹے محمد مرزا کو ایک جرار فوج کے ساتھ ہرات کی طرف روانہ کیا۔ چند سخت معرکوں کے بعد ہرات کا شہر محصور ہو گیا۔

انگریزی سفیر مسٹر کیمل نے اس جنگ کو روکنے کے لئے بہت کچھ کوششیں کیں مگر اُسے کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

محمد مرزا ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ یکایک اُسکے پاس باپ کے مرنے کی خبر پہنچی اسوقت اس نے کامران کے ساتھ صلح کر لینا قرین مصلحت سمجھا کامران نے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بھی صلح کی تجویز پسند کی اور شرائط صلح کی تجویز اپنے وزیر یار محمد کے سپرد کی جو اُسوقت ایرانیوں کے پاس مشہد میں قید تھا صلح ان شرطوں پر قرار پائی کہ ہرات میں سکہ فتح علیشاہ کے نام پر ہو اور کامران ہر سال پندرہ ہزار تومان بطور خراج کے ادا کیا کرے۔

انگریزی سیاست اب انگریزوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ افغانی ممالک اگر ایرانیوں کے قبضہ میں آگئے تو ہندوستان میں اُن کی سلطنت کا زوال یقینی ہے اسلئے اُنھوں نے شاہ شجاع کو لڑائی کے لئے آمادہ کیا اور اپنے پاس سے اُس کو فوجی مدد دی اور رنجیت سنگھ اور میر غلام علی خاں امیر سندھ کو بھی اُسے مدد دینے کا مشورہ دیا دونوں نے انگریزوں کا مشورہ قبول کر لیا باوجودیکہ اُسوقت یہ دونوں انگریزوں کے تابع نہ تھے رنجیت سنگھ اور غلام علی نے اپنی اپنی فوج سے شاہ شجاع کی مدد کی یہاں تک کہ اُسکے پاس تیس ہزار کا لشکر ہو گیا۔ شاہ اس فوج کو لیکر پنجاب کے راستہ سے قندہار کی طرف بڑھا۔ کہندلخاں اور اُسکے بھائیوں نے اُسکا مقابلہ کیا اور اُسے بُری طرح شکست دی شاہ شجاع ہرات کی طرف بھاگا۔ اور اپنے چچازاد بھائی کامران سے مدد مانگی مگر اُسنے انکار کر دیا شاہ بڑی سختیاں برداشت کرتا ہوا وہاں سے بمشکل تمام بلوچستان کی راہ سے ہندوستان پہنچا۔

مذکورۂ بالا خانہ جنگی کے واقعات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تیمور شاہ کی حرص، شہوانی انہماک، اور کثرت اولاد نے (جو مختلف عورتوں سے تھی) ملک کے امن و سکون کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اُسکی اولاد کی حرص ملک گیری نے ہزاروں جانیں ضائع کیں لیکن بدقسمتی سے کسی کو بھی حکومت نصیب نہیں ہوئی۔

ہرات پر ایرانیوں کا دوسرا حملہ ۱۲۵۰ھ میں کامران نے سیستان فتح کرنے کا عزم کیا۔ سیستان کا امیر محمد شاہ بن عباس مرزا کے پاس پناہ گزین ہوا شاہ کو

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہرات فتح کرنے کا بہترین موقعہ ہاتھ آیا۔ چنانچہ وہ ایک فوج لے کر ہرات کیطرف روانہ ہوا اور اسکا محاصرہ کر لیا اور ایک عرصہ تک یہ محاصرہ کی حالت باقی رہی افغانی قلعے سے نکل کر نہایت بہادری سے شاہ کی فوج پر حملہ کرتے تھے۔

جب کامران بہت زیادہ تنگ آیا تو اُسنے اپنے بھائی نادر مرزا کو میمنہ، شرقان اور سرپول کی طرف روانہ کیا تاکہ قبائل ازبک اور ہزارہ کو اپنے ساتھ متفق کرے نادر مرزا کی کوشش کامیاب ثابت ہوئی اور قبائل مذکورہ کا ایک عظیم الشان لشکر ہرات کی طرف روانہ ہوا تاکہ ایرانی محاصرہ کو توڑ دیا جائے۔ شاہ کی فوج اور اُس لشکر کے درمیان متعدد معرکے ہوئے جسمیں طرفین کے بہت سے لوگ مارے گئے اور آخر میں شاہ کی فوج غالب آئی۔ اب تو کامران بہت پریشان ہوا اور اُسنے اپنے وزیر سے اس معاملہ میں مشورہ کیا دونوں میں یہ رائے قرار پائی کہ اب مذہبی جنگ کا اعلان کر دینا چاہئے کامران اور اُسکے وزیر نے اس کام کے لئے ہرات کے ایک بڑے عالم عبدالحق کو منتخب کیا عبدالحق نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور جہاد کا اعلان کر دیا، شہر کے لوگوں، اور قریب دیہات والوں نے اعلان مذکور کو قبول کیا۔ سب نے جمعہ کا غسل کیا ناخن کٹوائے اور کفن پہنکر دشمن پر حملہ آور ہوے اور بہت سے ایرانی سرداروں کو قتل کر دیا لیکن وہ اُنہیں ملک سے نہ نکال سکے اور شہر کی طرف واپس ہوئے۔

انگریزی سفیر کی منافقت جب محاصرہ کی مدت زیادہ ہوئی تو انگریزی سفیر ملنیل طہران سے میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ سے ملاقات کی۔ اور اس نے دیکھا کہ اب شہر کا فتح ہونا یقینی ہے اور اس صورت میں افغانی ایرانیوں کے تابع ہو کر اُن کے ساتھ متحد ہو جائینگے اور اس سے ہندوستان کے انگریزی قبضہ کو نقصانات پہنچینگے۔ یہ سب باتیں سوچکر سفیر نے شاہ سے کہا "مجھے اجازت دیجئے میں شہر میں داخل ہوتا ہوں اور کامران کو تابعداری پر راضی کرتا ہوں" شاہ نے اُسے اجازت دیدی اور اُس نے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

خیال کیا۔ کہ سفیر اپنے قول میں سچا ہوگا۔

جب سفیر شہر میں داخل ہوا اور کامران سے ملاقات کی تو اُسے ہمت دلانا شروع کیا۔ اور کہا یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ تم اطاعت قبول کرو اگر تم کچھ عرصہ تک اور بھی اپنے استقلال کو قائم رکھو تو ہم تمہارے لئے توپیں، بندوقیں، اور ذخائر حرب بھیجینگے۔ یہ کہہ کر اُسے بہت کچھ اطمینان دلایا۔ اور وہاں سے نکلا اور شاہ سے آکر کہا میں نے کامران اور اس کی فوج کو ڈرایا بھی اور ترغیب بھی دی لیکن ترغیب اور ترہیب دونوں ناکام ثابت ہوئیں۔ اس کے بعد شاہ نے جس قدر تانبا لشکر گاہ میں تھا سب کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ کہ اُس تانبے کی ایک زبردست توپ بنائی جائے جب توپ تیار ہوئی تو اُسے ایک بلند ٹیلہ پر نصب کیا اور شہر کی طرف اُس کا رُخ کرکے فیر شروع کر دیئے، قحط اور گرانی کی مصیبت تو پہلے ہی سے تھی اب یہ نئی بلا اُنپر مسلط ہوگئی۔ قریب چودہ ہزار مفلس اور ضعیف افراد شہر سے نکالدیئے گئے۔ آخر کار اطاعت کے بغیر کامران کے لئے کوئی چارہ باقی نہ رہا

جب انگریزی سفیر کو صورت حال کا علم ہوا تو وہ بہت پریشان ہوا اور کامران کے پاس خفیہ طریقہ پر خبر بھیجی کہ تم لڑائی پر ثابت قدم رہو، میں عنقریب یہ مصیبت تم سے دُور کردونگا، پھر سفیر مذکور شاہ کے پاس گیا اور اُس سے کہا انگلستان اور آپ کی سلطنت کے درمیان دوستانہ تعلقات ہیں، ہرات کی فتح سے ہندوستان میں بغاوت پیدا ہوجائیگی۔ اسلئے میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ اس خیال کو آپ چھوڑ دینگے، لیکن شاہ نے سفیر کی استدعا قبول نہ کی۔

کامران کو انگریزوں کی خفیہ مالی امداد جب شاہ محاصرہ کرتے کرتے تنگ آگیا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے سامنے آیا اور سب کو شہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ فوجوں نے یکبارگی حملہ کردیا شہر پر توپیں چھوٹنے لگیں جس سے شہر پناہ کا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ایک بڑا حصّہ منہدم ہوگیا اور قریب تھا کہ شہر فتح ہوجائے مگر اسی اثنا میں انگریزی سفیر شاہ کے پاس گیا اور عرض کیا میں آپ سے تین دن کے لئے شہر ہرات میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں تاکہ کامران اور اُسکے وزیروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں مجھے امید ہے کہ آپ انگلستان کی عزت کے طفیل میری استدعا کو ضرور قبول کرینگے"

شاہ نے برطانوی عزت کے طفیل اُسے اجازت دیدی جب سفیر کامران اور اُسکے رفقا کے پاس پہنچا تو اُنھیں اُسنے پانچہزار پونڈ دیکر کہا کہ تین دن کے لئے لڑائی بند ہے اسلئے تم قلعہ کے منہدم حصہ کی مرمت کرلو۔ اور لڑائی پر جمے رہو عنقریب خلیج فارس کے راستہ سے ہمارے جہاز آنے والے ہیں"

افشائے راز جب شاہ کو سفیر کی اس حرکت کا علم ہوا تو اُس نے سفیر لشکر گاہ سے نکالدیا اور سخت برافروختہ ہوا۔ اُسکے غصہ کی کوئی انتہا تھی۔ اس نے دوبارہ شہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک بردست معرکہ ہوا افغانی بھی مدافعت پر ثابت قدم رہے۔ ایرانی قلعہ پر چڑھ چڑھ کر حملہ کرتے تھے اور افغانی مدافعت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ فریقین کے بیشمار آدمی قتل ہوئے

اس جنگ عظیم کے دوران میں انگریزوں کے جہاز خلیج فارس میں آئے اور جزیرہ خارق پر قابض ہوگئے جب شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اُس نے مناسب یہ سمجھا کہ محاصرہ ہرات چھوڑ دیا جائے اور انگریزوں کی مدافعت اور ملک کی حفاظت پر توجہ کیجائے۔

محاصرہ کے زمانہ میں انگریزی حکام امراء کابل و قندہار کو ہر طرح پر ایرانیوں کے خلاف لڑنے پر آمادہ کرتے تھے، علما کو روپیہ دیکر اُن سے اعلان جہاد کرانا چاہتے تھے، لیکن اُنھیں اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ واقعات ۱۸۵۵ء میں ہوئے تھے،

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

انگریزی مدد سے شاہ شجاع کا افغانستان پر حملہ

جب انگریزوں نے دیکھا کہ امرائے افغان ایرانیوں کی طرف مائل ہیں کیونکہ دوست محمد خاں امیر کابل اور کہندل خاں والی قندہار اور ان کے تمام بھائی جو بنائے تیمور کے بعد آلیان ملک ہو گئے تھے محاصرۂ ہرات کے زمانہ میں شاہ سے دوستانہ مراسلت کر رہے تھے تو انھیں ایرانی اور افغانی اتحاد کا خوف پیدا ہوا کیونکہ یہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کے ضعف کا سبب تھا۔ اسلئے افغانستان فتح کرنے کے لئے کسی مناسب موقع کا انتظار کرنے لگے۔

افغانوں کو اپنے جدید حکمرانوں سے کسیقدر نفرت تھی انگریزوں نے اس سے فائدہ اُٹھا کر شاہ شجاع کے ذریعہ سے افغانستان پر قبضہ کرنا چاہا۔ چنانچہ اُسے لڑائی کے لئے تیار کیا۔ اور ایک جرار فوج جس میں باقاعدہ اور بے قاعدہ دونوں قسم کے لوگ تھے بڑے بڑے انگریزی افسروں کی قیادت میں اُسکے ہمراہ کر دی۔ شاہ شجاع اس فوج کو لے کر بلوچستان اور سیستان کے راستہ سے قندہار کیطرف روانہ ہوا۔ فوج کے آگے کچھ لوگ تھے جو افغانوں کو شاہ شجاع کی طرف مائل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی افغانی تاج و تخت کا حقیقی وارث ہے اور یہی سلطنت کا مستحق ہے، اور افغانوں کو ان ناجائز حکمرانوں کے قبضہ سے آزاد ہونے کی رغبت دلاتے تھے۔

جب شاہ قندہار پہنچا تو کہندل خاں والی قندہار نے خیال کیا کہ شہر والے شاہ کی طرف زیادہ مائل ہیں اور میرے پاس مقابلہ کے لئے کافی فوج بھی نہیں اسلئے وہ اپنے خاندان کو لے کر پانسو سواروں کے ساتھ طہران کی طرف چلدیا شاہ نے اس کی بڑی عزت کی اور اُسے ایران میں شہر بابک کا والی مقرر کیا۔

شاہ شجاع نے ٹاڈ انگریز کو قندہار کا والی مقرر کیا اور خود فوج لے کر کابل

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کی طرف روانہ ہوا۔ جب شاہ کابل پہنچا تو دوست محمد خاں نے اپنے کو مقابلہ اور مدافعت کے قابل نہ سمجھا لہذا وہ مجبوراً کابل سے نکلا اور بخارا کا قصد کیا تاکہ امیر بخارا سے مدد حاصل کرے لیکن اُسے اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ امیر بخارا کی طرف سے اہانت اور تحقیر کا سلوک کیا گیا۔ دوست محمد خاں وہاں سے واپس آیا اور اپنے کو انگریزوں کے سپرد کر دیا۔ اور اُنہوں نے اُسے بحیثیت ایک قیدی کے کلکتہ روانہ کیا۔

شاہ شجاع نے انگریزی سردار میجر بائنجر کو کابل کا والی مقرر کیا جو بغیر کسی جھگڑے اور مخالفت کے جلال آباد پر قابض ہو گیا۔

اس کے بعد انگریزوں نے بیس انگریزی سواروں کے ساتھ تین لاکھ پونڈ کامران کے پاس بھیجے تاکہ وہ شاہ شجاع کی حکومت کو تسلیم کرے کامران نے وہ رقم قبول کر لی اور انگریزی قاصد کو اسوقت تک اپنے پاس رکھا جب تک کہ رقم مذکور ذخائر حربی کے فراہم کرنے اور قلعوں اور استحکامات کی درستی میں صرف ہو گئی پھر اُسے وہاں سے نکالدیا۔ اسکے بعد محمد شاہ کے پاس اپنے سابقہ قصور کا عذرنامہ بھیجا، اور یہ قبول کیا کہ سکہ اور خطبہ شاہ کے نام سے ہوا کریگا، یہ واقعہ ۱۲۵۷ھ کا ہے۔

انگریزی اقتدار بلاد افغانستان کے اکثر حصہ میں ظاہراً شاہ شجاع کی اور باطن میں انگریزوں کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اور انگریزوں کو یقین ہو گیا۔ تمام افغانی ملک اُن کے قبضہ میں آ گیا ہے اور اب اُن کے ہاتھ سے اُس کا نکلنا مشکل ہے! حالانکہ انگریز صرف تین سال اور چند مہینوں تک وہاں رہ سکے۔

جمادی الثانی ۱۲۵۸ھ میں شاہ شجاع نے چند اشخاص کو بعض قبائل سے خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن اُنہوں نے خراج دینے سے انکار کیا اور بغاوت کی اور فریقین میں ایک معمولی سی جھڑپ ہو گئی۔ جب شاہ شجاع کو اُن کی سرکشی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کی خبر ملی تو اُس نے کچھ فوج اُنھیں تادیب دینے کے لئے بھیجی۔ باغیوں نے دیکھا۔ کہ وہ اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو وہ منتشر ہو گئے۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں پناہ لی۔

پہلی رجب کو کابل سے تین خوانیں نکلے جو جمع خان غلجی کے قبیلہ سے تھے اور قبائل کی ایک جماعت اُن کے ساتھ مل گئی، ان لوگوں نے ڈاکہ ڈالنے اور راستہ لوٹنے کا پیشہ اختیار کیا، اور کابل سے تین فرسخ فاصلہ پر اپنے استحکامات بنائے اور ہندوستان اور کابل کا راستہ منقطع کر دیا۔

محمد اکبر خان غازی دوست محمد خاں کے قید ہو جانے کے بعد اس کا لڑکا محمد اکبر خاں جو افغانستان میں گشت لگا رہا تھا۔ ایک جماعت کے ساتھ شہر بامیان میں آیا۔ شہر والے اُس کے ساتھ ہو گئے اور ایک بڑا گروہ قبیلۂ غلجئی کا بھی اس کے ساتھ مل گیا۔ ان غلجیوں کے لئے انگریزوں نے کچھ وظائف مقرر کئے تھے پھر بنظر کفایت شعاری ہندوستان کے وایسرائے نے وہ وظائف بند کر دئے تھے (اسی وجہ سے وہ انگریزوں کے مخالف ہو گئے)

جب یہ جدید فتنہ بڑھتے گیا اور مخالف طاقت میں اضافہ ہوا تو انگریزوں نے مکنٹکلٹن اور مٹس کو کچھ فوج کے ساتھ اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے بھیجا جب یہ فوج کابل سے تین فرسخ کے فاصلہ پر پہنچی تو قبیلۂ غلجی کی ایک جماعت نے اُس پر حملہ کیا۔ اور انگریزوں کا ایک آدمی مارا گیا، انگریزی فوج نے پیشقدمی بند کر دی اور اُن کے پیچھے جنرل سیل فوج لیکر محمد اکبر خاں سے لڑنے کیلئے نکلا۔ لیکن انگریزوں پر افغانوں کے یکایک حملہ کرنے کا خوف نہایت درجہ غالب تھا۔ ۲۰ رجب کی رات کو انگریزوں نے مزید مدد طلب کی جب مدد اُن کے پاس پہنچی تو اُنہوں نے محمد اکبر خاں کی کمینگاہ کا قصد کیا راستہ میں دو روز تک

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

لڑائی ہوتی رہی لیکن اُنھیں کامیابی نہیں ہوئی۔

اسی اثناء میں شاہ شجاع نے حمزہ خاں غلجی کو قید کر دیا جسکی وجہ سے تمام قبیلۂ غلجی مخالف ہو گیا۔ اور اُنکے تین ہزار آدمیوں نے بغاوت کر کے کابل کا محاصرہ کر لیا اور ہر طرف سے راستہ بند کر دیا۔ میجر گریفس شہر سے باہر نکلا۔ اور فریقین میں ایک معرکہ ہوا جس میں متعدد انگریزی افسر مارے گئے۔

عام بغاوت — پہلی شعبان ۱۲۵۸ھ کو تمام شہر کابل کے لوگوں نے ایک عام ہجوم کیا۔ دوکانیں بند کر دیں اور پرنس الگزنڈر کے مکان پر حملہ کر کے اُسے شارع عام پر سولی دیدی پھر خزانہ حکومت پر ٹوٹ پڑے اور اُسے لوٹ لیا۔ اُسوقت خزانہ جانسن کے زیر ادارت تھا۔ شاہ شجاع اسواقعہ کے وقت بالاحصار میں تھا۔ جب اُس نے یہ خبر سنی تو اس فتنہ کو فرو کرنے کے لئے اپنے بیٹے کو کچھ فوج دیکر روانہ کیا۔ اور دو توپیں بھی ہمراہ کر دیں۔ لیکن اس کا کچھ مفید نتیجہ نہ نکلا۔

باغشاہ اور قلعہ محمد شریف پر قبضہ — ۴ شعبان کو افغانیوں نے پھر حملہ کیا اور باغ شاہ اور قلعہ محمد شریف پر قابض ہو گئے اور انگریزی استحکامات اور ذخیرہ کے درمیان ایک فوج متعین کی جس سے دونوں کا تعلق منقطع ہو گیا۔ یہ ذخیرہ ایک ہزار گز طویل اور چھ سو گز عریض چار دیواری کے اندر رکھا تھا۔ پھر افغانیوں نے قلعہ مذکورہ کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ میں الس وارن تھا جسکے ساتھ ہندوستانی فوج اور کچھ پولیس تھی۔ قلعہ کے محافظین افغانی محاصرہ کو نہ توڑ سکے اور انگریز قلعہ چھوڑ دینے پر راضی ہو گئے اور اُنہوں نے کپتان سوین کو کچھ فوج دیکر الس وارن کو افغانیوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے بھیجا۔ افغانوں نے راستہ میں اُنپر ایک سخت حملہ کیا۔ اور کپتان سوین اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ اور باقی فوج لشکرگاہ کی طرف پسپا ہوئی، پھر الس کارون کچھ فوج کے ساتھ بھیجا گیا۔ مگر اُسے بھی وہ مصیبت پیش آئی جو

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اس کے پیشتر وہ کی قسمت میں لکھی تھی۔

پھر کپتان بوید قائد اعظم (جنرل کمانڈنگ) کے پاس گیا اور اُس سے کہا۔ کہ اگر تم قلعہ دشمن کے سپرد کردو گے تو اس صورت میں علاوہ پچاس ہزار پونڈ نقصان کے جو ذخیرہ کی قیمت ہے۔ ہمارے پاس صرف دو روز کا سامان خورد و نوش باقی رہیگا اس کے بعد ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بعد مسافت کی وجہ سے اشیائے خورد و نوش اور ذخیرہ کا طلب کرنا کچھ آسان نہیں ہے۔" جب سردار لشکر نے کپتان بوید کی گفتگو سُنی تو انس و اران کے پاس اطلاع بھیجی کہ جہاں تک ہو سکے مقابلہ کیا جائے اور قلعہ دشمن کے سپرد نہ کیا جائے؛ میں عنقریب تمہارے پاس مدد بھیجنے والا ہوں۔

انس و ران نے جواب دیا کہ اگر آج رات تک ہمارے پاس مدد نہ پہنچی تو نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے اور ہم لوگ کسی طرح بھی دشمنوں کے ہاتھ سے خلاصی نہیں پا سکتے؛ اور چونکہ ایک شخص قلعہ کے ایک بُرج کے نیچے سُرنگ لگا رہا ہے۔ اس لئے ہمارے آدمیوں پر خوف غالب ہو گیا ہے۔ اور وہ بہت مرعوب ہیں یہاں تک کہ قلعہ کا ایک محافظ خوف اور رعب کی وجہ سے قلعہ سے گر پڑا اگر آج رات ہماری مدد نہ کی گئی تو ہم دشمن کے قبضہ میں چلے جائینگے"

جب یہ جواب پہنچا تو سردار لشکر نے اُمرا اور فوجی افسروں کو جمع کیا۔ اور اس مسئلہ میں سب سے مشورہ لیا؛ وہ اپنے رئیس سے ایک ایسے حیلہ کی تجویز چاہتا تھا جس سے قلعہ کی محاذ فوج دشمن کے پنجہ سے رہا ہو سکے۔ آخر کار یہ رائے قرار پائی۔ کہ رات کے وقت مدد بھیجنا چاہیئے؛ انگریزوں کا خیال تھا۔ کہ افغانی ہر وقت ہوشیار اور بیدار رہتے ہونگے۔ لیکن پھر بھی اُنہوں نے چند جاسوس پہلے روانہ کئے تاکہ افغانوں کی حقیقت حال سے مطلع کریں؛ چنانچہ انہوں نے کپتان جان کو اس غرض کے لئے روانہ کیا کپتان مذکور نے واپس آکر نہایت مایوس کن خبر سُنائی؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

یعنی افغانی ہر وقت بالکل ہوشیار رہتے ہیں اور وہ آج رات قلعہ پر قبضہ کرنے کی تدابیر سوچ رہے ہیں یہ سنکر انگریزوں نے مدد بھیجنے کا خیال ترک کر دیا۔

صبح کے وقت افغانوں نے نہایت جرأت اور شدت سے حملہ کیا اور اُس کے دروازے کو جلا دیا۔ قلعہ کی فوج دوسرے دروازہ سے نکلکر اپنی لشکر گاہ کی طرف بھاگ گئی۔ انگریز اسواقعہ سے سخت برافروختہ ہوئے؛ اور اس عار کو محو کرنے بلکہ بھوک کے خوف سے انہوں نے ایک میجر کی قیادت میں ایک فوج قلعہ محمد شریف پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجنا چاہی، جب فوج روانہ ہونے لگی تو میجر مذکور (اس مہم سے بچنے کے لئے) کبھی چھپ جاتا تھا۔ اور کبھی راستہ سے الگ ہو جاتا تھا۔ جب انگریزوں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اُسوقت فوج بھیجنا ملتوی کر دیا۔ دوسرے دن جنرل کرلفیس کی قیادت میں ایک فوج روانہ کی جنرل مذکور قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اور نصف باغ شاہ بھی اُسکے قبضہ میں آگیا؛ اس جنگ میں ایک افغانی سردار عبدالصمد خاں کپتان اندرس کے ہاتھ سے شہید ہوا اس شکست سے افغانوں کو بڑی غیرت ہوئی اور اُنہوں نے نہایت شجاعت اور مردانگی سے انگریزوں کا مقابلہ کر کے باغ شاہ کا مفتوحہ حصہ واپس لے لیا اور بہت سے انگریز مارے گئے؛

قبیلہ قزلباش کا افغانوں سے اتحاد اور انگریزوں پر خوف کا غلبہ

۸ شعبان کو کابل کا قبیلہ قزلباش افغانوں کے ساتھ ملگیا اور اُس نے قلعہ محمد شریف پر حملہ شروع کیا جس سے انگریز دنپر حد سے زیادہ خوف غالب ہوا۔ اسی اثناء میں انگریزوں کا قائد اعظم بیمار ہو گیا۔ انگریزی حاکم اعلےٰ نے اُس کی جگہ بریک ڈیر شیل ٹاؤن کو مقرر کیا؛ بریک نے بالاحصار کی انگریزی فوج اور شاہ شجاع کے لشکر کو جمع کر کے استکاماۃ کی طرف روانہ ہوا اور بجائے اس کے کہ فوج کو دلیر بناتا اور ان کی ہمت افزائی کرتا اُن سے کہنے لگا "ہم افغانوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اسجگہ مقیم رہینگے تو افغانی ہمارا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بالکل استیصال کر دینگے اس لئے مناسب ہے۔ کہ ہم اس مقام کو چھوڑ دیں۔ اور جلال آباد میں جاکر استحکامات قائم کریں" سردار لشکر نے جواب دیا۔ ہم یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتے۔ بلکہ جب تک ہمارے امکان میں ہے مدافعت کرتے رہینگے کیونکہ اگر ہم نے باہر نکلکر افغانوں سے مقابلہ کیا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم اپنے کو شیروں کے منہ میں دیدیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے اُن کا خوف ہر اس اور بھی بڑھ گیا۔

چند مقامات پر افغانی قبضہ افغانوں نے اس اثنا میں اُن مقامات پر قبضہ کر لیا جو انگریزی چھاؤنی سے مشرق اور مغرب کی طرف بلندی پر واقع تھے اور برج ریکاباش پر بھی قابض ہو گئے اور انگریزوں پر توپوں اور بندوقوں کی گولہ باری شروع کر دی، انگریزی فوج نے مشرقی طرف سے نکلنے کا قصد کیا مگر کپتان بلو راستہ بھول گیا اور دوسری جانب سے نکلا۔ اور یکایک افغانوں نے اُس پر حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ سے کپتان مذکور پر ایسی مصیبت آئی کہ وہ موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا تھا۔ اس حملہ میں انگریزوں کے کثیر التعداد آدمی مارے گئے کولونیل مکرلان اور لفٹنٹ برتھ نے اپنی اپنی فوج لے کر کپتان بلو کی مدد کرنا چاہی۔ لیکن افغانی راستہ میں حائل ہو گئے اور دونوں فوجوں کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔ اس حالت کو دیکھ کر ٹشلٹن میں بھی حمیت پیدا ہوئی اور اُسنے تمام انگریزی فوج کو ایک عام حملہ کا حکم دیا۔ چنانچہ یکبارگی افغانوں پر حملہ کیا گیا۔ لیکن یہ حملہ رد کر دیا گیا۔ پھر دوبارہ کوشش کی گئی مگر اس مرتبہ انگریزی فوج میں سے صرف لفٹنٹ برتھ اور ایک دوسرا شخص بچ سکا۔ انگریز اس فتح و شکست میں قلعہ ریکاباش اور ذوالفقار پر قابض ہو گئے۔ ان دونوں قلعوں میں انھیں ایک معقول مقدار کیھوں کی ہاتھ آئی وہ اس ذخیرہ کو اپنی چھاؤنی میں لیجانا چاہتے تھے کہ یکایک رات کو

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

افغانوں نے ایک حملہ کر دیا اور دونو قلعہ واپس لے لئے؛ اور انگریزوں کو وہاں سے شکست دیکر نکالدیا؛

متعدد معرکے ۱۸ شعبان کو افغانوں کی ایک جماعت نے ایک بلند ٹیلے پر تین توپیں نصب کیں اور وہاں سے انگریزی لشکرگاہ پر گولہ باری شروع کی وزیر مختار شلٹان نے میجر سٹوین کو توپوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ میجر مذکور ایک فوج لے کر نکلا اور جب یہ فوج افغانی پیدل فوج سے بارہ گز کے فاصلہ پر پہنچی تو سخت جنگ شروع ہو گئی اور دن بھر افغانی نہایت استقلال سے ثابت قدم رہے لیکن جب گرمی کی شدّت ہوئی تو افغانی سوار واپس ہو گئے۔ اسلئے ان کی پیدل فوج بھی واپس جانے پر مجبور ہوئی اور انگریز اس ٹیلہ پر قابض ہو گئے، ایک توپ کی گاڑی اُنہوں نے توڑ ڈالی اور دو توپیں اپنے ساتھ لے کر لشکرگاہ میں واپس آئے اس فتح سے انگریزوں کو ایک حد تک خوشی ہوئی اور قریب تھا۔ کہ اُن کی زائل شدہ طاقت اور ہمت عود کرے مگر جنرل سیل جو جلال آباد میں مقیم تھا۔ اُس نے یہ خبر بھیجی کہ وہ موسم سرما گذرنے سے پہلے کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتا۔ اس خبر سے انگریزوں میں مایوسی پھیل گئی۔ مگر زندگی تو لذیذ ترین چیز ہے۔ اسلئے وہ محمد خاں کے مورچہ پر قابض ہونے کی تدابیر سوچنے لگے کیونکہ یہی ایک مانع تھا جسکی وجہ سے بالاحصار سے اُن کے پاس مدد نہیں پہنچ سکتی تھی۔ لیکن جب اسٹورتھ انجنیر نے یہ کہا کہ اب انگریزی فوج مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی"۔ تو رائے بدلگئی اور یہ قرار پایا کہ قریہ بیجارو پر قبضہ کر لینا چاہے۔ جہاں سے وہ اپنے لئے سامان رسد فراہم کر سکتے تھے چنانچہ میجر شٹوین کو بہت سی فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا گیا۔ لیکن افغانی لشکر اس سے پہلے اسپر قابض ہو چکا تھا۔ انگریزوں سے اُسنے نہایت سخت مقابلہ کیا اور کثرت سے انگریزی سپاہی مارے گئے اور شکست کھا کر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

واپس ہوئے اور انکے بہت سے افسر زخمی ہوئے۔

۲۲۔ شعبان کو محمد اکبر خان بامیانی سے کابل آیا۔ اور تمام افغانوں کو ایک امر پر متفق کیا۔ اسی تاریخ کو انگریزوں نے قلعہ بیمادر پر قابض ہونے کی تجویز کی وزیر مختار شلٹان نے فوجکشی کا حکم دیا اور خود وہ اور میجر شٹوین اور میجر کارش فوج لیکر نکلے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ پہنچے جو قلعہ سے بلند تھی، انگریزی فوج کے پاس صرف ایک توپ تھی، اور قلعہ کے اندر صرف چالیس آدمی تھے، شلٹان نے میجر شٹوین اور میجر کارش کو حملہ کرنے کا حکم دیا، وہ دونوں ایک غیر معلوم راستہ پر روانہ ہوئے افغانوں کی طرف سے یکایک اُنپر حملہ ہوا اور اُن کی ایک جماعت ماری گئی۔ اور میجر شٹوین زخمی ہوا۔ جب شلٹان نے یہ مصیبت دیکھی تو اُس نے میجر کارش اور سو مزدوروں کو حکم دیا۔ کہ وہ فوراً ایک جائے پناہ تیار کریں، قبل اس کے کہ اس کام سے فراغت ہوتی دہنزار اہل کابل ایک پہاڑ پر نظر آئے جو ایسے موقع پر تھے کہ آسانی سے اِن کی گولیاں انگریزی فوج تک پہنچتی تھیں، یہ صورت حال دیکھ کر کولونیل اولیور نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو کر قلعہ کی صورت بنجائے اور پیچھے سواروں کی صفیں قائم کیجائیں اور اس ترتیب سے افغانوں پر حملہ کیا جائے، لیکن افغانوں نے اس سے پہلے انگریزی میمنہ پر حملہ کر دیا اور لفٹنٹ واکر کو گھیر لیا اور افغانوں کا بھی ایک سردار زخمی ہوا، اس کے بعد افغانوں نے تین طرف سے حملہ کیا اور انگریزوں کو گھیر لیا اور ایک شدید مقابلہ کیا جس سے انگریزی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ پیچھے کی طرف بھاگی، اور افغانی اُن کی توپ اور ذخیرہ پر قابض ہو گئے، مگر وہ پھر شہر کی طرف واپس ہوئے کیونکہ اُن کا ایک سردار زخمی ہو گیا تھا؛ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ انگریزوں نے یہ فرصت غنیمت سمجھی، اور پہاڑ پر قابض ہو کر توپ اُن سے واپس لے لی اور پیچھے سے افغانوں پر فوج کرنے شروع کر دیئے [illegible]

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

افغانی واپس ہوئے اور نہایت قہر و غضب سے انگریزوں پر ایک شدید حملہ کیا جس سے ان کی جمعیت ——— منتشر ہو گئی اور نہایت انتشار کی حالت میں ایک ایک کر کے بھاگ گئے۔ اور اُن کے ہیڈ کوارٹر تک افغانوں نے اُن کا تعاقب کیا، اور اگر ہیڈ کوارٹر کے گرد استحکامات نہ ہوتے تو افغانی وہاں بھی تعاقب سے باز نہ آتے۔

انگریزوں کی صلح جوئی جب انگریزوں پر زیادہ سختی ہوئی اور مصیبت بڑھ گئی تو اُنہوں نے صلح کی خواہش کی اور انگریزی وزیر مختار نے افغانوں کے پاس ایک قاصد بھیجا تاکہ وہ نرمی سے اُنھیں صلح کی طرف مائل کرے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم صرف ایک شرط پر تمہاری استدعا قبول کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ ہمارے ملک میں ایک انگریز متنفس باقی نہ رہے، اسکے علاوہ اور مطالبات پیش کئے جنہیں انگریزی حاکم قبول نہیں کر سکتا تھا، اور کسی طرح اُنپر راضی نہیں ہو سکتا تھا، چنانچہ افغانی نمائندوں کی مجلس سے یہ کہتا ہوا اُٹھا "قیامت کا دن قریب ہے جب کہ ہم سب جمع ہو جائینگے اور ظالم و مظلوم اور حق و باطل میں تفریق کر دیجائیگی" اس کے بعد متعدد معرکہ ہوئے اور افغانوں نے ۶ رمضان کو قلعہ محمد شریف خان پر قبضہ کر لیا، اب تو انگریز اور زیادہ پریشان ہوئے اور اب بغیر صلح کے کوئی چارہ نہ آیا، اور اُنہوں نے انگریزی اور افغانی معاہدہ کا مسودہ لکھا جسپر وزیر، شیلٹان، ڈینیکل، اور جمیسن نے دستخط کئے۔

۱۱ رمضان کو انگریزی وزیر، کپتان لارنس، ٹرٹر اور مکینزی کی معیت میں ایک مختصر سی جماعت کے ساتھ سیاہ سنگ پہاڑ کی طرف نکلا۔ اور ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں افغانی سردار بھی تھے، وزیر نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس کے ذریعہ سے وہ افغانوں کے دل انی طرف مائل کرنا چاہتا تھا، اُس نے کہا ہم انگریزوں نے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

امیر دوست محمد خاں کا بڑا احترام کیا اور ہر جگہ اُن کی بڑی عزت کی" اسکے بعد صلحنامہ کا مسودہ نکال کر مجلس کے سامنے پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا۔

۱- انگریز قندہار، غزنی، کابل، جلال آباد اور تمام افغانی ممالک کو خالی کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ افغانی ایک بڑے سردار کو بطور ضمانت ہمارے سپرد کریں تاکہ ہم اس ملک سے صحیح وسلامت نکلجائیں، اور انگریزی فوج کے ہندوستان پہنچتے ہی امیر دوست محمد خاں کو واپس کر دیا جائیگا؛

۲- افغانوں کو چاہئے کہ وہ شاہ شجاع کے لئے ایک لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر کریں خواہ افغانستان میں رہے یا اسکے باہر،

۳- انگریزی فوجیں بغیر افغانوں کی رضامندی کے کبھی افغانی حدود میں داخل نہ ہونگی جب مسودہ صلح محمد اکبر خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو جرح وتعدیل کے بعد اُس نے یہ تجویز پیش کی کہ انگریزوں کو چاہئے کہ وہ تمام ملک اور قلعے تین دن کے عرصہ میں خالی کر دیں اور سامان رسد اور دیگر ضروریات کا انتظام افغانوں کیطرف سے ہو جائیگا، انگریزوں نے فوراً بالاحصار سے اپنی فوج منتقل کرنا شروع کی اور انتہائی ذلت اور خواری کے ساتھ قلعے خالی کرنے لگے، محمد اکبر خاں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ اور بہانہ یہ پیش کیا۔ کہ جب تک انگریز کیبارگی تمام قلعوں کو خالی نہ کر دیں۔ اُسوقت تک سامان رسد کا انتظام کرنا میری خواہش کے خلاف ہے؛

۱۸ رمضان کو برفباری ہوئی جس سے انگریزوں کی مصیبت اور زیادہ بڑھ گئی اسلئے وہ غزنی کو خالی کرنے، اور اپنی فوج کو واپس بلانے پر مجبور ہوئے؛

۲۰ رمضان کو انگریزی وزیر نے افغانوں کے ساتھ ایک مجلس منعقد کی تاکہ مسئلہ حاضرہ کے متعلق کوئی فیصلہ کر دیا جائے، افغانوں نے یہ مطالبہ کیا۔ کہ تم اپنے اسلحہ اور سامان حرب کا نصف حصہ ہمارے سپرد کر دو؛ انگریزوں نے مجبوراً اُن کا مطالبہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

منظور کیا۔ بلکہ کپتان کیلی اور کپتان ابری کو بھی اپنے وعدوں کے ایفا کے لئے بطور ضمانت کے اُنکے سپرد کر دیا۔

۲۰ رمضان کو مسٹر اسکنیر جو محمد اکبر خاں کے پاس قید تھا۔ انگریزی وزیر کے پاس آیا۔ اور کہا کہ محمد اکبر خاں ایک نہایت سخت استدعا کرتا ہے، یہ کہہ کر کچھ دیر کیلئے اسکی زبان رک گئی پھر کہا وہ چاہتا ہے کہ تم اور فوج کے بڑے بڑے افسر اُس کے پاس جائیں اور ایک ہی جلسہ میں بالمشافہ تمام معاملات طے ہو جائیں۔ جب اُس نے یہ بات سُنی تو سوائے اطاعت کے کوئی چارہ اُسے نظر نہ آیا! لیکن اُسے افغانوں کی طرف سے دھوکہ دینے کا خوف بھی ہو گیا! اسلئے اُسنے استحکامات کے باہر فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا۔ پھر وہ فوجی افسروں کے ساتھ ایک بلند ٹیلے کیطرف روانہ ہوا اور وہاں جا کر محمد اکبر خاں کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد محمد اکبر خاں افغانی سرداروں کے ساتھ آیا۔ اور وہ انگریزی وزیر کے ساتھ گفتگو کرنے لگا۔ اور اُسکے سردار انگریزی افسروں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے اسکے بعد افغانی سوار متفرق طور پر ایک ایک دو دو کر کے جمع ہونے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد محمد اکبر خاں نے اپنی قوم کو آواز دی کہ ہر ایک اپنے مخاطب کو گرفتار کرلے انگریزی وزیر کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا اور اُسے زمین پر گھسیٹتے ہوئے لیگئے۔ وہ پناہ مانگ رہا تھا اور فریاد کر رہا تھا اور چیخ رہا تھا! پھر اُس کا سر کاٹا گیا۔ اور کابل کی گلیوں میں اُسے گشت دیا گیا اور تردار انگریز کو برسر راہ سولی دیگئی، لیکن اسسٹنٹ ابری جس نے اس واقعہ کی خبر دی تھی اور اپنی تحریر میں انگریزوں کی قلت اور انکے سردار ونکا ضعف عقلی اور اُنکی بزدلی ظاہر کی تھی محی الدین افغانی کے ہاتھ میں گرفتار ہوا، اور محی الدین نے اُسے محمد اکبر خاں کے سامنے حاضر کیا۔ محمد اکبر خاں نے اسکی طرف نہایت غضبناک نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا "اے انگریز وکیا تم ہی کو ہمارے ملک کی طمع تھی، تمہیں اپنے کردار کی سزا مل چکی یا نہیں، لیکن میں تجھے معافی دیتا ہوں مجھے تمہارے قتل کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے" پھر اُسے ملا مومن کی حفاظت میں دیدیا۔

ذلت کی صلح پھر مینجر بانجر نے جو وزیر سر ولیم کی جگہ قائم مقام ہوا تھا۔ دوبارہ

صلح کی سلسلہ جنبانی شروع کی افغانوں نے کہا کہ چند شروط پر صلح ہو سکتی ہے اول یہ کہ تمہاری فوجیں اپنی تمام توپیں ہمارے سپرد کر دیں اور صرف چھ توپیں اپنے پاس رکھیں، دوسرے یہ کہ تمام روپیہ اور سامان وغیرہ جو تمہارے پاس ہے ہمارے سپرد کر دو۔ تیسرے یہ کہ بڑے بڑے انگریز سرداروں کو ان کی اولاد اور بیویوں سمیت ہمارے پاس بطور رہن کے رکھو جو تھے یہ کہ چودہ لاکھ روپیہ میں دوجیسا وزیر مقتول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔

جب اُس نے یہ شرطیں سنیں اور دیکھا کہ یہاں لومڑیوں کی طرح وہ حیلے کام نہیں دیسکتے جیس کی انگریزی قوم عادی ہے، بلکہ یہاں توپوں، بندوقوں اور تلواروں سے مقابلہ ہے۔ تو اُسنے اِن شرائط کو قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں دیکھا۔ اگرچہ وہ اسقدر سخت تھے۔ کہ کوئی آزاد متنفس اُنھیں پسند نہیں کر سکتا تھا، ہاں جنرل الفنسٹون غیرت اور حماست کے زور میں بلی کی طرح پھول گیا لیکن اس کے پھولنے سے انگریزوں کے خون میں کچھ حرارت پیدا نہیں ہوئی، بلکہ تمام افسرانِ فوج نے بالاتفاق کپتان ڈرمنڈ، کپتان وائلن کپتان وائرن اور کپتان ڈب کو ان کی اولاد اور عورتوں کے ساتھ بطریق رہن سپرد کر دیا پھر مجروحین کو ایک افغان کے گھر میں رکھا اور اُن کے علاج کے لئے ایک ڈاکٹر متعین کیا۔ اور افغانوں کو پانچ شاہی توپیں سپرد کر دیں۔

انگریزی فوج کی واپسی ۶ شوال ۱۲۵۸ھ انگریزوں نے کوچ کی تیاریاں کیں اور ۹ توپیں اور بارہ ہزار اونٹ لیکر روانہ ہوئے جن پر مرد، عورتیں، اور بچے سوار تھے، اور ان کے پیچھے پیدل فوج چل رہی تھی، یہاں تک کہ یہ لشکر ایک دریا پر پہنچا جس کا عبور کرنا ضروری تھا اُس دریا پر صرف ایک پل تھا، دریا کے کنارے بہت کیچڑ تھی، وہاں بڑی مصیبت پیش آئی، بہت سے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

وہیں مر گئے۔ اور بڑی مشکل سے لشکر انسے عبور کر سکا۔ کچھ مسافت طے کرنے کے بعد مقام بگران تک پہنچا! مگر افغانوں نے اُنکا پیچھا نہیں چھوڑا بلکہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح اُن کا تعاقب کرتے ہوئے لوٹ مار کرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ ایک اور توپ اُن سے چھین لی اور محمد اکبر خاں کے سامنے پیش کی محمد اکبر خاں نے انگریز و ہنر اور چھ سرداروں کے سپرد کرنے کی شرط لگا لی انگریزوں نے اُسے بھی منظور کیا اور عہد کیا کہ اب وہ نہ ایک بندوق چلائینگے۔ اور نہ کسی افغانی پر ہتھیار اُٹھائینگے، بشرطیکہ وہ کچھ تعرض نہ کریں اور ایذا نہ پہنچائیں، اور سامان خورد و نوش کو نہ لوٹیں! کچھ دیر کے بعد اس ذلت اور خواری کے ساتھ انگریز "بت خاک" تک پہنچے۔

مراجعت اور افغانی حملے ۸ شوال کو افغانوں نے پھر اُنپر گولہ باری شروع کی، میجر شٹوین نے چاہا کہ مدافعت کرے مگر کچھ نہ ہو سکا۔ محمد اکبر خاں نے پھر اُن سے ایک جماعت بطور رہن کے طلب کی انگریزوں نے یہ بھی منظور کیا۔ اور امن کے ساتھ اُس راستہ پر جا پہنچے جو خورد کابل کو جاتا ہے۔ یہ راستہ چند میل طویل ایک گھاٹی ہے، اور وہ راستہ جسکا وہاں پر طے کرنا ضروری ہے ایک پہاڑ کے دامن میں واقعہ ہے اور دوسری طرف سے اسکو ایک دریا گھیرے ہوئے ہے۔ جو اُس پہاڑ سے ساٹھ گز کی بلندی سے گرتا ہے، اور دوسری طرف پہاڑ کی چوٹی واقعہ ہے، اس تنگ موقع پر افغانوں نے اُنھیں جا لیا اور ان کا محاصرہ کر کے ایک توپ چھین لی اور خورد کابل تک پہنچتے پہنچتے اُن کے تین ہزار آدمی مارے گئے، اور تمام ذخیرہ لوٹ لیا گیا۔

۹ شوال ۱۲۵۸ھ کو جبکہ زندے مُردوں پر حسد کرتے تھے انگریزوں کو کوچ کرتے وقت محمد اکبر خاں کی طرف سے یہ خبر ملی کہ اسنے عورتوں، بچوں اور زخمیوں کی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

حفاظت اپنے ذمہ لی ہے، اِس خبر سے اُنھیں کچھ اطمینان ہوگیا؛

دسویں تاریخ کو جبکہ انگریز سفر کی تیاریاں کرتے تھے یکایک افغانی اُنپر ٹوٹ پڑے اور محاصرہ کرکے راستے بند کردیئے اور تلوار سے کام لینا شروع کیا؛ انگریز کچھ حرکت نہیں کرسکتے تھے؛ اور ہندوستانی فوجیں ہتھیار ڈال رہی تھیں اور بھاگنا چاہتی تھیں، مگر بچنے کی کوئی سبیل نہ تھی، اور نہ دائرۂ موت سے خلاصی ممکن تھی، یہ لوگ قہر جبار تک بھی نہ پہنچنے پائے تھے کہ تلوار نے اُن کا استیصال کردیا۔ اور اُن کا تمام مال سامان اور ذخیرہ لوٹ لیا گیا۔ اور انکے پاس صرف ایک توپ رہ گئی، اور ہفت کتل کا گھاٹ مقتولین کی لاشوں سے بھر گیا الحاصل انگریزوں کے کوچ کرنے اور کترسنگ پہنچنے تک صرف باقاعدہ فوج کے بارہ ہزار آدمی مارے گئے، بے قاعدہ جمعیت کا حال تو خدا کو معلوم ہے؛ جس رات وہ کترسنگ پہنچتے ہیں تو اُن کی ایک جماعت اور گرفتار ہوگئی اور جو توپ اُنکے پاس باقی رہ گئی تھی وہ بھی چھن گئی؛

اسکینز کا قتل ۱۱ شوال کو انگریز کترسنگ سے چکدلی کی طرف روانہ ہوئے اور عصر کے وقت وہاں پہنچ گئے، اور وہاں ایک ٹیلے پر فروکش ہوئے اور اُسکے گرد حفاظت کے لئے فوج کی صفیں قائم کیں تاکہ اپنی بہادری کا اظہار کریں اور افغانوں کو خوف دلائیں، افغانی اس سے بہت برہم ہوئے اور بلند مقامات پر چڑھ کر اُنپر توپوں اور بندوقوں کے فیر شروع کئے، پھر محمد اکبر خاں نے اسکینز کو طلب کیا اور اُس سے کہا خیلٹان اور جانسن کو بھی بطور رہن کے تمہیں دینا پڑے گا۔ اثنائے گفتگو میں کسی غیر معلوم طرف سے ایک گولی اسکینز کو آکر لگی اور وہ مر گیا؛

جب انگریزوں نے یہ دیکھا تو اُنھوں نے فوراً جلال آباد کا رُخ کیا افغانی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بھی تلواریں لیکر ہر طرف سے اُن کے پیچھے جھپٹے اسواقعہ میں انگریزی مقتولین کی تعداد واقعۂ خورد کابل سے بھی زیادہ تھی۔

۱۳ شوال کی صبح کو جب افغانوں نے دیکھا کہ اب انگریزی فوج کی تعداد کم رہگئی ہے تو انھیں گھیر لیا بعض کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لیا اور افغانوں کے ہاتھ سے صرف ڈاکٹر بریڈون نے نجات پائی، وہ وہاں سے جلال آباد کی طرف بھاگا اور انگریزوں کو واقعہ کی خبر دی۔

افغانی کیوں لڑے افغانوں نے انگریزوں کے ساتھ یہ سب کچھ شاید اسلئے کیا کہ وہ جانتے تھے کہ حیلہ باز کے حیلوں کی نجاست، اُسکے مکر کا میل، اُس کے دھوکہ بازی کی گندگی کو صرف اُس کا بہتا ہوا خون پاک کر سکتا ہے، اور طمع کرنے والوں کی آنکھوں کو صرف قبر کی مٹی بھر سکتی ہے، اس لئے انہوں نے انگریزوں کا خون بہایا اور اپنے پہاڑوں کی گھاٹیوں میں اُن کے مقتولین کا قبرستان بنا دیا، اور انھیں نقض عہد کی تلخی چکھائی۔

محمد اکبر خاں گرفتار شدہ افسروں، عورتوں، اور بچوں کو لیکر کابل واپس ہوا، یہ کابل کی انگریزی فوج کا انجام تھا، اور یہی حشر غزنی کی فوج کا بھی ہوا بعض بھوک اور جاڑے کی شدت سے مر گئے، بعض افغانوں کی تلوار کا شکار ہوئے۔ اور بعض باقی پکڑے گئے اور مہینوں تک قید رہے، پھر کابل بھیجدیئے گئے، محمد اکبر خاں اُن کے ساتھ نہایت اچھی طرح پیش آیا۔ اور یہ لوگ وہاں میجر ٹیلر کے ساتھ جا ملے، اسواقعہ کے بعد محمد اکبر خاں نے انگریزی افسروں کو اُن کی تلواریں واپس دیں، اور انھیں کچھ روپیہ بھی دیا۔

شاہ شجاع کا قتل پھر اتفاقاً شجاع الدولہ خاں بارکزئی نے شاہ شجاع کو قتل کر دیا جس سے افغانوں کے درمیان نا اتفاقی پیدا ہو گئی، اور مختلف جماعتیں قائم

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہوگئیں؛ اتحاد ٹوٹ گیا؛ اور ملک پر جھگڑے ہونے لگے، سرداروں نے ملک آپس میں تقسیم کر لیا محمد اکبر خاں نے شہر کے باہر فوج کو جمع کیا۔ اور فتح جنگ بن شاہ شجاع اُس سے ملگیا؛

اس اختلاف و فتنوں کے زمانے انگریزوں کی وہ فوج آگئی جو موسم سرما میں قندہار میں استحکامات قائم کئے ہوئے مقیم تھی اور اُسے کچھ مدد بھی ملگئی؛ محمد اکبر خاں کے ساتھ اس فوج کے چند معرکے بھی ہوئے لیکن آخر میں صلح ہوگئی؛ اور انگریزی قیدی چھوڑ دیئے گئے اور جنرل بلوک نے وعدہ کیا کہ وہ امیر دوست محمد خاں اور اسکے خاندان کو افغانستان واپس کر دے گا؛

انگریزی مظالم جب انگریزی فوجوں نے دیکھا کہ افغانوں میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے، اور اُن کا کوئی زبردست مقابل نہیں رہا ہے؛ تو انہوں نے ملک میں ظلم و ستم شروع کر دیا چہار چھتہ کو جو ایک مشہور بازار تھا۔ جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا؛ یہ بازار بادشاہ ہند اورنگ زیب تیموری کے عہد کا تھا؛ اس کی عمارتیں نہایت خوبصورت اور نقش و نگار سے آراستہ تھیں، اس کا طول چھ سو فٹ اور عرض تیس فٹ تھا؛ اس کی دیواروں پر نہایت حسین نقوش اور خوبصورت تصویریں تھیں، اور یہی وہی بازار ہے جس میں افغانوں نے انگریزی وزیر سر ولیم کی لاش لٹکائی تھی؛

استالف کے قصبہ پر بھی انگریزوں نے حملہ کیا۔ اور وہاں کے تمام مردوں، عورتوں، بچوں، اور زخمیوں کو قتل کر ڈالا؛ اسوقت محمد اکبر خاں اور کابل کے باشندے پہاڑوں میں پناہ گزین تھے؛

جب انگریزوں نے اپنے خیال کے مطابق افغانوں سے انتقام لے لیا تو نہایت سرعت کے ساتھ ہندوستان کیطرف واپس ہوئے کہ کہیں افغانوں کی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

طرف سے کوئی اور مصیبت اُنپر نازل نہ ہو جائے؛

الحاصل شاہ شجاع کی طمع حکومت خود اُس کی موت کا باعث ہوئی؛ اور انگریزوں کے افغانستان پر قبضہ کرنے کی حرص اور طمع نے انکی قبریں وہاں بنادیں، افغانوں نے انگریزوں کی عورتوں، بچوں، اور زخمیوں کو حفاظت سے رکھا، اور انگریزوں نے قصبۂ استالب کی عورتوں، بچوں، اور زخمیوں کو قتل کر ڈالا، انگریزوں اور افغانوں کے اس مختلف طرز عمل نے دنیا کے سامنے افغانوں کے اُن شریف اخلاق کو ظاہر کر دیا۔ جو نہ کسی سے حاصل کئے گئے ہیں اور نہ پہاڑوں اور وادیوں کی طویل سکونت نے اُنھیں خراب کیا ہے اور ان رذیل طبائع کو بھی نمایاں کر دیا جنہیں نہ علوم فنون مہذب کر سکے، اور نہ نظام تربیت کا زلال اُنھیں پاک کر سکا۔

امیر دوست محمد خاں اور کنہدل خاں

اس کے بعد انگریزوں نے امیر دوست محمد خاں کو قید سے آزاد کیا اور وہ کابل واپس ہو کر کابل، جلال آباد اور ان کے گرد و نواح پر قابض ہوا، امیر دوست محمد خاں بھائی کنہدل خان نے جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اُس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ شاہ ایران کے پاس پناہ لی تھی، جب یہ سُنا کہ انگریزی فوجوں نے قندہار خالی کر دیا ہے تو اس نے شاہ کی مدد سے ایک فوج تیار کی اور اُسے لے کر قندہار کا رُخ کیا۔ چند معمولی معرکوں کے بعد جو قبیلۂ سدوزئی کے بعض آدمیوں کے ساتھ ہوئے وہ قندہار میں داخل ہو گیا اور اُسکے اطراف پر اُس کا پورا تسلط ہو گیا، کنہدل خاں اور امیر دوست محمد خاں کے درمیان بھی چند لڑائیاں ہوئیں جس میں غلبہ امیر کے حصہ میں تھا؛ امیر نے ہرات کیطرف بھی اپنی فوج روانہ کی لیکن وہ ناکامی کے ساتھ واپس ہوئی؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

رنجیت سنگھ کا پشاور پر حملہ امیر دوست محمد خاں کی امارت کے چند سال بعد رنجیت سنگھ نے اپنی فوجیں لے کر پشاور پر حملہ کر دیا، لڑائی فریقین کے درمیان برابر کی تھی؛ اثنائے جنگ میں جبکہ فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے، انگریزوں نے دیکھا۔ کہ پشاور جو پنجاب کی کنجی ہے۔ اگر افغانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ تو امیر کی سلطنت مستحکم ہو جائیگی؛ اور ہندوستان کی انگریزی سرحد کو بھی اُن کی طرف سے خطرہ رہیگا۔ اسلئے انگریزوں نے بہت جلد افغانوں اور سکھوں کے درمیان صلح کرنے کی کوشش شروع کر دی لیکن اس شرط پر کہ پشاور رنجیت سنگھ کے قبضہ میں رہے انگریزوں نے اس مداخلت سے صرف اپنے ملک ہی کو محفوظ نہیں کیا۔ بلکہ یہ حقیقت میں پشاور پر قبضہ کرنے کی یہ ایک چال تھی، کیونکہ انگریز جانتے تھے کہ سکھوں کی حکومت جس کو رنجیت سنگھ نے قائم کیا ہے نہایت کمزور ہے چنانچہ صلح سے کچھ عرصہ کے بعد انگریزوں کو اس مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور وہ پشاور پر قابض ہو گئے۔

کہندل کی وفات اور باہمی جھگڑے ان واقعات کے بعد کہندل خاں کا انتقال ہو گیا؛ اور اس کے بھائیوں اور بیٹوں میں حکومت حاصل کرنے کے لئے جھگڑے شروع ہوئے جس کی وجہ سے قتل اور خونریزی ہوئی اور شہر میں بدامنی پیدا ہو گئی پھر سب نے اتفاق کیا۔ کہ امیر دوست محمد خاں کو حکم بنایا جائے، امیر موصوف فوج لے کر قندہار کی طرف روانہ ہوئے اور اُسپر قابض ہو گئے؛ اور ہر ایک مدعی حکومت کے لئے ایک ماہوار وظیفہ مقرر کیا، تاکہ اُن کا دہان حرص بند ہو جائے اور اُن کے شر سے افغانی حکومت محفوظ رہے، اسطرح پر امیر دوست محمد خاں کا تسلط افغانستان کے اکثر حصہ پر ہو گیا؛

امیر دوست محمد خاں کا پورے افغانستان پر قبضہ امیر دوست محمد خاں نے اپنے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بیٹے محمد اکرم خاں کو بلخ کی طرف روانہ کیا تھا۔ کیونکہ جب انگریزوں نے افغانستان پر قبضہ کیا تھا۔ تو اُن لوگوں نے افغانوں کی اطاعت چھوڑ دی تھی، اور آزاد ہو گئے تھے محمد اکرم خاں نے اُنھیں پھر مطلع کیا۔ اب اصلی افغانستان کی تمام سرزمین امیر دوست محمد خاں کے قبضہ میں آگئی، اِلّا شہر ہرات جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اُسپر کامران قابض ہو گیا تھا، کامران وہ بہادر شخص تھا جس نے باوجود فوجکی کمی اور قلتِ سامان کے بیس مہینہ تک نہایت عزم و ثبات سے ایرانیوں کا مقابلہ کیا تھا، لیکن بعد میں بوالہوسی اور شہوت پرستی اُسپر غالب ہو گئی مسکرات کا کثرت سے استعمال شروع کیا۔ یہانتک کہ لوگ اُس سے منتفر ہو گئے، اور اسکا وزیر یار محمد خاں بامی زئی اسپر ایسا حاوی ہو گیا۔ کہ جو چاہتا تھا کرتا تھا۔ آخر ایک روز شہر سے باہر ایک گاؤں میں یار محمد نے کامران کا گلا گھونٹ دیا اور خود ہرات کا مالک بن بیٹھا، کامران کی موت سے خاندان سدوزئی کے حاکمانہ تسلط کا افغانستان سے خاتمہ ہو گیا، اور احمد شاہ سدوزئی نے اپنی شجاعت، تدابیر، عدالت، اور سادہ زندگی سے جو ایک وسیع اور آزاد سلطنت قائم کی تھی اُسے اُس کے بیٹوں، اور پوتوں نے بزدلی، حماقت، ظلم، خواہش پرستی کے نذر کر دیا۔

ہرات شاہ ایران کی حمایت میں وزیر یار محمد خاں جو ہرات کا حاکم ہو گیا تھا شاہ ایران کے ساتھ سلسلہ مراسلت جاری رکھتا تھا، اور اپنے ملک میں اُسے افغان سے محفوظ رکھنے کے لئے شاہ کی حمایت میں داخل ہو گیا تھا۔ اسکی موت کے بعد اُس کا بیٹا سید محمد خان شاہ کی حمایت سے اُس کی جگہ بیٹھا لیکن یہ جانشین کم عقل، سنگدل، اور ظالم تھا، رعایا کے دلوں میں اُس کی طرف سے انتہائی غصہ پیدا ہوا اور وہ باغی ہو گئی، اور اُنہوں نے شاہزادہ یوسف سدوزئی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کو طلب کیا جو اُسوقت شہر مشہد میں تھا، اور اُنہوں نے شاہ ایران سے استدعا کی کہ اُسے فوج کے ساتھ بھیجدیا جائے شاہ نے یہ استدعا منظور کی اور وہ شہر ہرات میں ایرانی فوج کو لئے ہوئے بغیر روک ٹوک کے داخل ہوگیا۔ اور سعید محمد خاں کو قتل کردیا؛

ہرات پر ایرانی قبضہ اور انگریزی مداخلت

اسکے بعد ہرات میں کچھ فتنے برپا ہوئے، جس کی وجہ سے ناصرالدین شاہ کو ہرات پر قبضہ کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آیا؛ چنانچہ اُسنے ۱۲۷۶ھ میں ایک جرار فوج سلطان مرزا کی قیادت میں وہاں بھیجی، چندون کے محاصرے کے بعد شہر فتح ہوگیا۔ اور صوبہ ہرات ایران کے قبضہ میں آگیا، انگریز اس سے نہایت برہم ہوئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ شہر ہندوستان کی کنجی اور اُس کا دروازہ ہے، فوراً انہوں نے اپنے جہازات خلیج فارس کی طرف روانہ کئے اور بندر بوشہر، جزیرۂ خارق، اور محمرہ پر قبضہ کرلیا اس فوجکشی کا مقصد یہ تھا، کہ آنے والے خطرہ سے حفاظت کیجائے اور ہندوستان کی اُس بغاوت (غدر ۵۷ء) کو فرو کیا جائے۔ جو اسوقت پیدا ہوگئی تھی۔ جب سے کہ ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ایرانی فوجیں افغانستان کی طرف بڑھ رہی ہیں، اسواقعہ کے ایک سال بعد فریقین میں صلح ہوگئی اور انگریزوں نے ایرانی شہروں کو چھوڑ دیا؛ لیکن شرط یہ لگائی کہ ہرات سے شاہ اپنی فوجیں واپس بُلالے اور وہاں ایک افغانی حاکم مقرر کرے۔ چنانچہ شاہ نے اس کے مطابق امیر کے عم زاد بیٹے اور داماد سلطان احمد خاں کو والی ہرات مقرر کیا، مگر اس شرط پر کہ سکہ اور خطبہ شاہ کے نام پر رہے؛

باوجود اس کے انگریزوں کا خوف زائل نہیں ہوا اور چند سال بعد اُنہوں نے امیر دوست محمد خاں کو ہرات پر قبضہ کرنے کے لئے ورغلایا اور عہد کیا کہ امیر اور

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اس کے جانشینوں کو ایک سالانہ رقم انگریزوں کی طرف سے دیجائیگی جو فوج کو درست کرنے، اور قلعوں کو مضبوط کرنے کے لئے کافی ہوگی اور یہ اس غرض سے کہ افغانستان کی امارت ایشیائی وسطی میں روس اور ہندوستان کے درمیان ایک مضبوط قلعہ کا کام دے۔

امیر دوست محمد خاں کا ہرات پر حملہ اور ان کی وفات

امیر ایک فوج مرتب کرکے ہرات کی طرف روانہ ہوا اور بہت روز تک اسکا محاصرہ کئے رہا فریقین کبھی مدافعانہ اور کبھی جارحانہ لڑائیاں لڑتے تھے، اس اثنا میں قلعہ کے اندر سلطان احمد خاں کا انتقال ہوگیا، اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد امیر دوست محمد خان نے اپنی لشکر گاہ میں انتقال کیا پھر محاصرہ کرنے والی فوج کے افسروں نے حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ متعدد حملوں کے بعد ۱۲۷۳ھ میں ہرات فتح ہوگیا۔

امیر دوست محمد خاں عقلمند اور سیاسی تھا، ظلم سے اُسے طبعی نفرت تھی اُسنے اپنے بہترین طرز عمل سے اپنے تمام بھائیوں کے دل اپنی طرف مائل کرلیئے تھے، اور وہ سب اُس کے مطیع رہے، حالانکہ بعض اُن میں امیر سے بلحاظ عمر کے بڑے بھی تھے، امیر مرحوم نے اپنی حکمت اور تدبیر سے سلطنت کو اچھی طرح قائم رکھا۔ امیر کے متعدد لڑکے تھے جن میں سب سے ہوشیار اور صاحب تدبیر محمد اکبر خاں جس نے افغانستان کو انگریزوں کے پنجۂ طمع سے چھڑایا تھا ولیعہد سلطنت تھا، مگر چونکہ باپ کی حیات ہی میں اس کا انتقال ہوچکا تھا۔ اسلئے اُس کا حقیقی بھائی شیر علیخاں ولیعہد قرار پایا تھا،

امیر دوست محمد خاں نے محمد اکبر خاں کے حقوق کا بہت کچھ لحاظ کیا تھا کیونکہ خصوصاً امرپا اور عموماً تمام افغانستان پر اُس کا بڑا احسان ہے، اسی وجہ سے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

امیر نے اُسکے حقیقی بھائی کو ولیعہد مقرر کیا تھا، لیکن امیر مرحوم نے عام لوگوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا تھا، اور اُن مفاسد اور فتق کا کچھ خیال نہیں کیا جو اس سے پیدا ہونے والے تھے، کیونکہ شیر علی خاں کے بعض بھائی عمر میں بڑے تھے، اور اُس کی اطاعت کرنا پسند نہیں کرتے تھے، اسلئے اُنہوں نے ملک میں فتنہ وفساد شروع کیا جس کا نتیجہ قتل، خونریزی، اور لوٹ مار کے سوا کیا ہو سکتا ہے،

امیر مرحوم کی ایک غلطی یہ بھی تھی کہ اس نے افغانستان کے ہر صوبہ پر ایک بیٹا والی بنایا تھا، چونکہ افغانستان قانونی ملک نہیں ہے، اسلئے گویا امیر نے اپنے بیٹوں کو حاکم بنا کر خود فتنہ وفساد کا بیج بویا تھا،

شیر علی خاں ولیعہد اور اُسکے بھائیوں میں مفارقت

جب امیر کا محاصرہ ہرات کے وقت انتقال ہو گیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں تو اسوقت فوج میں اسکے بیٹے شیر علیخاں (ولیعہد) محمد اعظم خاں، اور محمد اسلم خاں موجود تھے۔ شیر علیخاں کا ایک خائن وزیر محمد رفیق تھا جو خاندان غلجی سے نسبت رکھتا تھا اس نے امیر کو مشورہ دیا کہ تمام بھائیوں کو گرفتار کر لیا جائے۔ کیونکہ جب تک یہ لوگ افغانی صوبوں پر آزادانہ حکومت کرینگے اسوقت تک تمہاری سلطنت مستحکم نہیں ہو سکتی۔ خاصکر جب کہ اُن میں بعض تم سے بڑے بھی ہیں"۔ اس تجویز کی خبر اُن بھائیوں کو بھی ہو گئی جو فوج میں موجود تھے، وہ رات ہی کو وہاں سے بھاگ گئے اور ہر ایک اُن صوبوں میں پہنچ گیا۔ یہاں وہ اپنے باپ کے زمانہ میں والی تھا،

جب شیر علیخاں کو اُن کے بھاگنے کی خبر ہوئی تو اُسنے شہر ہرات کے انتظامات شروع کئے اور اپنے بیٹے محمد یعقوب خاں کو اسپہ سالار مقرر کیا اور سیدھی بلخ کی راہ لی اور راستہ میں ان ملکوں کے ساتھ کچھ تعرض نہیں کیا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

جنہیں اُس کے وہ بھائی قابض ہو گئے تھے جو فوج سے بھاگے تھے۔ اور نہ اپنے بھائیوں پر ناراضی اور غصہ کا اظہار کیا۔ جس سے مقصود یہ تھا۔ کہ اپنے بڑے بھائی محمد افضل خاں کو دھوکہ دیکر گرفتار کر لیا جائے۔ وہ لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اور بمقابلہ اور بھائیوں کے اس کی فوجی طاقت بھی زیادہ تھی؛ جب شیر علیخاں حدود بلخ تک پہنچا۔ تو محمد افضل خاں کو اس مضمون کا خط لکھا؛ تم بڑے بھائی ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ اصلاح ملک اور رفع فساد میں کوشش کرو؛ اور تمام بھائیوں میں اتفاق پیدا کرو۔ اور میں عہد کرتا ہوں کہ تمہارے احکام کی ہرگز مخالفت نہ کروں گا؛ اور نہ تمہاری نصیحتوں کے خلاف کوئی کام کروں گا، اور کبھی تمہارے حلقۂ اطاعت سے خارج نہ ہوں گا"

محمد افضل خاں کی گرفتاری اور صوبہ بلخ پر شیر علی خاں کا قبضہ

جب محمد افضل خاں نے خط کا مضمون پڑھا۔ تو وہ دھوکہ کھا گیا۔ اور خود اُسکے پاس چلا گیا؛ جب شیر علیخاں کو اسپر قابو حاصل ہوا تو اُسے گرفتار کر لیا؛ اور اُس کا بھائی عبدالرحمن خاں بخارا کی طرف چلدیا؛ اب صوبہ بلخ شیر علیخاں کے قبضہ میں آگیا۔ اور اسپر اپنے ایک بھائی فیض محمد خاں کو والی بنا کر خود کابل کی طرف واپس ہوا؛

پھر اُس نے ایک فوج مرتب کی اور اپنے وزیر محمد رفیق کی قیادت میں اُسے کرم کی طرف محمد اعظم خاں سے لڑنے کے لئے روانہ کیا؛ پہلی ہی جنگ میں محمد افضل کے حقیقی بھائی محمد اعظم کو شکست ہوئی۔ اور ہندوستان کی طرف فرار ہو گیا؛

جب اِن دونوں سے فارغ ہوا تو اپنے بیٹے ابراہیم خان کو جو ایک ضعیف الرائے شخص تھا حاکم کابل مقرر کیا۔ اور خود قندہار روانہ ہوا تا کہ اپنے بھائی محمد امین

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

خاں کو گرفتار کرے جب قلات غلجئی تک پہنچا۔ تو اُسکا بھائی فوج لے کر مقابل ہوا، جس میں اُس کا بیٹا محمد علی اور محمد امین مذکور مارا گیا؛

شیر علیخاں پر وسوسوں کا غلبہ

ان واقعات کے بعد شیر علیخاں کے دلپر وسوسوں کا ہجوم ہوا؛ اور غم و تفکرات اُسپر غالب ہوئے، اور اُس نے اشغال حکومت اور ادارت فوج کو چھوڑ کر قندہار میں گوشہ نشینی اختیار کی؛

عبدالرحمن کی پیشقدمی اور بلخ و کابل پر قبضہ۔

جب عبدالرحمن خاں کو شیر علیخاں کی حالت اور اُسکی گوشہ نشینی کا علم ہوا۔ تو وہ بخارا سے بلخ کی طرف روانہ ہوئے اور چند جزئی لڑائیوں کے بعد بلخ کے صوبہ پر قبضہ کر لیا، فیض محمد خاں نے اس مہم میں ان کی مدد کی تھی؛ محمد اعظم خاں مذکور جس نے انگریزوں کی بدسلوکی کی وجہ سے ہندوستان چھوڑ دیا تھا؛ عبدالرحمن خاں کے ساتھ بلخ میں جا ملا۔ اور دونوں نے وہاں ایک بڑی طاقت پیدا کر کے ایک جرار فوج مرتب کی؛ اور شہر کابل پر حملہ کر دیا؛ کابل پہنچنے سے پہلے شیر علیخاں کے بیٹے ابراہیم خاں سے مقام باجے گاہ میں ان کا مقابلہ ہوا جس میں ابراہیم خاں کو شکست ہوئی اور اس نے خوف اور بزدلی کے مارے کابل بھی چھوڑ دیا۔ اور قندہار کی طرف بھاگ نکلا؛ اسوقت امیر شیر علیخاں کا وزیر محمد رفیق خاں کابل میں تھا، وہ شہر سے باہر نکلا۔ اور اُس نے نہایت خندہ پیشانی سے دونوں کا خیر مقدم کیا؛ فاتح فوج کابل میں نہایت امن و سکون کے ساتھ خوشی خوشی داخل ہوئی پھر ایک چھوٹی سی فوج جلال آباد فتح کرنے کے لئے بھیجی گئی۔ اور وہ اُس پر قابض ہو گئی؛

شیر علیخاں کو شکست اور محمد افضل خان کی امارت

جب مصیبت بڑھی اور معاملات نے زیادہ اہمیت اختیار کی تو شیر علیخاں خواب غفلت سے بیدار ہوا؛ اور غم و حزن کی غشی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اس سے دُور ہوئی، اور اُس نے ایک فوج تیار کر کے کابل کی طرف روانہ کی۔ جب غزنی سے گذرا تو محمد اعظم خاں اور عبدالرحمٰن خاں ایک جرار فوج لے کر شیخ آباد میں اس سے مقابل ہوئے؛ اور فریقین میں جنگ شروع ہوئی، شیر علیخاں شکست کھا کر قندہار کی طرف پسپا ہوا، اور محمد اعظم خاں شہر غزنی میں داخل ہوا، اور اپنے بھائی محمد افضل کو جو وہاں قید تھا رہا کیا؛ اور اُس نے اور تمام فوج نے اپنا امیر تسلیم کر کے شاہی سلام کیا؛

جب یہ فتح مکمل ہوئی اور سب کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ تو محمد اعظم نے دیکھا کہ محمد رفیق فتنہ برپا کرنے اور افغانی توانین اور سرداروں میں نااتفاقی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے، تو اُسکی سابقہ اور جدید فتنہ پردازی اور اپنے قدیم آقا کے ساتھ خیانت کرنے کی سزا میں اُسے پھانسی دیدی؛

شیر علیخان بلخ کی طرف سے حملہ کرتا ہے

پھر محمد اعظم خاں فوج جمع کر کے قندہار پر حملہ آور ہوا۔ اور قلات غلزی میں امیر شیر علیخاں کے ساتھ مقابلہ ہوا دونوں لشکر خوب لڑے، شیر علیخاں نے بھی اس واقعہ میں خوب جوانمردی کے جوہر دکھائے، مگر اسکی قوت قلب کی وجہ سے وہ فوج ثابت قدم نہ رہ سکی جس پر پے در پے شکستوں کی وجہ سے خوف اور بزدلی غالب ہو گئی تھی۔ چنانچہ اُسے مجبوراً قندہار چھوڑ کر ہرات جانا پڑا؛ چند مہینوں کے بعد سواروں کی ایک جماعت لے کر بلخ کی طرف روانہ ہوا اور ازبک اور افغانی سپاہیوں کی ایک بڑی فوج مرتب کی اور کوہستان کے سخت راستوں سے کابل پر حملہ آور ہوا۔ فیض محمد خاں اُسکے ساتھ تھا؛ عبدالرحمٰن خاں مقام بنج شیر میں اسکے ساتھ مقابل ہوئے، فریقین میں جنگ ہوئی، فیض محمد خاں مارا گیا؛

فیض محمد خاں کی مخالفت، اور موافقت، اتفاق اور نفاق ہی اُس کی موت کا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

باعث ہوئے، شیر علی خاں شکست کھاکر پسپا ہوا اور پہاڑ و نپرانپی توپیں چھوڑ آیا، اور فوراً وہاں سے بلخ اور بلخ سے ہرات کی طرف چلدیا، کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ عبدالرحمن خاں ضرور اُس کا تعاقب کرینگے!

محمد افضل خاں کا انتقال اور محمد اعظم خاں کی امارت۔

اسواقعہ کے بعد ہی محمد افضل خاں کا کابل میں انتقال ہوگیا، محمد افضل خاں علم دوست شخص تھا علما کی عزت کرتا تھا، ظلم اور تعدی سے اُسے نفرت تھی، اُسکے بعد اُس کا بھائی محمد اعظم خاں جانشین ہوا، جب وہ تخت امارت پر فائز ہوا تو اپنے مرحوم بھائی کے لڑکے عبدالرحمن خاں کو بلخ کا والی مقرر کیا، اور محمد اسمٰعیل خاں ابن محمد امین کو اُن کی مدد کے لئے ساتھ کردیا تاکہ ازبک اور افغانوں کے درمیان جو فتنے وہاں پر ہیں اُنھیں فرو کرسکیں، اور اپنے بیٹے محمد سرور خاں کو والی قندہار اور دوسرے بیٹے عبدالعزیز خاں کو جس کی عمر ۱۶ سال کی تھی وہاں کی فوج کا افسر مقرر کیا، اس نوجوان سردار نے غرور اور نام آوری کی بنا پر باپ کو خبر کئے بغیر فوج جمع کرکے ہرات پر حملہ کردیا، قریہ کرشک نک پر لشکر پہنچے پایا تھا کہ امیر شیر علیخان کا بیٹا محمد یعقوب خاں مقابلہ کرنے کے لئے نکلا، نوجوان سردار نے یکبارگی دوسو پیادوں کے ساتھ دشمن کے قلب لشکر پر حملہ کردیا۔ اور ایک توپ پر قبضہ کرکے اُسپر بیٹھ گیا، اور توپچیوں کو قتل کرڈالا جب محمد یعقوب خاں کی فوج نے دیکھا کہ عبدالعزیز خاں کے پاس مدد نہیں آئی تو اُنھوں نے اُسے گھیر کر قید کرلیا، اور اُسکی فوج منتشر ہوکر بھاگ گئی جیساکہ عام اہل مشرق کا قاعدہ ہے۔ کہ جب اُن کا سردار نہیں رہتا تو وہ اسی طرح پراگندہ ہوجاتے ہیں!

محمد یعقوب خاں کا ہرات پر قبضہ محمد اعظم خاں اور شیر علیخان میں جنگ

پھر محمد یعقوب خاں نے ہرات پر یورش کی اور اُسپر قابض ہوگیا، کیونکہ وہاں مدافعت

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کرنے کے لیئے کوئی بھی نہیں تھا؛ اس غلبے سے شیر علی خاں کا دل مضبوط ہوگیا اور اس میں پھر عزم اور ارادہ کی روح پیدا ہوئی، اور اُس نے جمشیدی اور فیروز کوہی قبائل سے ایک پیدل فوج مرتب کی اور اپنے بیٹے کے ساتھ کابل کی طرف روانہ ہوا، غزنی سے چھ فرسخ فاصلہ پر محمد اعظم خاں سے وادی مکر میں مقابلہ ہوگیا؛ دونوں فوجوں نے استحکامات بنائے اور خندقیں کھودیں، جب محمد اعظم خاں نے شیر علیخاں کے حملہ کی خبر سُنی، تو اُسنے بلخ سے اسمٰعیل خاں خائن کو طلب کیا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ شیر علیخاں کا سخت ترین دشمن ہے اس لیئے کہ شیر علی نے اُسکے باپ کو قتل کیا ہے۔ اور اس کی بہت کچھ تذلیل اور توہین کی ہے، اسمٰعیل خاں بلخ سے فوج لیکر آیا اور کوہستان میں ٹھیرا رہا۔ یہاں تک کہ فریقین مقام مکر میں مقابل ہوئے، اور اُسنے کابل پر حملہ کرکے اُسے فتح کرلیا، اور اُس میں شیر علیخاں کی امانت کا اعلان کردیا۔ اور یہ سب کچھ اُس نے اس خیال سے کیا کہ وہ اپنے باپ کی جگہ قندہار کا والی مقرر کردیا جائے؛

جب محمد اعظم خاں کی فوج میں اس واقعہ کی خبر ملی تو فوج پر مایوسی غالب ہوگئی اُن کا وہ جوش باقی نہیں رہا، ان کا اتفاق جاتا رہا، خیالات مختلف ہو گئے، کیونکہ اُنہوں نے دیکھا کہ وہ دو فوجوں کے درمیان محصور ہو گئے ہیں اور سامان خوراک اُن کے پاس کسی طرف سے نہیں پہنچ سکتا، محمد اعظم خاں نے جب دیکھا کہ اُس کی فوج پر بزدلی اور خوف غالب ہوگیا ہے، اور اُس کا تمام جوش سرد ہوچکا ہے اعتماد کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ خصوصاً جبکہ اُسنے جمشیدی سواروں کی جرأت اور اطراف لشکر پر اُنکے پے در پے حملے دیکھے۔ تو اُس کی ہمت اور بھی ٹوٹ گئی، چنانچہ وہ بلخ کی طرف چلا گیا۔ اور وہاں اپنے بھتیجے عبدالرحمٰن سے جاملا؛ اور شیر علیخاں شہر کابل میں ایک عرصہ کے بعد پھر داخل

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہوا، اہل کابل نے نہایت خوشی اور عزت سے اُس کا خیر مقدم کیا، کیونکہ وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے نہایت محبوب تھا، ظلم سے اُسے طبعی نفرت تھی؛

محمد اعظم خاں اور عبدالرحمٰن خاں کی شیر علیخاں سے جنگ اور فیصل کن شکست

پھر محمد اعظم خاں اور عبدالرحمٰن خاں نے ازبک اور افغانوں سے ایک فوج مرتب کرنے میں بڑی کوشش شروع کی، اور ہزارہ کے راستے سے غزنی پہنچے، شیر علیخاں ان کے مقابلہ کے لئے نکلا، اور سخت معرکوں کے بعد محمد اعظم خاں اور عبدالرحمٰن کی فوج نے شکست کھائی، اور دونوں مشہد کی طرف چل نکلے جو ایران میں واقع ہے؛ اس شہر میں عبدالرحمٰن خاں اپنے چچا سے علیحدہ ہو گئے اور بخارا کی طرف روانہ ہوئے اور شہر سمرقند میں اقامت اختیار کی چنانچہ آجکل وہ وہیں ہیں؛ [مصنف کتاب نے اصل کتاب لکھتے وقت یہ نوٹ لکھا ہے]

محمد اعظم خاں کی وفات

محمد اعظم خاں نے نیشاپور میں انتقال کیا۔ جبکہ وہ طہران جا رہا تھا؛ محمد اعظم خاں عاقل، مدبر اور انصاف پسند تھا، مگر ضروریات اور حوادث نے اُسے ظلم کرنے پر مجبور کر دیا تھا، اُس نے اپنے نوجوان بیٹے کو قندھار کی فوج کا افسر مقرر کیا جو حقیقت میں اس کی ناکامی اور زوالِ ملک کا باعث ہوا، مگر اسکی وجہ یہ تھی کہ اُسے افغانی خوانین اور سرداروں پر اعتماد نہ تھا، کیونکہ سوء اخلاق اُن کی طبیعتوں میں راسخ ہو چکا تھا؛ یہانتک کہ وہ خیانت کو بُری بات خیال نہیں کرتے تھے؛ اُنھیں کسی بات میں عار نہ تھا؛ ان خوانین میں بہت سے ایسے تھے جو بیس مرتبہ سے زائد ایک فریق کے ساتھ شامل ہوئے۔ اور پھر علیحدہ ہو کر دوسرے سے جا ملے؛

محمد اعظم خاں صوفیانہ خیالات رکھتا تھا اور وحدت وجود کا قائل تھا؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

جب ۱۲۸۵ھ میں امیر شیر علی خاں کا بظاہر کوئی مخالف باقی نہ رہا۔ اور اُس کی سلطنت مستحکم ہوگئی، تو انگریزی حکومت کی استدعا کی بنا پر وہ شہر انبالہ میں گیا اور انگریزوں نے اپنے اُس پرانے جھوٹے عہد نامہ کی تائید کی جو دوست محمد خاں کے ساتھ کیا تھا۔ اور بہت سے وعدے کئے جو حقیقت میں دھوکہ اور فریب کے سوا کچھ نہ تھے؛

جب امیر انبالہ سے واپس آیا تو اس نے اسمٰعیل خاں خائن کو ہندوستان کی طرف نکالدیا؛ پھر اپنے بیٹے یعقوب خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا اور اُسکے بھائی عبداللہ خاں کو ولیعہد بنایا۔ حالانکہ وہ عمر میں کم تھا؛ مگر اس کی ماں کی محبت کی وجہ سے ایسا کیا گیا؛ بیشک وہ خواہش نفسانی بھی کسقدر بُری چیز ہے جو انسان کو اندھا بنادے اور عقول کو جادہ ہدایت سے منحرف کردے؛

اسکے بعد محمد یعقوب خاں ہرات کی طرف چلا گیا؛ اور بغاوت شروع کی لیکن اس کا سلسلہ بغاوت کچھ زیادہ دنوں تک نہیں رہا؛ حالانکہ اُس نے امیر کی فوج پر فتح پائی تھی۔ لیکن جب امیر نے اُسکو بُلایا تو وہ فوراً کابل چلا گیا۔ اور بجائے اس کے کہ امیر (مصلحتاً) اُس کے ساتھ احسان کرتا اُسے قید میں ڈالدیا، مگر پھر بھی امیر کی امید پوری نہیں ہوئی کیونکہ جدید ولیعہد کا انتقال ہوگیا؛

۱۸۹۵ء میں جب روسی سفارت امیر کے پاس آئی تو انگریزوں کو اس کے متعلق شکوک اور اوہام پیدا ہوئے اور اُنہوں نے ایک سفارت جس میں متعدد مہندسین اور ایک توپ سوار تھے امیر کے پاس روانہ کی مگر امیر نے اُس سفارت کو آنے سے روکدیا۔ کیونکہ انگریزوں نے بلاسبب کئی سال سے اُس رقم کا دینا بند کردیا تھا جو حسب معاہدہ ہر مہینہ امیر کو دینا چاہیئے تھی؛ انگریز سفارت کے روکنے سے بہت برہم ہوئے۔ اور اُنہوں نے افغانستان کی طرف محض ظلم

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور ناانصافی سے اپنی فوجیں روانہ کیں؛

فصل چہارم

افغانستان کی مختلف قومیں اور اُنکے اخلاق، عادات، اور مذہب

اور افغانستان کا طرزِ حکومت

افغانی خصوصیات ملک افغانستان کا غالب عنصر اور اُسکی اکثر آبادی افغانی قوم کی ہے، اور ان لوگوں کا مستقر ملک کا جنوبی و شرقی گوشہ ہے، کینہ، عداوت، اور انتقام کا شوق، ادنےٰ اسبب پر خصومت اور نزاع پیدا کرنا؛ یہ اس قوم کے خاص اوصاف ہیں؛ اُن کی ظاہری صورت سے اُن کے اخلاق کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ ہر وقت اُن کی تیوری چڑھی رہتی ہے؛ خندہ پیشانی اُن میں بہت کم ہوتی ہے، تاہم اُنکے بعض معاملات میں بردباری اور سنجیدگی پائی جاتی ہے، اُن کی زبان کی خشونت، اور اُن کی آوازوں کا ثقل بھی انہی خصوصیات پر دلالت کرتا ہے۔ ڈاکہ ڈالنے اور فتنے برپا کرنے اور لوٹ مار کی طرف اُن کا میلان زیادہ ہے؛

نظام حربی چونکہ افغانوں کی طبائع میں شجاعت، اقدام، اور جنگجوئی فطری طور پر پائی جاتی ہے، اسلئے صدیوں سے فطرت نے اُن میں ایک خاص فوجی نظام پیدا کر دیا ہے جو موجودہ زمانے کے اصول حرب سے بہت زیادہ قریب ہے، وہ لڑائی میں نہایت باقاعدہ صفوف قائم کرتے ہیں، اور بڑے رتبہ والے سرداروں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کو اُن پر افسر مقرر کرتے ہیں، فوج کشی کے وقت افسر فوج کے آگے قیادت کرتے ہوئے چلتے ہیں، اور جب جنگ شروع ہو جاتی ہے تو افسر پیچھے ہٹجاتے ہیں اور فوج آگے بڑھتی ہے، اور جنگ میں مصروف ہو جاتی، اور افسر فوج کو حرکت دینے روکنے، آگے بڑھانے، پیچھے ہٹانے، داہنے بائیں طرف کرنے اور اسی قسم کی اور حرکات عسکری کے متعلق احکام صادر کرتے ہیں۔

اُن کی ایک عادت یہ بھی ہے۔ اگر کوئی فوجی میدانِ جنگ سے بھاگ جائے تو اُسکے متعلق سزائے موت کا حکم دیتے ہیں، چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ اصفہان میں پیش آیا تھا، ایک افسر نے ایک سپاہی کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا۔ تو اُسے قتل کرنے کا ارادہ کیا، سپاہی نے اپنا داہنا ہاتھ دکھایا جو لڑائی میں کٹ گیا تھا تاکہ وہ قانونی سزا سے خلاصی پائے افسر نے اسے قتل نہیں کیا۔ مگر خوب لعنت ملامت کی، افسر اُسکے بھاگنے اور پیچھے ہٹنے کو پسند نہیں کیا۔ اور اُسے یہ کہکر فوج میں واپس کیا "اے مخنث کیا تیرا بایاں ہاتھ موجود نہ تھا، اگر وہ بھی کٹ جاتا۔ تو تیرے پاس دانت تو تھے جن سے تو دشمنوں کا گوشت کاٹ سکتا تھا، اب جا اور دشمنوں سے اُسوقت تک جنگ کر جب تک کہ تیری زندگی کا آخری دقیقہ باقی رہے"۔

افسروں کے فرائض میں علاوہ ترتیب و تنظیم لشکر کے ایک یہ کام بھی ہے۔ کہ وہ اپنے مقتولین کی لاشوں کو تلاش کر کے دفن کرتے رہتے ہیں تاکہ دشمن لاشوں کی اہانت نہ کریں، بخلاف اسکے اگر کوئی شخص حالت فرار میں مارا جاتا ہے۔ تو وہ اُسے دفن کرنا جائز نہیں رکھتے۔

افغانی فوج اپنے رؤسا کی اسدرجہ مطیع و منقاد ہوتی ہے جس کی مثال کسی متمدن ملک کی شاہی فوج میں بھی نظر نہیں آتی، یہاں تک کہ اگر وہ جنگل

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

میں بالکل متفرق اور منتشر ہو جائے اور ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہو جائے اور اسوقت اگر کسی رئیس یا افسر کی طرف سے وہ بلائیں جائیں تو فوراً مقررہ مقام پر جمع ہو جائینگے اور اسوقت اگر انھیں انتہائی فاقہ کشی کے بعد کھانا ملے تو اسے بھی چھوڑ دینگے۔ چنانچہ اس حسن اطاعت کی بنا پر اگر وہ کسی شہر کو فتح کریں۔ اور ان کے سردار یہ حکم دیں کہ شہر والوں سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ تو ان سے اک ذرا سی بھی ایسی حرکت صادر نہ ہو گی۔ جو امن عام میں خلل انداز واقع ہو، یہاں تک کہ اگر ان کے پاس سے عورتیں سونے کے تاج پہنے ہوئے گذریں تو بھی ان کی طرف کچھ التفات نہ کرینگے؛

جس روز اشرف علی اصفہان میں کرسی سلطنت پر بیٹھا تو افغانوں کی دو جماعتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا؛ اور مخالفت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ فتنہ و فساد کے خوف سے شہر والوں نے اپنی دوکانیں بند کر دیں؛ مگر اشرف کی طرف سے دوکان والوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنی دوکانیں کھولدیں اور جس کو کچھ نقصان پہنچے گا۔ میں اس کا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں؛ اس اختلاف کی وجہ سے شہر میں کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی، لیکن لڑنے والوں کیطرف سے رعایا کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا؛

نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں افغانوں کو کمال حاصل ہے، گھوڑے کی سواری میں بھی وہ نہایت مشاق ہیں، پچھلے زمانہ میں بندوق چلانے میں بھی انہوں نے کامل مہارت حاصل کر لی ہے؛ دوست محمد خاں کے عہد سے انہوں نے فوج کو جدید اصول پر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ترتیب دینا شروع کیا ہے؛ اور علمی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر اسمیں بھی ماہر ہوگئے ہیں اور باقاعدہ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی ہے؛

قندھار، غزنی، اور جلال آباد وغیرہ کے افغانوں نے اگرچہ شہروں اور قصبوں میں سکونت اختیار کرلی ہے لیکن انکے طبائع میں باقی افغانوں کی طرح وہی خشونت پائی جاتی ہے، شہری زندگی کے لوازم عیش و تنعم انمیں زیادہ نہیں پیدا ہوئے، بلکہ وہ نہایت سادہ طریقہ پر زندگی گذارتے ہیں اور ادنے چیز پر قناعت کرتے ہیں یہانتک کہ دنبہ کو کھال کے ساتھ پکا کر کھالیتے ہیں، وہ دنبہ کو ذبح کرتے ہیں اور اس کا اون اتار کر اسکو خشک کر لیتے اور کھانے کیلئے بطور ذخیرہ رکھ لیتے ہیں؛

افغانی چمچ سے کھانا نہیں کھاتے؛ اور نہ پلیٹ تین میز پر رکھتے ہیں بلکہ زمین پر بیٹھ کر ہاتھوں سے کھاتے ہیں؛

اپنا لباس اور بدن صاف کرنے کا بھی وہ خیال نہیں کرتے اسیطرح اپنے مکانات اور شہروں کے صاف رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے، اسی لئے اکثر شہروں میں گندگی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے اکثر ان کی لشکر گاہوں میں مرے ہوئے جانور پڑے رہتے ہیں اور وہ انہیں دور نہیں کرتے؛

بہت سے کوہستانی اور گاؤں کے رہنے والے ایسے بھی ہیں کہ کھانے کے بعد ہاتھ نہیں دھوتے بلکہ اپنی داڑھی یا رومال سے پونچھ لیتے ہیں، اور بعض کوہستانی جب نئے کپڑے پہنتے ہیں تو اسکے بعض حصہ کو خصوصاً شانوں کو چربی میں تر کر لیتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ ایک شخص ہے؛ اور اپنے نئے کپڑوں کے خراب ہونیکی پرواہ نہیں کرتا۔ اور بہت مرغن کھانا کھاتا۔

لباس خیمہ نشین اور جنگل میں رہنے والے موٹے کپڑے پہنتے ہیں، ان کا لباس لمبا دے کی قسم کا اور عجیب و غریب صورت کا ہوتا ہے؛ جس میں ہاتھی کی سونڈ کی طرح لمبی لمبی آستینیں ہوتی ہیں، جو زمین تک پہنچتی ہیں اس لباس کو وہ لوگ کوسی کہتے ہیں اسی طرح ان کا ایک اور لباس ہوتا ہے جو رانوں تک لمبا ہوتا ہے اور اسے صدری

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کہتے ہیں یہ لوگ اپنے کپڑے پُرانے ہونے سے پہلے بہت کم بدلتے ہیں؛
شہر والے موٹی بانات کا لباس پہنتے ہیں جسکو وہ برکر کہتے ہیں اس بانات کے وہ تنگ اور چھوٹی آستینوں کے جُبّے بناتے ہیں اور رنگین چھینٹ کے قبا بھی پہنتے ہیں جاڑے کے موسم میں وہ دنبہ کے بچوں کی کھال استعمال کرتے ہیں۔ کھال کو وہ نہایت عمدگی سے پکاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ریشم کے مانند نرم ہوجاتی ہے پھر اُسے نہایت خوشنما زرد رنگ میں رنگتے ہیں اور اُسپر ریشم کا کام بناتے ہیں، محنت اور کام کرنے والے اُس کھال کا چھوٹا کوٹ پہنتے ہیں جو گھٹنوں تک لمبا ہوتا ہے۔ اور اُسکی آستینیں کہنیوں تک ہوتی ہیں، اس لباس کو پوستینچہ کہتے ہیں ارباب صنائع اور متوسط الحال لوگ اسی کھال کا ٹخنوں تک لمبا جبہ بناتے ہیں جس کی آستینیں بھی اُن کے اور لباس کی طرح دراز ہوتی ہیں؛ اور یہ جُبّہ پوستین کہلاتا ہے، بعض اُمرا کشمیری شال کے چغے پہنتے ہیں اور بعض سمور اور سنجاب کے پوستین استعمال کرتے ہیں؛

اکثر افغانی نیلے رنگ کی لنگی سر پر لپیٹتے ہیں، سردار اور بلند طبقہ کے لوگ مختلف رنگ کی کشمیری شالیں سر پر باندھتے ہیں، گرم اضلاع کے رہنے والے پیروں میں نعلین چپل پہنتے ہیں؛ ڈھیلی آستین والے نصف ساق تک لمبے کرتے پہنتے ہیں جنپر ڈھیلی ڈھیلی صدریاں ہوتی ہیں؛ اور اکثر نہایت چوڑے کمربند باندھتے ہیں جن کا عرض پیٹ سے لے کر رانوں تک ہوتا ہے، اکثر قبائل سر کے بال نہیں منڈاتے، اور بعض اپنے بالوں کی لمبی چوٹیاں گوندھتے ہیں؛

عورتیں بھی لمبا لباس پہنتی ہیں، اور سینے کے قریب ایک کپڑا باندھتی ہیں تاکہ وہ اور ابھرا ہوا معلوم ہو، کوہستانی قبائل کی عورتیں اکثر گھوڑی کے دم کے بال کاٹ کر اُن اپنے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہیں، قبیلہ غلجی کی عورتیں پیشانی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کے بالوں کو گول شکل میں گوندھتی ہیں۔ جو عرض میں کنپٹیوں تک اور طول میں ناک تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اُسے چھپا لیتا ہے۔ اور یہ ایک گول نقاب کا کام دیتا ہے' یہ عورتیں کانوں میں نہایت موٹی اور وزنی بالیاں پہنتی ہیں' جو چاندی' لوہے' تانبے' یا شیشہ کی ہوتی ہیں'

افغانی سرداروں کی نشست میز اور کرسی پر نہیں بلکہ وہ زمین پر فرش یا ایرانی قالین بچھا کر بیٹھتے ہیں' اور ملکوں کے سرداروں کی طرح ان میں شان و شوکت نہیں ہوتی' اپنے نوکروں' اور کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے سے وہ نفرت نہیں کرتے'

بسر اوقات پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے والوں کی گذر مویشی پالنے پر ہے' اور بعض کچھ زراعت بھی کرتے ہیں' ان کوہستانی قبائل میں سوائے قبیلہ لوہانی کے تجارت پیشہ لوگ بہت کم ہیں' قبیلہ لوہانی کے اکثر لوگوں کو تجارت سے زیادہ دلچسپی ہے' وہ اپنے سامان کو اونٹوں پر بار کر کے چین اور سائبیریا کے حدود تک پہنچتے ہیں' اور (مغرب میں) اناطولیہ تک جاتے ہیں' اور ہندوستان میں بھی تجارت کرتے ہیں' یہ قبیلہ اپنے لباس کے اعتبار سے تمام قبائل سے ممتاز ہے' یہ لوگ چوگوشہ عمامے باندھتے ہیں ان کی قبائیں ارناؤد اور آذربیجان والوں سے مشابہ ہوتی ہیں۔ یعنی اوپر کا حصہ تنگ اور دامن کشادہ ہوتے ہیں' اور کمر پر بہت ہی چنٹیں ہوتی ہیں'

شہروں اور گاؤں کے باشندے زراعت کرنے اور باغات لگانے کے کام میں مشغول رہتے ہیں ارباب صناعت مثلاً' لوہار' نجار' اور جولاہے وغیرہ کم ہوتے ہیں' دوسرے اصناع کے برخلاف صرف قندھار والے زیادہ تجارت کرتے ہیں انھیں اس پیشہ سے خاص دلچسپی ہے' وہاں کے اکثر طالب علم بھی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بھی تجارت کرتے ہیں؛

افغانوں کو انتظام حکومت اور ضبط دفاتر میں کافی مہارت نہیں ہے؛ اس لئے اس قسم کے تمام کام قزلباش قوم میں نظر آتے ہیں یہ لوگ نادر شاہ کی فوج کے بقایا ہیں؛

افغانی قیدیوں کی بیع جائز نہیں رکھتے اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں؛ مسافروں کا وہ بہت احترام کرتے ہیں؛ چوری کو وہ اکثر مذموم سمجھتے ہیں۔ مگر لوٹ اور غارتگری پر فخر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں میں صرف قوت اور ضعف کا فرق ہے، معاصی اور قبائح جو تمول اور تنعم کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں افغانوں میں بہت کم ہیں۔ کیونکہ بدوی اخلاق ان کے نفوس میں راسخ ہو گئے ہیں؛ ہاں طمع سے شاید ہی کوئی خالی ہوتا ہو۔ کیونکہ افلاس ان میں زیادہ پایا جاتا ہے؛

پردہ شہر میں رہنے والی افغانی عورتیں پردہ کرتی ہیں، اور قصبات اور دیہات کے رہنے والیاں بے پردہ رہتی ہیں، اور خوشی کے موقعوں پر عموماً ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر دائرہ کی شکل میں رقص کرتی ہیں؛ بعض وقت عید یا دوسری تقریبوں میں صرف مرد اسی ہیئت سے رقص کرتے ہیں۔ اس رقص کو وہ اپنی زبان میں اَتن کہتے ہیں؛

شادی قصبات اور دیہات کے افغانوں میں ایک عادت یہ بھی ہے۔ کہ شادی کے موقع پر دولہن کا باپ اپنے احباب، اقارب، اور ہمسایوں کو بلا کر شب زفاف سے ایک روز پہلے وہ کپڑے انہیں دکھاتا ہے۔ جنہیں وہ دولہا اور دولہن کے لئے تیار کرتا ہے؛ پھر اُسی محفل میں دولہا بلایا جاتا ہے اور حاضرین کے سامنے وہ کپڑے اُسے پہنائے جاتے ہیں؛ اور پہنانے سے پہلے فاتحہ پڑھی جاتی ہے اسی طرح عورتیں دولہن کو کپڑے پہناتی ہیں؛ پھر اُسے دولہا

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کے گھر پہنچاتی ہیں راستے میں گیت گائے جاتے ہیں اور نقارے بجائے جاتے ہیں جب عروس اُس حجلہ میں پہنچ جاتا ہے جو اُس کے لئے تیار کیا جاتا ہے، تو لڑکیاں میوے اور مٹھائی لے کر آتی ہیں اور دولہن کے سر پر نثار کرتی ہیں اور جو مرد اور عورتیں مدعو ہوتی ہیں وہ میوے اور مٹھائی کھاتے جاتے ہیں؛ کئی روز تک عروس دولہا کے گھر گوشہ نشین رہتی ہے اور باہر نہیں نکلتی، جب یہ دن گذر جاتے ہیں تو محلہ کی لڑکیاں آتی ہیں، اور دف بجاتی ہیں؛ ہر ایک کے سر پر ایک گھڑا ہوتا ہے اسی طرح دولہن کے سر پر بھی ہوتا ہے اور یہ سب گاتی بجاتی کسی دریا یا چشمہ کے کنارے پہنچتی ہیں؛ اپنے گھڑے بھر کر اسی طرح واپس ہوتی ہیں، اس رسم کے بعد عورت کی گوشہ نشینی ختم ہو جاتی ہے اور اُسے لوگوں کے ساتھ آزاد معاشرت نصیب ہوتی ہے تمام قبائل کے خلاف قبیلہ منگل اور داور کی ایک خاص عادت یہ ہے کہ شادی کی تقریب میں عروس کے والدین پر بھی رقص کرنا ضروری ہوتا ہے؛

عیدین وغیرہ کے کھیل ان دونوں قبیلوں میں ایک عجیب عادت یہ بھی ہے کہ عیدین یا دوسرے تیواروں میں اُن کے نوجوان اپنا۔ ایک ابرو اور اُسکے مخالف کی طرف کی ایک مونچھ منڈاتے اور ایک آنکھ میں سیاہ اور ایک میں سُرخ سرمہ لگاتے ہیں، اور جس کے داڑھی ہوتی ہے وہ اُس کی ایک طرف کا حصہ منڈوا دیتا ہے۔ اور ان دنوں میں وہ تلواروں سے کھیلتے ہیں یہاں تک کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں؛ اس قبیلہ کے نوجوان حسن صورت کے دلدادہ اور جمال پر فریفتہ ہو جاتے ہیں؛ چاہے اُس کا مظہر کھیل ہی میں پایا جائے؛ اور صدق محبت کے اظہار میں بہت مبالغہ کرتے ہیں، اسکے لئے قربانیاں کرتے ہیں؛ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

باپ کو قربانی پر چڑھا دیا ہے۔

ماتم قبیلہ خٹک کی ایک عادت یہ ہے کہ اس قبیلہ کی عورتیں ماتم میں اپنے چہرے رنگتی ہیں۔ پھر اُنپر خاک ڈالتی ہیں، اور روتی پیٹتی ہیں اور اپنے چہروں کو ناخنوں سے نوچ لیتی ہیں۔

تمام افغانوں کی ایک عام عادت ہے کہ وہ تعزیت کرنے والوں کو تین دن تک کھانا کھلاتے ہیں۔ لیکن بعض قبائل میں کھانے کا خرچ خود صاحب ماتم برداشت کرتا ہے اور بعض قبائل میں ہمسایہ اور قریب کے گاؤں میں رہنے والوں کے ذمہ یہ خرچ ہوتا ہے، اور صاحب ماتم کچھ نہیں کرتا۔

رقص بعض دیہات والے اپنے لڑکوں کو رقص کرنا سکھاتے ہیں اور اُنہیں ایسا لباس پہناتے ہیں جو میموں کے سایہ سے مشابہ ہوتا ہے، اور خوشیوں کے موقعوں پر رقص کے لیئے اُس میں ہر طرف بہت سی کلیاں لگائی جاتی ہیں۔ دیہات اور صحرانشین قبائل میں جب کسی شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوتا ہے تو دائی گھر کی چھت پر یا کسی دوسری بلند جگہ چڑھکر تین مرتبہ لڑکے کیلئے پیدا ہونے کی خبر دیتی ہے اور خدا کا شکر ادا کرتی ہے اگرچہ آدھی رات کا وقت ہی کیوں نہ ہو۔

مذہب تمام افغانی سُنی حضرت امام ابوحنیفہ رح کے مذہب پر ہیں روزہ اور نماز کے بارہ میں مرد، عورتیں، شہری اور دیہاتی سستی نہیں کرتے، مگر قبیلہ توری اسکے خلاف ہے۔ اور تشیع میں غلو رکھتا ہے، اس قبیلہ کی اپنے ہمسایہ سنیوں سے خوب لڑائیاں رہتی ہیں، اور روزہ اور نماز کی کچھ پروا نہیں کرتے البتہ محرم کے عشرہ اوّل میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم نہایت اہتمام سے کرتے ہیں وہ اپنے برہنہ پیٹوں، اور کندھوں کو زنجیروں سے پیٹتے ہیں، قوم کاکڑ کے بعض قبائل میں اب تک طریقہ زردی کے آثار پائے جاتے ہیں اگرچہ وہ لوگ اسلام پر ہیں۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مزدک مذکور بادشاہ فارس قباد کے زمانے میں تھا اور اُسنے نبوت کا دعوے کیا تھا؛ خود قباد اور چالیس ہزار ایرانی اُسکے متبع ہوگئے تھے، اُسکے مذہب کا ایک اصول یہ تھا۔ کہ مال اور عورتیں سب کے لئے مشترک ہیں، اور اسکی دلیل یہ بتاتا تھا۔ کہ دنیا کے تمام جھگڑے اور لڑائیاں ان دونوں کی وجہ سے ہوتی ہیں اس لئے اگر یہ دونوں چیزیں مشترک ہوجائیں تو اختلافات جاتے رہیں اور امن آرام ہوجائے جب قباد مرگیا۔ اور اسکا مشہور بیٹا نوشیروانِ عادل تخت مملکت پر رونق افروز ہوا تو اُسنے اس مبتدع شریعت کو مٹانے کا ایک حیلہ کیا؛ اُس نے شارع (مزدک) کو بلایا اور نہایت خندہ پیشانی سے اس سے ملاقات کی اور ظاہر کیا کہ میں تم سے راضی ہوں پھر کہا کہ میں نے بھی اس نادر اور عجیب شریعت کو اختیار کرلیا ہے۔ اور میں اُسے بہت پسند کرتا ہوں۔ لیکن جب تک میں تمہارے متبعین کو دیکھ نہ لوں اور مجھے یقین نہ ہوجائے کہ وہ تمہارے مخالفین کا شر دفع کرسکتے ہیں۔ میں خوف کی وجہ سے اسکو ظاہر نہیں کرسکتا؛ چنانچہ شارع نے اپنے متبعین کو نوشیرواں کی مقرر کردہ جگہ پر جمع کیا، اور سب تلوار کی گھاٹ اُتار دیئے گئے، اِن میں سے صرف تین آدمی جان بچاکر بھاگ سکے جن میں سے ایک مزدک کی بیوی تھی، نوشیروان نے یہ کام اپنے وزیر بزرجمہر کے مشورہ سے کیا تھا، بزرجمہر نے کہا تھا کہ مزدک کا مقصود اپنی شریعت کی اشاعت سے سلطنت کا استیصال ہے کیونکہ سلطنت کا قیام صرف مال اور نسب کیوجہ سے ہے، اور جب مال اور عورتیں مشترک قرار دیدی جائینگی تو سلطنت کسطرح رہ سکتی ہے، خواجہ نظام الملک نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ فرقہ اباحیین جو ایران میں پایا جاتا ہے۔ مزدک کا متبع ہے اور یہ طریقہ اس فرقہ میں ان لوگوں سے بطریق توارث چلا آتا ہے۔ جو نوشیرواں کی تلواروں سے بچ رہے تھے؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

خوست اور کرم کے باشندوں میں بعض عادتیں خوارج اور نواصب کی پائی جاتی ہیں وہ عزۂ محرم کی ایک ہیکل بنا کر دفن کر دیتے ہیں۔ پھر اسکو عاشورا کے دن نکالتے ہیں اور نہایت خوشی خوشی اُس کی گردن کاٹتے ہیں یہ لوگ ختنہ کرنے کو بھی بُرا سمجھتے ہیں؛

افغانوں میں اگرچہ مذہبی اور قومی عصبیت شدت سے پائی جاتی ہے مگر وہ دوسروں کے حقوق سے کچھ تعرض نہیں کرتے اور اگر کوئی شیعہ یا غیر مسلم اپنے مذہبی مراسم ادا کرے تو اُس سے نفرت نہیں کرتے، اور اگر ان میں سے کوئی شخص حکومت میں کسی بڑے عہدہ پانے کا مستحق ہو تو حق سے بھی نہیں روکتے، بلاد افغان میں تم کو بہترین شیعہ (قزلباش) ارباب مناصب نظر آئینگے!

ہر افغانی خواہ وہ مفلس ہی کیوں نہ ہو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ شریف ہے۔ کیونکہ افغان ہے اور کامل ایمان اور خالص اسلام صرف افغانوں اور عربوں میں پایا جاتا ہے!

جب کوئی قبیلہ کسی امر کے متعلق فیصلہ کرنا چاہتا ہے تو اُس قبیلہ کے سردار مشورہ کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اس جمعیت کو وہ جرگہ کہتے ہیں؛

انتقام جوش اگر ایک قبیلہ کا کوئی شخص دوسرے قبیلہ کے کسی آدمی کو قتل کردے تو قبیلۂ قاتل کے ایک شخص کو انتقام کے لیئے قتل کرنا اپنے اوپر واجب خیال کرتا ہے، اور صرف حاکم کے قصاص لینے پر قناعت نہیں کرتا! اس جذبہ انتقام کو وہ نہیں چھوڑتے چاہے برسیں گذر جائیں، ہاں اگر خود قاتل اُن کے پاس پناہ گزین ہو تو اُسے معاف کر دیتے ہیں اور اگر ایک خاندان کا شخص کسی دوسرے خاندان کے آدمی کو مار ڈالتا ہے تو وہاں بھی جذبہ انتقام

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔

بعض عادات افغانی پناہ گزینوں حمایت بڑا حصہ لیتے ہیں اپنا جان و مال اُسکی اعانت میں صرف کر دیتے ہیں۔ افغانی خواہ شہروں کے باشندہ ہوں یا دیہات کے وہ اکثر چھوٹی تلواروں سے مسلح ہوتے ہیں ان تلواروں کو سیلا اور تورہ کہتے ہیں۔ آتش بار اسلحہ میں بندوقین اور تمنچے بھی اون کے پاس ہوتے ہیں۔ کوہستانی لوگ اکثر توڑیدار بندوق رکھتے ہیں۔ افغانی قبائل اور خاندانوں میں جھگڑوں اور لڑائیوں کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ یہ اکثر اتفاق ہوا ہے کہ باپ نے بیٹوں کو اور بھائی نے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ اکثر کوہستانی قبائل اپنے اُمراء کی اطاعت محض اُن کی جبریہ قوت کی وجہ سے کرتے ہیں اور ہمیشہ اس فرصت کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح کاری محاصل کا بوجھ اُنکے کاندھوں سے اوتر جائے۔

بعض قبائل جوار اور جو پر گذر کرتے ہیں اور بعض گیہوں بھی کھاتے ہیں۔ عام طور پر اُن کا سالن پنیر اور گوشت ہوتا ہے۔ جاڑے کی موسم میں ان دونوں کو ملا کر ایک مرکب کھانا پکاتے ہیں وہ اکثر اپنی روٹیاں تنور میں پکاتے ہیں۔

پیاز نادر تحفہ ہے بعض قبائل مثل یوسف زئی اور آجیک زئی کے نزدیک پیاز نہایت نادر تحفہ ہے۔ جب وہ کسی اجنبی کو دیکھتے ہیں تو اُس سے نہایت عاجزی سے کہتے ہیں کہ ہمارے یہاں ایک مریض ہے ہم امید کرتے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے ہم کو ایک پیاز کی ڈلی دینگے۔ شاید مریض کی شفا اسی میں ہو۔

قبیلہ آجیک زئی اکثر قافلہ لوٹنے کی غرض سے راستہ میں بیٹھتے ہیں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اور راستہ بند کر دیتے ہیں، اور آتش بار اسلحہ اور تیز آلات سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور اگر اُن پر غالب نہیں آسکتے تو سیر دو سیر پیاز پر صلح کر لیتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے جب محمد اعظم خان نے ہندوستان کا ملک چھوڑا تو اتفاقاً راستہ میں قبیلہ یوسف زئی پر گذر ہوا اور اُن کے خان کے خیمہ میں فروکش ہوا خان جلدی سے اُٹھا اور اُسکے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں تھے وہ گیا اور امیر کی خدمت میں ایک پیاز پیش کی؛

اولیا سے عقیدت تمام افغانی اولیا، کی قبور سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور اُن کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور وہاں قربانیاں کرتے ہیں؛ بعض کو اس اعتقاد میں بہت غلو ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص قبیلہ آفریدی کا جو لوٹ مار میں مشہور قبیلہ ہے ایک شخص سے ملا۔ اور اُسے لوٹنا چاہا۔ اُسنے ضامن رسول کا واسطہ دلایا لیکن اُس نے نہ چھوڑا۔ پھر اُسنے ایک شیخ کی قبر کا واسطہ دیا جس کو وہ یار محمد کہتے تھے۔ اس واسطے سے وہ شخص بہت مضطرب اور خائف ہوا اور کہنے لگا جل اللہ جلالہ تو نے تو مجھے کفر میں مبتلا کر دیا۔ کہ

چند عادتیں اکثر قبائل اور دیہات کے رہنے والے بیکاری کے دنوں میں جمع ہوتے ہیں اور ایک دائرہ کی صورت میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے رقص کرتے ہیں؛ اور گھوڑوں اور تلواروں سے کھیلتے ہیں؛

خوست اور کرم کی طرح سرد پہاڑوں میں رہنے والے سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور قندہار اور جلال آباد جیسے گرم اضلاع کے باشندے گندم گوں ہوتے ہیں؛

منجملہ ان دینی مراسم کے جو افغانستان میں جاری ہیں ایک یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اُسکے مال میں سے کچھ روپیہ نکالکر فقرا کو دیتے ہیں اور

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اس کو اسقاط صلاۃ کہتے ہیں؛

تحصیل علم افغانستان کے باشندے خواہ شہری ہوں یا دیہات کے رہنے والے تحصیل علوم کا بڑا شوق رکھتے ہیں صرف نحو معانی بیان فقہ اصول تفسیر حدیث منطق فلسفہ ہیئت ہندسہ اور حساب کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور بعض طب بھی پڑھتے ہیں۔ دیہات کے بعض باشندے بغیر صرف نحو پڑھی ہوئے فقہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں عام لوگ اُن کے کھانے کی کفالت کرتے ہیں جب تک وہ پڑھتے ہیں لوگ نہایت خوشی سے یہ صرف برداشت کرتے ہیں ہر شخص اپنے کھانے میں سے کچھ حصہ طالب علموں کیلئے متعین کر دیتا ہے اور ایک چھوٹا طالب علم گھروں سے وہ روٹیاں جمع کرکے لاتا ہے بعض اصلاع کے باشندے اس کھانے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں جو طالب علم کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہو۔ اگر کھانا جمع کرنے والا بھول جائے تو وہ ویسا ہی پڑا رہتا ہے؛

اس ملک میں علماء کا زبردست روحانی اقتدار ہے۔ عام رعایا پر اُن کا بڑا اثر ہے معمولی طبقہ سے لے کر بڑے بڑے سردار تک اُن سے خائف رہتے ہیں مگر وہ عوام بالکل اُنکے قبضہ میں ہے وہ جس امیر کے خلاف چاہیں انکو برانگیختہ کر سکتے ہیں۔ اکثر علماء امرا کی ملاقات سے نفرت کرتے ہیں اور اُنکے ہدیہ و تحفہ قبول کرنے سے بھی احتراز کرتے ہیں۔ اگرچہ اور لوگوں کے ہدیہ قبول کرنے میں تامل نہیں کرتے۔ ارباب حکومت سے ملنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر شہر کا حاکم ان سے ملنے جائے تو وہ ملاقات بازدید کیلئے اُسکے پاس جانا کسر شان سمجھتے ہیں۔ علماء کے اس اقتدار کی وجہ سے بعض وقت اُن سے نہایت مضرت رساں حرکات

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

صادر ہوتی ہیں۔ جو شرعاً اور عقلاً بالکل مذموم ہیں۔ کیونکہ وہ فوراً ان اشخاص کو کفر یا فسق کی طرف منسوب کر دیتے ہیں جو اُن کے مصالح کے خلاف ہوں بلکہ بعض اوقات اپنے ذاتی اقتدار کی حفاظت میں آپس میں ایکدوسرے کو کافر بناتے ہیں۔ خاصکر آج کل جبکہ وہابیوں کا مذہب ہندوستان میں منتشر ہو گیا ہے تو افغانستان میں جو عالم اپنے مقابل کے اقتدار کو بڑھے ہوئے دیکھتا ہے۔ تو اُسکے وہابی ہونے کا حکم لگا دیتا ہے۔ یہ لوگ حکام کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو سخت سزائیں دیں جن کے متعلق انہوں نے کفر یا فسق کا حکم لگایا ہے چنانچہ ایک مرتبہ قندھار میں ایک بڑے عالم نے شیعوں کے کفر کا فتوے دیا جس کی بنا پر کئی مہینہ تک سنی اور شیعوں (قزلباش) میں جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔

مشائخ بعض علماء مسند طریقت و ارشاد پر بیٹھتے ہیں اور زائرین کے لئے مہمان خانہ بنواتے ہیں اور اُنھیں وقت پر کھانا کھلاتے ہیں۔ ان لوگوں کی وجاہت اور نفوذِ اثر اور وسعتِ مصارف اُس آمدنی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جو اُنکے عقیدت مندوں سے بطور ہدیہ و نذر کے حاصل ہوتی ہے ان میں بعض حسن سلوک و ظاہری صلاح سے عام لوگوں کے دل اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔ اور اُن کا زبردست اقتدار و اثر قائم ہو جاتا ہے دور دور سے ہزارہا لوگ اُن کی زیارت کیلئے آتے ہیں اور جب تک اُن کے پاس ٹھیرتے ہیں اُنھیں کے دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں ان مشائخ کے مہمان خانوں میں ہر وقت کھانے کا انتظام رہتا ہے۔ اسی طرح بستر بھی نہایت کثیر تعداد میں مہمانوں کے لئے تیار رہتے ہیں۔

بعض مشائخ کا اثر صرف اُنکے ضلع میں محدود ہوتا ہے۔ وہ اپنے ضلع

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

والوں کی حمایت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور اگر اُن کا مقابل ہمسایہ حملہ آور ہوتا ہے تو اُنہی کے ذریعے مدافعت کرتے ہیں اور اگر خود حملہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اُنہی سے لشکر تیار کرتے ہیں اور ان باہمی جھگڑوں کیلئے بھی کوئی مذہبی حجت اپنے لئے تلاش کرتے ہیں۔

براتِ اخوندوں مشائخ مذکور میں سے (شیخ) عبدالغفور تھے جو اخوند صوات کے نام سے مشہور تھے، صوات، اور بنیر پر اِن کا قبضہ تھا۔ بالعموم تمام افغانستان ان سے عقیدت رکھتا تھا۔ بلکہ افغانستان اور بخارا کے لوگ بھی ان کے عقیدت مند تھے، یہ نہایت عابد و زاہد شخص تھے۔ اور نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، ان کے پاس ہر وقت مریدوں کی ایک بڑی جماعت رہتی تھی۔ کئی بار اُنہوں نے انگریزوں پر حملہ کیا اور فتح پائی۔ اُنکے فرمان ملک میں شائع کئے جاتے تھے۔ اور جہاد کیلئے لوگوں کو آمادہ کیا جاتا تھا۔ اور ہزاروں آدمی اُن کے پاس جمع ہو جاتے تھے، سید احمد بریلوی کے ہندوستانی متبعین جہاد میں اخوند صاحب کی مدد کرتے تھے، یہ لوگ سکھوں کے خوف سے ہندوستان سے ہجرت کر کے صوات و بنیر میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔

شیخ موصوف (اخوند صوات) کے پاس جب زائرین اور مسافر آتے تھے، تو جسطرح کہ خدا نے ان لوگوں کو اُن کے ملک میں صاحب عزت و ثروت یا غریب اور مفلس بنایا۔ اخوند صاحب بھی اسی طرح اُن کی خاطر کرتے تھے، اُمرا کے لئے وہ اُن کے لائق کھانا پیش کرتے تھے، اور فقیر کو بھی پیاز اور خشک روٹی، اور جب وہ سنتے تھے کہ کسی دوسرے شیخ کی شہرت ملک میں بڑھ رہی ہے، اور وہ بھی مجلس ارشاد پر بیٹھ گیا ہے، تو وہ فوراً اُسپر ہیبت

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کا حکم لگا دیتے تھے، تاکہ لوگوں کے دل اُس کی طرف سے متنفر ہو جائیں۔ اور اُسکی قدر و منزلت عام طبقہ میں گر جائے بعض مشائخ کو وہابیت کا حکم لگا کر اُنہوں نے قتل بھی کر دیا ہے اور بعض کی نہایت بدترین صورت اور قبیح ترین ہیئت میں تشہیر کرائی ہے۔

تمباکو حرام ہے تمام علماء افغانستان علماء بخارا کی طرح ہر قسم کا تمباکو پینا حرام سمجھتے ہیں لیکن عام لوگوں سے کچھ تعرض نہیں کرتے۔ لیکن اخوند صاحب اپنی طرف سے افغانستان میں قاصدوں کو بھیجکر لوگوں کو تمباکو پینے سے منع کرتے تھے۔ ان لوگوں کو جہاں حقہ یا چلم ملجاتی تھی توڑ ڈالتے تھے۔

یہاں کے علماء شیعوں کے ذبیحہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ یہود اور نصاریٰ کا ذبیحہ جائز سمجھتے ہیں اور اسکے متعلق اُن کی دلیل یہ ہے۔ کہ شیعہ مرتد ہو گئے ہیں۔ اور مرتد کا ذبیحہ کھایا نہیں جاتا۔ اور اہل کتاب کی حالت اس کے خلاف ہے۔ تمام افغانی اپنے کاندھے پر ایک موٹی یا باریک چادر نماز کے لئے لئے پھرتے ہیں اور یہ عام افغانیوں کی عادت ہے احکام شریعت اور اعتقادات مذہب کے متعلق یہ لوگ مذہبی تعصب کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان میں سے جو لوگ مسند ارشاد پر ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مذہبی احکام میں تساہل سے بھی کام لیتے ہیں۔

افغانی طلبہ چونکہ طالبعلموں کا عام لوگ احترام کرتے ہیں۔ اسلئے اُن کی طرف سے لوگوں پر کچھ تعدی بھی ہو جایا کرتی ہے۔ یہاں تک کہ ننگرہار کے طلباء اگر اپنے متعلق ذرا سی توہین کا احساس کرتے ہیں تو قرابینوں سے مسلح ہو کر قصبات والوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اپنی تعدی سے اُسوقت تک باز نہیں آتے جب تک کہ لوگ اپنے قصور کا کفارہ پیش نہ کریں۔ اِن اطراف کے اکثر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

طلباء نماز اور روزہ پر کچھ زیادہ اعتقاد نہیں کرتے۔ سال میں چند مرتبہ یہ طلباء جلسہ کرتے ہیں جس میں طلباء اور غیر طلباء سب بلائے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ گاؤں والے ایک دعوت فاخرہ کے انتظام پر مجبور کئے جاتے ہیں اور اُسکو سلطان کا لقب دیتے ہیں۔ جب تک جلسہ رہتا ہے وہی حکومت کرتا ہے جسے چاہے اُس کے مارنے کا حکم دیتا ہے۔ اور جس پر چاہے جرمانہ کرتا ہے۔ جب جلسہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو وزیر آتا ہے۔ اور مصنوعی بادشاہ کے سامنے عرض کرتا ہے کہ فوج بادشاہ سے باغی ہوگئی ہے۔ کیونکہ اُن کی تنخواہیں بند ہیں یہ سنکر وہ امرد اپنے منہ کو کھولتا ہے اور تھوڑی سی ناس اپنی ہتیلی پر رکھکر ہاتھ پھیلاتا ہے اہل جلسہ اُسکے قریب آتے ہیں اور تھوڑی سی ناس اُسکی ہتیلی سے اُٹھاتے ہیں۔ اور اس طرح کھیل ختم ہوجاتا ہے۔

زبان افغانی زبان بہت زیادہ خشونت رکھتی ہے۔ اس کے حروف ہجائیہ فارسی سے زیادہ ہیں۔ اہل قندہار کی زبان سب سے اچھی ہے۔ اس زبان میں نظم اور نثر میں کچھ تصنیفات بھی ہیں۔

تاجیک منجملہ ان قوموں کے جو بلاد افغانستان میں آباد ہیں ایک قوم تاجیک ہے شہر ہرات کابل اور دہ گاؤں جو کابل اور بلخ کے درمیان واقع ہیں۔ اسی طرح شہر غزنی اور اسکے قریب کے بعض دیہات اور لغمان اور بعض قندہار کے دیہات کے اکثر باشندے یہی قوم ہیں۔ افغانی ترکستان میں بھی یہ لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں یہ قوم بہت محنت کرنیوالی ہے۔ بخاری۔ لوہاری۔ معماری اور کپڑے بُننے سے وہ بہت کچھ کماتے ہیں فن زراعت اور تربیت اشجار سے بھی واقف ہیں اور تجارت کا بھی شوق رکھتے ہیں کوہستان کابل میں جو تاجیک قوم آباد ہے وہ بڑی جنگجو اور شر و فساد اور خونریزی کی عادی ہے ہمیشہ اُنکے درمیان لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کوئی گاؤں اس سے خالی نہیں ہے بلکہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ایک گھر کو بھی دوسرے گھر سے مخاصمت رہتی ہے اسی وجہ سے تم دیکھو گے کہ ان لوگوں نے اپنی حفاظت کیلئے برج بنائے ہیں۔ اور دشمنوں کے حملہ سے محفوظ رہنے کیلئے وہاں مسلح طرفیہ پر رہتی ہیں بہرحال اس قوم کا حال افغانوں سے اچھا ہے یہ لوگ امور خانہ داری اور لباس کی موزونیت سے بھی واقف ہیں۔ نظافت پسندی میں ان سے خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ بلکہ ذہانت اور ادراک فہم و ذکاوت میں ان سے فایق ہیں۔ لیکن ان میں علماء بہت کم ہوتے ہیں۔ اور افغانوں کی طرح انھیں تحصیل علم کا شوق نہیں ہے۔ تاجیک لوگ نشانہ بازی میں بہت ماہر ہیں کبھی ان کی گولی نشانہ سے خطا نہیں جاتی۔ وہ خاص قسم کے لمبے خنجر اپنے گلے میں لٹکائے رہتے ہیں۔ اس قوم کے اکثر لوگ سنی ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ رح کے مذہب پر ہیں۔ اس قوم میں عصبیت نہیں ہے۔ سردار بھی ان میں نہیں ہوتے۔ یہ اکثر سفید رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور افغانی عمامہ ایک خاص طرز سے باندھتے ہیں

ہزارہ افغانستان کی مختلف اقوام میں ایک ہزارہ بھی ہے یہ لوگ ان پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ جو غزنی کے شمال سے ہرات کے شمال تک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ اصل میں مغلوں کی نسل سے ہیں جیسا کہ انکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کی آنکھیں تنگ اور پتلیاں سر کی طرف مائل رہتی ہیں۔ ان کی داڑھی میں صرف گنتی کے چند بال ہوتے ہیں۔ ان کے چہرے کی ساخت چینی اور اصلی تاتاریوں سے ملتی ہے۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ قبیلہ چنگیزی لشکر کا بقایا ہے۔ بلکہ بعض نے دعوے کیا ہے۔ کہ یہ تین سو برس پہلے مغلی زبان بولتے تھے لیکن جو شخص ہزارہ کی زبان سے واقف ہے وہ معلوم کر سکتا ہے کہ اس زبان کو فارسی سے کسقدر شدید تعلق ہے۔ اور مغلی زبان اس میں بالکل مخلوط نہیں ہے۔ حالانکہ ترکمان اور ازبک کے قبیلے جو ترکی النسل ہیں

ان سے بالکل قریب رہتے ہیں۔ اسلئے ہمیں یقین ہے کہ یہ قبیلہ اپنے ملک میں چنگیز خان سے بہت پہلے آباد تھا۔ اس قبیلہ میں اب تک حد سے زیادہ خشونت وحشت اور بربریت کے آثار پائے جاتے ہیں۔

قبیلہ ھزارہ کے لوگ ایک خاص قسم کی بانات بنانے میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ یہ بہترین قسم کی بانات ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ یورپ میں بھی ایسی بہت کم تیار ہوتی ہے اس قسم کے بانات کو وہ لوگ برک کہتے ہیں قوم ہزارہ کے تمام قبائل سوائے قبیلہ جمشیدی کے ایک لمبی چاکدار قبا پہنتے ہیں۔ اور اسپر کمر بند باندھتے ہیں۔ لیکن اگر قبا برک کی ہوتی ہے تو لہنیوں تک اور بعض بازوؤں تک اس کی آستین رکھتے ہیں۔ ریشم وغیرہ مختلف کپڑوں کی بھی قبائیں پہنتے ہیں۔ جاڑے کے موسم میں کپڑے کی توپیاں استعمال کرتے ہیں لیکن عورتیں ہر موسم میں عمامہ باندھتی ہیں۔ اور مردوں کی طرح قبا پہنتی ہیں۔ جمشیدیوں کا لباس ان کے ہمسایہ ترکمان اور ادیق کے لباس سے مشابہ ہے جو گھٹنوں تک لمبے جبہ اور ایک پوستین کی ٹوپی سے عبارت ہے اس ٹوپی کو پاپاق کہتے ہیں۔ جمشیدی قبیلہ شہواری میں مشہور ہے شجاعت اقدام نشانہ بازی بھی ان کے خاص اوصاف ہیں۔ یہ قبیلہ بھی اپنے ہمسایہ قبائل کی طرح لوٹ مار کا عادی ہے۔

شیخ علی اور جمشیدی کے علاوہ تمام قبیلہ ہزارہ شیعہ مذہب پر ہے لیکن ان کا تشیع صرف بغض خلفاء اور محبت علی سے عبارت ہے، یہ لوگ عاشورہ کے دن ماتم کرتے ہیں اور اپنے سینہ اور پیٹھ کو زنجیروں سے مارتے ہیں اس قبیلہ کے لوگ اپنے مذہب کو ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔ حالانکہ تقیہ شیعہ مذہب کے واجبات میں سے ہے۔ اگر تم کسی ہزارہ سے اسکے مذہب کے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

متعلق سوال کرو تو وہ بلا تامل یہ کہیگا کہ میں علی کا غلام ہوں اور اپنے مذہب پر نہایت سختی سے کاربند ہیں۔

یہاں ایک واقعہ کا ذکر بیجا نہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ایک سنی نے ایک مرتبہ اپنی لونڈی سے جو قبیلہ ہزارہ کی تھی یہ کہا کہ تم سُنی ہو جاؤ۔ جب اُسنے انکار کیا تو سُنی نے اُسے مارا اور سرزنش کی اور پھر سنی بننے پر اصرار کیا اُس نے کہا کہ میرے لئے کُتا بننا آسان ہے میں ہرگز سنی نہیں ہونگی۔ ہزارہ میں ایک عجیب رسم یہ ہے کہ وہ اپنے مُردوں کے دفن کرنے کے بعد کلمات ذیل کی تلقین کرتے ہیں۔

"جب تمہارے پاس ناکر اور منکر آئیں تو تم خوف نہ کیونکہ تمہارے آقا علی عنقریب تمہارے پاس آئینگے۔ اور اُن کو تمہارے پاس سے بھگا دینگے"

اس قبیلہ کے پاس روپیہ پیسہ بہت کم ہے ان کے معاملات چیزوں کے تبادلہ پر ہوتے ہیں۔ حکومت نقدی کے بدلے ہر شخص سے اُس کی حالت کے مطابق ایک خاص قسم کی بھیڑیں وصول کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص سرکاری محصول ادا کرنے میں تاخیر کرتا ہے یہاں تک کہ اُسپر بہت زیادہ محصول جمع ہو جاتا ہے اور وہ اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے تو اُس کے بدلے اپنی بیٹی پیش کرتا ہے جس کو عامل یا حاکم بطور ایک جاریہ کے اپنے قبضہ میں لاتا ہے۔

اکثر ہزارہ اپنے کھانوں میں نمک نہیں ڈالتے کیونکہ نمک اُنکے مُلک میں نہایت نادر چیز ہے۔ سادات یعنی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد کی نہایت درجہ تعظیم کیجاتی ہے سادات کی پہچان اُن کے نزدیک یہ ہے کہ وہ نہایت عظمت اور خودداری سے پیش آتا ہے۔ اور جب کسی مجلس میں آتا ہے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

تو خود کسی کو سلام نہیں کرتا اور عام لوگوں کو گالیاں دیکر مخاطب کرتا ہے سادات کی اس حرکت کی توجیہ ہزارہ اس طرح کرتے ہیں کہ سادات بادشاہ ہیں اسلئے انھیں لوگوں کے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیئے۔

قوم ہزارہ کی ایک عجیب عادت ہے یہ کہ جب اُن میں دو عورتیں کے درمیان لڑائی ہوتی ہے تو ہر ایک اپنی طرف سے ایک ایسی عورت کو قایم مقام بناتی ہے جو فتنہ بازی اور گالیاں بکنے میں مشہور ہوتی ہے۔ پھر یہ دونوں قایم مقام ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہوتی ہیں اور پہلے ایک اُن میں سے اپنے ہاتھ پاؤں اور ابروؤں کو مختلف حرکتیں دیتی ہوئی گالیاں دینا شروع کرتی ہے اسی طرح دونوں ایک دوسرے کو گالیاں دیتی رہتی ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک عورت حد سے زیادہ مغلظات بکتی ہے اور دوسری اُس کا جواب نہیں دیسکتی تو مقدمہ فیصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ عورت ہار جاتی ہے۔ جس کی نائبہ مقابلہ کرنے سے عاجز ہو جاتی ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔ کہ جب دن بھر گالیاں دینے پر بھی غالب اور مغلوب کا تعین نہیں ہوتا تو لڑائی دوسرے دن کیلئے ملتوی کر دیجاتی ہے۔

ازبک و ترکمان ازبک و ترکمان کے قبائل بھی افغانستان میں آباد ہیں یہ لوگ تاتاری النسل ہیں اور اب بھی ترکی زبان بولتے ہیں۔ ازبک اطراف بلخ میں اور ترکمان شہر میمنہ اور ہرات کے درمیان رہتے ہیں یہ سب سنی ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رح کے مذہب پر ہیں ازبک جو چنگیز خاں کے ایک پوتے کیطرف منسوب ہیں۔ اکثر کھیتی اور باغبانی کرتے ہیں۔ انگوروں کے درخت لگاتے ہیں اور مویشی پالتے ہیں۔ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے عمامہ باندھتے ہیں جنکا شملہ کانوں پر لٹکتا ہے۔ ریشم وغیرہ کے جبہ بھی پہنتے ہیں۔ اسکے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

نیچے ایک موٹے کپڑے کا استر لگا رہتا ہے۔ اور کچھ روئی بھی ہوتی ہے؛
بعض لوگ اس قسم کے تین تین اور چار چار جبہ ایک دوسرے پر پہنتے ہیں یہ لوگ گھوڑے کی سواری اور نیزہ بازی میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ اور جب ایک ازبک دوسرے سے ملنے کو جاتا ہے تو صاحب خانہ پہلے فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ اسکے بعد ایک روٹی کا ٹکڑہ پیش کرتا ہے اور ملنے والا اسکو نہایت احترام سے قبول کرکے اور اسے چوم کر جیب میں رکھ لیتا ہے چائے کے یہ لوگ بڑے شائق ہیں؛ اور گھوڑے کا گوشت کھانے سے نفرت نہیں کرتے ان میں بعض لوگ عالم بھی ہوتے ہیں۔

ترکمان بانات کے جبہ پہنتے ہیں اور سر پر پوستین کی ٹوپی (پاپاق) لگاتے ہیں۔ یہ لوگ گھوڑے نہایت محنت سے پالتے ہیں۔ ان کے گھوڑے اُن عربی گھوڑوں کی نسل سے ہیں جن کو نادر شاہ نے نجد سے طلب کیا تھا؛

اس قبیلہ کے اکثر لوگ لوٹ مار پر بسر کرتے ہیں۔ بلاد ایران اور اطراف ہرات سے مردوں اور عورتوں کو پکڑ کر لاتے ہیں اور غلام بنا کر بیچتے ہیں اور اسکے متعلق اُن کی حجت یہ ہے کہ شیعہ قیدیوں کی بیع جائز ہے کیونکہ وہ اسلام سے خارج ہیں۔ بسا اوقات وہ سنیوں کو بھی قید کر لیتے ہیں اور انہیں مارتے ہیں۔ اور جسم پر داغ لگاتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے شیعہ ہونے کا اعتراف کریں اور بخارا کے تقوے شعار لوگ اُن کے خریدنے میں تامل نہ کریں۔ اتفاق سے ایک مرتبہ انہوں نے ایک سنی عالم کو قید کر لیا جو اطراف ہرات کا باشندہ تھا۔ بھاگنے کے خوف سے وہ زنجیروں سے جکڑا گیا لیکن باوجود اسکے جب نماز کا وقت آتا تھا۔ تو امامت کیلئے اُسے کھول دیتے تھے اور نماز پڑھانے کے بعد پھر باندھ دیتے تھے۔ جب عالم نے یہ کیفیت دیکھی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

تو کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں سنی شخص ہوں تو پھر تم کیسے میرے قید کرنے اور بیچنے کو جائز سمجھتے ہو۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تم قرآن شریف سے زیادہ افضل نہیں ہو جسطرح قرآن شریف کا ہدیہ کرنا جائز ہے اسی طرح ہمارے لئے تمہارا ہدیہ کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن بیع ہرگز نہیں کرینگے۔ الحاصل ازبک اور ترکمان ظالم اور شرپسند قبیلہ ہیں۔ خصوصاً موخرالذکر میں یہ خصائل شدت سے پائے جاتے ہیں۔ لیکن بلاد افغانستان میں یہ لوگ کم ہیں۔

سادات افغانستان کے مختلف عناصر میں سے ایک جماعت سادات (اولاد علی ابن ابی طالب) کی بھی ہے جو اس ملک میں سید کہلاتی ہے اس جماعت کے بعض لوگ قندہار کے پاس مقام شنگ میں رہتے ہیں۔ اور بعض ولایت کنیڑ میں آباد ہیں جو جلال آباد کے پاس ہے۔ سادات کنڑ بابر شاہ کے زمانہ سے لے کر آج تک عظماء اور اکابر سے خالی نہیں رہے۔ عام طور پر تمام افغانی ان کے ساتھ بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کے اخلاق، عادات اور لباس افغانیوں سے مشابہ ہے۔

قزلباش افغانستان میں بسنے والی قوموں میں سے قزلباش بھی ہیں۔ قزلباش ترکی لفظ ہے جس کے معنے سرخ سر والے کے ہیں۔ شیعوں کی تمام صفوی فوج کا یہ لقب تھا، کیونکہ وہ سلاطین صفویہ کے حکم سے سرخ عمامے باندھتے تھے۔ قزلباش زیادہ تر کابل میں ہیں، اور غزنی و قندہار میں بھی پائے جاتے ہیں، یہ لوگ اصل میں ایرانی ہیں، نادرشاہ ان کو افغانستان میں لے آیا تھا۔ آداب، صنائع، اور دفتری کاموں میں ماہر ہوتے ہیں، اسی وجہ سے افغانستان کے ملکی دفاتر میں یہ لوگ نظر آتے ہیں اکثر امرا انہیں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور ادب و شاعری سکھانے کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ افغانستان

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

کی اور آبادی کے مقابلہ میں یہ لوگ بلحاظ ذکاوت، ذہانت، اور نظافت ممتاز ہیں، شجاعت اور اقدام بھی ان میں پایا جاتا ہے، عام قزل باش شیعہ مذہب پر ہیں اور محرم کے عشرۂ اول میں حضرت حسین بن علی بن ابی طالب کا ماتم کرتے ہیں۔

بلوچی قندھار کے جنوب میں پیشین کے پاس قوم بلوچ کے بھی کچھ لوگ آباد ہیں۔ یہ لوگ ایرانی النسل ہیں، اُن کی عادت یہ ہے کہ وہ اپنے بالوں کو بڑھاتے ہیں سر میں تیل ڈالتے ہیں اور پیروں میں چپل پہنتے ہیں، اور اپنی تلواروں کا پرتلہ کاندھو پر رکھتے ہیں، یہ لوگ قوی ہوتے ہیں، چوری اور رہزنی میں مشاق اور سخاوت وکرم میں بھی مشہور ہیں ان کا اسلام صرف یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ اور سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام جانتے ہیں، اگر تم کسی بلوچی سے کہو کیا تم روزہ رکھتے ہو! تو وہ اس کے جواب میں کہیگا۔ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بکریاں نہیں چرائیں بلکہ ہمارے خان (یعنی امیر) نے چرائی تھیں اسلئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور سزا کے اسکو تیس دن تک کھانے سے روکدیا، اسی طرح جب نماز کے متعلق پوچھو تو کہیگا کہ صرف ہمارا خان ہی نماز پڑھتا ہے جب ایک بلوچی دوسرے سے ملتا ہے تو خواہ وہ اجنبی ہو پہلے اُس سے خان کے متعلق پوچھتا ہے پھر اسکو مسلسل بہت سے سلام کرتا ہے جن میں بہت وقت صرف ہوتا ہے پھر سلام کو ان الفاظ پر ختم کرتا ہے۔ اگر تم میری مقدرت کو دیکھتے ہوئے جس چیز کا سوال کروگے میں دینے کیلئے تیار ہوں

اس قوم میں قساوت قلب جہالت وحشت اور بربریت حد سے زیادہ پائی جاتی ہے یہاں تک کہ بلوچیوں کا ایک قبیلہ جسکو مری کہتے ہیں۔ قافلہ لوٹتا ہے اور قافلہ والوں کو بغیر قتل کئے نہیں چھوڑتا کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ جبتک کہ صاحب مال زندہ رہیگا اُسکے مال کا استعمال جائز نہیں!

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہندو افغانستان میں بہت سے ہندو بھی پائے جاتے ہیں جن کا مذہب بت پرستی ہے ان لوگوں کے معابد کو دھرم سال کہتے ہیں۔ شہر کابل کے باہر اُن کا ایک مرگھٹ ہے۔ جہاں وہ اپنے مُردے جلاتے ہیں۔ بعض مُردوں کی راکھ محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اُسے دریائے گنگا میں ڈالنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ ان میں سے اکثر گورو نانک کے مذہب پر ہیں جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ تجارت اور صرافی ان کا تمام پیشہ ہے غیر مذہب والوں کے قریب آنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ غیر ہندو کو کھانے پینے کی چیز چھونے نہیں دیتے۔

افغانستان کا نظام حکومت

نظام حکومت حکومت افغانستان ایک شخصی اور استبدادی حکومت ہے لیکن حکومت دستوری سے کچھ مشابہت ضرور رکھتی ہے کیونکہ اہم معاملات روسار قبائل کے مشورہ سے طے ہوتے ہیں۔ افغانی حکومت کے ارکان حسب ذیل ہیں۔

۱۔ امیر۔ تمام سلطنت کا بادشاہ ہے۔

۲۔ وزیر۔ یہ بمنزلہ صدر اعظم کے ہے۔

۳۔ مستوفی الممالک۔ یہ وزیر مالیہ، اور وزیر داخلیہ کے فرائض انجام دیتا ہے۔

۴۔ خازندار۔ سرکاری روپیہ کی حفاظت اس کے ذمہ ہے۔

۵۔ ایشک آغاسی باشی۔ مستغیثین کی عرضیاں اسکے سامنے پیش ہوتی ہیں اور امیر کے حکم سے فریقین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔

۶۔ والی۔ (یہ صوبوں کے گورنر ہیں) یہ اکثر شاہی خاندان کے ہوتے ہیں اور ان کو سردار کہتے ہیں۔

۷۔ فوجی افسر۔ یہ لوگ افواج کی قیادت کرتے ہیں، بعض ان میں سردار

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بھی ہوتے ہیں؛

۸۔ کوتوال، یہ پولیس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

۹۔ مامورین،

۱۰۔ محاصل وصول کرنے والے،

ہر شہر میں سرکاری محاصل جمع کرنے کے لئے ایک نائب مستوفی رہتا ہے۔

امیر کی نشست مشرقی بادشاہوں کی طرح امیر افغانستان کی شان شوکت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ دیوان حکومت میں جسے دربار کہتے ہیں۔ اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ ایرانی قالین پر بیٹھتا ہے۔ اور اُسکے پاس صرف ایک تکیہ ہوتا ہے جس سے اُسکی نشست کی امتیاز ہوتی۔ حاجب اور دربان کسی شخص کو امیر کے پاس جانے سے نہیں روکتے۔ یہاں تک کہ ادنےٰ طبقہ کے لوگ بھی باریاب ہو سکتے ہیں۔ رعایا کا ہر شخص امیر سے زبانی اپنی شکائتیں بیان کر سکتا ہے نہایت آزادی سے اُسکے سامنے بول سکتا ہے۔ اور یہی حال صوبوں کے حاکموں کا ہے۔

امیر کے سامنے بہت سے مدمتگار اور خنجر لئے ہوئے کھڑے رہتے ہیں تاکہ شاہی احکام کی فوراً تعمیل کریں۔

امیر کبھی فیٹن میں سوار ہوتا ہے اور کبھی ہاتھی پر بیٹھتا ہے

دیوان حکومت میں امیر کے ساتھ خان ملا بھی بیٹھتا ہے تاکہ شرعی مقدمات کا فیصلہ کرے۔ خان ملا حقیقت میں قاضی القضات ہے۔ اسی طرح صوبوں میں ہر ایک والی کے ساتھ ایک قاضی بیٹھتا ہے؛

کوئی قانون نہیں ہے حکومت افغانستان کا کوئی سیاسی قانون نہیں ہے بلکہ تمام حل عقد، فیصلہ مقدمات، سزا کی تعیین، جرمانوں کی مقدار، قید کی میعاد،

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

مارنا' اور ملک سے نکالنا یہ سب امیر ہی کی رائے پر موقوف ہے۔ اسی طرح صوبوں کے والی اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ طریقہ اکثر ظلم اور ناانصافی سے خالی نہیں ہوتا۔ ہاتھ پاؤں اور ناک کان کاٹنے کی سزائیں اس ملک میں بہت کم ہوتی ہیں؛

سیاسی مجرموں کو امیر علانیہ قتل نہیں کرتا ہاں اگر سرداران قبائل کسی ایسے شخص کے قتل پر متفق ہو جائیں جس سے فتنہ و فساد اور تعصب مذہبی اور امن عام میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔ تو اسے علانیہ قتل کر دیا جاتا ہے۔

بسا اوقات امیر اپنے خاندان کے بااثر افراد کو (جو اس کے مصالح شخصی کے خلاف ہوں) قتل کر دیتا ہے۔ یا آنکھیں نکال لیتا ہے۔ یا اسی طرح کوئی اور اذیت پہنچاتا ہے کیونکہ کوئی دوسرا ان کی مدد کے لئے نہیں اٹھ سکتا؛ اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ امیر جب کسی وزیر سے غصہ ہوا ہے۔ یا اس کی کوئی اور برائی اسے معلوم ہوئی ہے تو اس کا مال ضبط کر لیا ہے؛

اور یہی طرز عمل شاہی خاندان کے والیوں کا اپنے اپنے صوبوں میں ہے۔ مالدار تاجر اور زمیندار عین اس بلا سے بہت کم نجات پاتے ہیں؛

خزانہ امیر سرکاری خزانہ میں اپنے ذاتی مال کی طرح جیسا چاہے۔ تصرف کر سکتا ہے' اور کسی کو منع کرنے اور باز رکھنے کا حق نہیں ہے' بلکہ یہ بات تو کسی کے خیال میں بھی نہیں گذرتی کہ سرکاری اموال امیر کی ذات کا ملک نہیں ہیں۔ اور ان میں سے صرف اسیقدر خرچ کر سکتا ہے۔ جس کی قانون اجازت دے اور رعایا بھی اسے پسند کرے؛

راستوں کی حفاظت چونکہ افغانی حکومت اپنے فرائض کو نہیں پہچانتی؛ اور نہ افغانستان میں کوئی ایسا قانون ہے جس کی رو سے ملک کی اصلاح ضروری ہو'

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اسلئے وہاں کی حکومت راستوں کی حفاظت سڑکوں کی درستی، اور ڈاکوؤں کو بازر کھنے کی طرف توجہ نہیں رکھتی، یہاں تک کہ جب قافلہ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانا چاہتا ہے تو جب تک کہ دو سو آدمی تلواروں اور بندوقوں سے مسلح نہ ہوں نہیں جاسکتا، اسلئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ جنگی فوج ہے اور ضرب وحرب کے لئے تیار ہے، بیع وشرا سے اس کو کچھ تعلق نہیں ہے، بعض افغانی شہروں میں حفاظت کے لئے محتسب ہوتے ہیں،

فوجی خدمت افغانی حکومت ایک فوجی حکومت سے مشابہ ہے، کیونکہ تمام ارباب مناصب خواہ ملکی ہوں یا علمی، اور تمام ملازمین وزیر سے لیکر منشیوں تک جنہیں وہ مرزا کہتے ہیں، اور قاضی القضاۃ سے لیکر اس کے ادنے نائب تک، سب کے نام فوجی دفاتر میں لکھے ہیں اور ان کی ماہوار تنخواہیں اُن سواروں کی تعداد کے لحاظ سے ہوتی ہے جن کا جنگ کے موقع پر حاضر کرنا اُن کے لئے ضروری ہوتا ہے مثلاً قاضی القضاۃ کی تنخواہ سو سواروں کے لحاظ سے ہے، اسلئے اُسپر واجب ہے کہ تمام لڑائیوں میں سو سواروں کے ساتھ شرکت کرے اور وہ سب اپنے ہتھیاروں سے مسلح ہوں،

حکومت کی طرف سے دیہات کے مشائخ پر واجب ہے کہ وہ زمینداروں سے فوج کے لئے آدمی فراہم کریں، لہذا مشائخ اپنی رائے کے مطابق سپاہی پیش کرتے ہیں اور اسکے متعلق نہ کوئی قانون ہے۔ اور نہ قرعہ ڈالا جاتا ہے فوجی خدمت کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں ہے،

جب سپاہی فوجی خدمت پر ہو تو اُس کی ماہوار تنخواہ چھ روپیہ ہے اور اس میں یومیہ کا کچھ تعین نہیں ہے، بعض اوقات تنخواہ کی ادائی میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے،

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

جنگ کے وقت حکومت دیہات اور قصبات کے لوگوں سے اُن کی آبادی کے مطابق سوار اور پیدل فراہم کر سکتی ہے، اس قسم کے سوار "اوپڑہ سوار" اور پیدل "خاصہ دار" کہلاتے ہیں، جنگ کے زمانہ میں حکومت ہی انکے مصارف برداشت کرتی ہے، یہ سوار اکثر جمشیدی اور ازبک ہوتے ہیں۔

امارت موروثی ہے افغانی حکومت وراثۃً منتقل ہوتی ہے لیکن یہ شرط نہیں ہے۔ کہ وارث امیر کا بڑا ہی لڑکا ہو۔ امیر کو اختیار ہے کہ اپنے جس لڑکے کو چاہے۔ ولیعہد مقرر کرے، اسی وجہ سے امارت افغانستان اضطراب سے خالی نہیں ہوتی، کیونکہ لوگ حکومت حاصل کرنے کی شدید حرص رکھتے ہیں اور طامعین حصول حکومت کی غرض سے شر و فساد پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے!

سلطنت افغانستان اور دنیا کی اور سلطنتوں کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے البتہ ہندوستان کی انگریزی حکومت سے گذشتہ زمانہ میں بعض شرائط طے ہو چکی ہیں۔

محاصل بلاد افغانستان میں سرکاری محاصل دو قسم کے ہیں ایک قسم وہ ہے جو اصحاب زراعت، مالکان باغات، اور مویشی پالنے والوں سے وصول کیجاتی ہیں، اور یہ قسم شرعی زکوۃ سے مشابہ ہے، اور دوسری قسم وہ ہے جو قوم غلجئی کے ہر ایک مرد سے (جو دکاندار ہو یا کسی قسم کی صنعت رکھتا ہو اور اس کی عمر ۱۵ سال کی ہو) ہر سال ایک روپیہ بطور جزیہ کے وصول کیا جاتا ہے اور یہ ٹیکس صرف تذلیل کیلئے لگایا گیا ہے۔ جب سے کہ حکومت قوم غلجئی سے "عبدل" میں جو موجودہ امیر کا قبیلہ ہے منتقل ہوئی ہے آمدنی کا ایک ذریعہ وہ جرمانے بھی ہیں جو مجرموں سے وصول ہوتے ہیں، اور جنگی کا محصول ہے

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

جو درآمد کے مال پر لگایا جاتا ہے؛ اور اس طرح سے جو محصول وصول ہوتا ہے وہ صرف حدود افغانستان سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر شہر اور قصبہ سے لیا جاتا ہے؛

چونکہ پہاڑوں کے رہنے والے اکثر اوقات سرکشی کرتے ہیں اس لئے بغیر فوجی طاقت کے ان سے محصول وصول نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس کے لئے فوجی جماعتیں روانہ کیجاتی ہیں، افغانستان میں ہر وقت فتنہ و فساد اور قبائل کی بغاوت جاری رہنے سے سرکاری آمدنی کا صحیح اندازہ قائم نہیں کیا جاسکتا؛ لیکن غالب گمان یہ ہے کہ افغانستان کی آمدنی ۱۵ ملین اور ۱۸ ملین گنی کے درمیان ہے، اور یہ رقم خاندان شاہی کی تنخواہوں میں صرف ہوتی ہے۔ افغانستان کی سرکاری زبان فارسی ہے؛

عیدین کا جلوس امیر افغانستان کی عادت ہے کہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن اس کی سواری نماز کیلئے شہر کے باہر نہایت شان کے ساتھ جاتی ہے، نماز کے بعد توپیں اور بندوقیں چلتی ہیں، اور امیر کے سامنے شہسواروں کی مسابقت (گھوڑ دوڑ) کرتے ہیں، واپسی پر محل میں دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ اور لوگ جوق جوق عید کی مبارکباد کے لئے آتے ہیں؛

خاتمہ کتاب

افغانستان کا اجمالی حال

آب و ہوا عمارات زراعت، صناعت، تجارت اور معادن

چونکہ بلاد افغانستان باعتبار عرض البلد کے مختلف ہیں، اور بعض جگہ بلند پہاڑ اور بعض جگہ پست وادیاں ہیں اسلئے وہاں کی آب و ہوا بھی اختلاف مواقع کی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

وجہ سے سردی اور گرمی میں مختلف ہے؛ اور تیز خصول اور موسم کے ساتھ متغیر ہوتی رہتی ہے، لیکن صحت کے لئے افغانستان کی آب وہوا بہت اچھی ہے کیونکہ وہ عفونت اور فساد سے بالکل خالی ہے اسلئے وہاں وہ وبائی امراض بہت کم پیدا ہوتے ہیں جن کا باعث ہوا کا فساد ہوتا ہے؛

شہروں اور قصبوں کے مکان اکثر ایک منزل ہوتے ہیں، اور اکثر اینٹوں سے بنے ہوئے اور زیب و زینت سے بالکل خالی ہوتے ہیں، البتہ شہر کابل کے اکثر مکانات لکڑی اور پتھر کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، اور بعض میں باغیچہ، نہریں، اور حوض بھی ہیں؛

افغانستان کے شہروں کی سڑکیں اور گلیاں تنگ اور ٹیڑھی، مگر قندھار کی سڑکیں سیدھی اور کشادہ ہیں، زمانۂ سابق کی خوبصورت اور نمین مسجدیں جو اس ملک میں تھیں وہ دشمن کے پے در پے حملوں اور راتدن کی لڑائی جھگڑوں سے ویران ہوگئی ہیں؛ اور اسوقت جو مساجد موجود ہیں وہ نہ زیادہ مضبوط ہیں اور نہ اُن میں زینت و آرائش ہے؛

شہروں اور قصبوں کے گرد اکثر شہر پناہ ہوتی ہے جس میں قدیم طرز کے بُرج بنے ہوئے ہوتے ہیں، جو توپوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے البتہ سواروں کے حملہ کو روک سکتے ہیں، ہاں ہرات کابل کے شہر زیادہ مستحکم ہیں، ہرات کے گرد مٹی کی بنی ہوئی شہر پناہ ہے۔ جسپر توپوں کے گولے اثر نہیں کرتے اور کابل کے گرد پہاڑ ہیں اور اُنپر بُرج اور استحکامات بنے ہوے ہیں، اس سے عرصہ تک دشمن کی مدافعت ہوسکتی ہے؛

افغانستان کی زمین تمام مزروعات کے قابل ہیں، یہ زمین بڑی اور چھوٹی نہروں اور دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے؛ لیکن چونکہ فتنہ و فساد کی کثرت ہے لوگ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

فنون زراعت سے واقف نہیں ہیں، پلوں کو مضبوط نہیں بنا سکتے، اور نہروں کے کھودنے اور پلوں کے بنانے میں مہارت رکھتے ہیں اسلئے اکثر اراضی بیکار پڑی رہتی ہیں اور دریا وادیوں اور ریتلی زمینوں میں بیکار بہے جاتے ہیں، مگر باوجود اس کے وہاں کے لوگ گیہوں، جو، چاول، جوار، مکا، لوبیا، چنا اور ہری ترکاری وغیرہ اتنی بو لیتے ہیں جو اُن کی ضروریات کے لئے کافی ہو سکتی ہے، کچھ روئی، تمباکو، افیون، اور دوائیاں بھی تجارت کے لئے بوئی جاتی ہیں، درختوں کے لگانے اور اُن کی پرورش کرنے میں اپنی طاقت کے موافق بہت محنت کرتے ہیں۔ انگور، خوبانی، بہی، سیب، امرود، انار، اخروٹ، بادام، عناب، پستہ، اور توت وغیرہ کے درخت لگاتے ہیں، ہرات والے ریشم کے کیڑے پالتے ہیں، جلال آباد میں گنے بوئے جاتے ہیں، افغانستان کے بعض پہاڑوں میں صنوبر، مصطگی، اور جنگلی پستہ، وغیرہ پایا جاتا ہے، اس ملک کے تمام میوے نہایت اچھے ہوتے ہیں؛

صنعت و حرفت اس ملک میں بہت کم ہے، اور صرف اُسی قدر ہے جو آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہے، اس میں اصلاح اور ترقی کی کوشش نہیں کیجاتی، وہاں کی مصنوعات میں ریشمی کپڑے اور ایک قسم کا بغیر رنگ کا کشمیرہ جس کو وہ پٹو کہتے ہیں، اور پوستین جو بھیڑ کے بچوں کی کھال سے کابل میں تیار کیا جاتا ہے، اور ہرات کے بنے ہوئے رنگین فرش، اور قبیلہ ہزارہ کی بافات برک (جس کا ہم پہلے ذکر چکے ہیں) قابل ذکر ہیں، کابل، اور قندہار میں توپ، بندوق، اور تلوار بنانے کے چھوٹے چھوٹے کارخانے بھی ہیں؛

افغانستان کے تجارتی تعلقات زیادہ تر ہندوستان بخارا اور ایران کے ساتھ ہیں، وہاں سے ہندوستان کو اون، روئی، میوہ جات، ... وغیرہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

اونٹوں پر بار ہو کر جاتے ہیں اور ایران کی طرف بانات پوستین، اور خاص قسم کے چپل اور کشمیری شال (جو کشمیر اور امرتسر سے افغانستان میں لائی جاتی ہیں) بھیجی جاتی ہیں، بخارا اور ہندوستان سے افغانستان میں بانات کتان اور روئی کے کپڑے، چائے، شکر، شیشے کی چیزیں، چینی کے برتن کاغذ، فولاد، لوہا، تانبا، پارہ، ریشم کے کیڑے، اور دوائیاں وغیرہ آتی ہیں، اور ایران سے کپڑے اور ہتھیار آتے ہیں۔

افغانستان میں بہت سی چیزوں کی کانیں پائی جاتی ہیں، مگر وہاں کے لوگ اُنکے نکالنے اور نفع اُٹھانے پر قادر نہیں ہیں، قندہار میں سونے کی کان، اور خوست و کرم میں لوہے کی، کابل میں یاقوت کی، اور بدخشاں میں لوہے، گندک، یاقوت اور لاجورد وغیرہ کی کانیں ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سی کانیں پائی جاتی ہیں، لیکن یہ سب معطل اور بیکار پڑی ہیں، سلطنت افغانستان کے حالات، نظام حکومت، طریق معاشرت، اور قبائل کی تفصیل میں جو کچھ ہم لکھنا چاہتے تھے وہ لکھ چکے۔ واللہ ولی التوفیق۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

تتمہ تاریخ افغانستان

(از مترجم)

سید جمال الدین نے اپنی تاریخ میں یہاں تک لکھا ہے کہ ۱۲۹۵ھ میں روسی سفارت افغانستان میں آئی، انگریزوں کو اُس کا آنا ناگوار ہوا، کیونکہ انھیں روس کی طرف سے ہمیشہ خطرہ تھا، اور وہ روسی افغانی اتحاد کو ہندوستان کے لئے ہمیشہ مضر خیال کرتے تھے، چنانچہ انگریزوں نے بھی ایک سفارت جس میں متعدد زنجیرا اور ایک ہزار سوار تھے، افغانستان روانہ کی، مگر امیر صاحب کی طرف سے انھیں حدود افغانستان میں داخل ہونے سے روکدیا گیا؛ کیونکہ انگریزوں نے دو سال سے امیر شیر علیخاں کو وہ رقم دینا بند کردی تھی جو سالانہ دیجایا کرتی تھی، انگریز سفارت کے روکے جانے سے اور بھی برہم ہوئے اور انھوں نے افغانستان پر فوجکشی کردی؛

اس کے بعد کے تاریخی واقعات لکھنے سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ رقوم مذکور کے تعلق میں چند اہم معلومات ہدیہ ناظرین کریں جن کو محض سیاسی مصالح کی بناپر انگریز مورخین نے (اور اُن کی تقلید میں ہندوستانیوں نے) قصداً چھوڑ دیا ہے؛

یہ ۱۲ لاکھ سالانہ کی رقم امیر صاحب کو کیوں دیجاتی تھی؟

بعض لوگ اس رقم کو وظیفہ سے تعبیر کرتے ہیں، بعض کا خیال ہے کہ یہ حکومت ہند کی طرف سے ایک نذرانہ تھا، بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ روپیہ افغانستان کو صرف اسلئے دیا جاتا تھا کہ گورنمنٹ ہند سے اُن کے تعلقات خوشگوار

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

رہیں، اور وہ روس سے متحد ہو کر ہندوستان پر حملہ کرنے میں اُس کو مدد نہ دیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انگریز بلا کسی معقول وجہ کے اسقدر بڑی رقم نہیں دے سکتے، اور نہ یہ رقم وظیفہ یا نذرانہ ہو سکتی ہے، نہ امیر افغانستان کو وظیفہ اور نذرانہ کی ضرورت تھی، رہی یہ وجہ کہ یہ روپیہ روس کے برخلاف اپنے ساتھ متحد رکھنے کے لئے دیا جانا تھا تو ایک حد تک معقول ہو سکتی ہے مگر واقعہ اسکے بھی خلاف ہے؛

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امیر صاحب نے انگریزوں کی سفارت کو جو ایک کثیر جماعت پر مشتمل تھی کابل و افغانستان میں داخل ہونے سے روک دیا اور انگریزوں نے افغانستان پر فوجکشی کر دی؛

چونکہ اس زمانہ میں افغانستان میں سابق خانہ جنگیوں کی وجہ سے مختلف پارٹیاں تھیں، اور ملک میں کامل اتحاد نہ تھا، شیر علیخان کی پارٹی کمزور تھی، کسی نے انکی مدد نہیں کی، علاوہ بریں ملک میں لڑنے کے لئے تیار نہیں تھا؛ اسلئے انگریزی فوجیں برابر افغانستان میں بلا مزاحمت گھستی ہوئی چلی گئیں؛

جب امیر شیر علی خاں نے یہ صورت دیکھی تو وہ بخارا کی طرف چلدیئے، اُنکے دل پر سخت صدمہ تھا، شدت غم کی وجہ سے راستہ میں بمقام مزار شریف (بلخ) مرض خناق میں اُن کا انتقال ہو گیا،

امیر یعقوب خان مئی ۱۸۷۹ء میں یعقوب خان بن امیر شیر علیخان نے انگریزوں سے معاہدہ کیا اور خود والئے افغانستان ہوئے انگریزوں کی طرف سے جو شرائط معاہدہ پیش کی گئیں اُن میں سب سے زیادہ خراب شرط یہ تھی کہ کابل میں سلطنت برطانیہ کیطرف سے جو سفیر رہیگا وہ بجائے ہندوستانی کے انگریز ہوگا؛ اور اُسکی حفاظت کے لئے انگریز اپنی فوج رکھینگے، امیر یعقوب

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

خاں نے مجبوراً یہ شرط منظور کی، مگر افغان جیسے آزاد قوم کو یہ کب گوارا ہو سکتا تھا۔ کہ غیر مسلم طائفت کا اقتدار کابل میں اس حد بڑھ جائے؛

جب افغانوں نے دیکھا کہ پورا ملک انگریزوں کے قبضہ میں ہے اور امیر یعقوب خاں کی امارت برائے نام ہے۔ اسکے علاوہ ان کو انگریزوں کی چند ایسی کارروائیاں معلوم ہوئیں جن کو کوئی غیرتمند قوم ایک لمحہ کیلئے گوارا نہیں کر سکتی، تو اُن کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہیں رہی، سب نے جمع ہو کر انگریزی سفارت خانہ پر حملہ کیا اور برٹش سفیر کو مع تمام ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا؛

جب اس واقعہ کی خبر ہندوستان میں پہنچی تو انگریزوں نے ایک زبردست فوج کابل کی طرف روانہ کی، فوج کے پہنچنے پر جنرل رابرٹس نے ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۹ء کو اعلان کیا کہ افغانستان کا ملک آئندہ سے انگریزی قبضہ میں رہیگا، اور آج سے کابل کی حکومت جنرل ہیل کی سپرد کیجاتی ہے اور امیر یعقوب خاں معزول کئے جاتے ہیں؛

امیر یعقوب خاں انگریزوں کے موافق تھے، مگر انگریزوں کو یہ شبہ ضرور تھا۔ کہ سفیر کا قتل امیر صاحب کے اشارہ پر ہوا ہے، اسلئے اُنہوں نے مصلحت یہی سمجھی کہ یعقوب خاں کو ہندوستان بھیجدیا جائے۔ چنانچہ وہ انگریزی حفاظت میں ڈیرہ دون بھیجدیئے گئے؛

یعقوب خاں سے عام افغانی بھی خوش نہیں تھے کیونکہ اُنہوں نے انگریزوں سے دب کر صلح کی تھی، اسلئے افغانستان میں رہنے سے خود انھیں اپنی جان کا خطرہ تھا، انگریزوں کی مصلحت اور اُنکی استدعا دونوں اُن کے ہندوستان آنے کا باعث ہوئیں،

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

امیر یعقوب خاں کے بعد افغانستان پر انگریزوں کا قبضہ تھا! مگر یہ قبضہ صرف اُنہی حدود میں منحصر تھا جو اُن کے فوجی تسلط کے زیر اثر تھے، ورنہ تمام اضلاع آزاد خود سر نظر آتے تھے، اور ہر طرف ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرنے کی کوششیں جاری تھیں!

آخر کار کرنل محمد جان خان غازی نے امیر شیر علیخان کے سالے موسیٰ خان کو امیر مقرر کیا، علمانے ہر طرف جہاد کے اعلانات شائع کئے، چند زبردست معرکوں کے بعد انگریزی فوجیں شکست کھا کر ایک مرکز پر جمع ہوگئیں،

اس جنگ میں ہزاروں افغانی جان نثار اپنے وطن پر قربان ہوئے اور اسیطرح انگریزی فوج کی ایک کثیر تعداد ماری گئی جس میں انگریز اور اُنکے مددگار ہندوستانی مسلمان اور ہندو شامل تھے!

امیر عبدالرحمٰن خان جب انگریزی فوجیں محاصرہ کیحالت میں تھیں، تو افغانوں نے جنگ جاری رکھنے یا روک دینے کے متعلق باہم مشورہ کیا، بعض نے رائے دی کہ جنگ جاری رکھنا مناسب ہے، لیکن بعض مدبرین نے جواب دیا کہ اس صورت میں دوسری تازہ دم فوج ہندوستان سے آجائے گی، اور دوبارہ ایک نئی جنگ شروع ہوجائے گی، اسلیئے مناسب یہی ہے کہ انگریزوں سے مناسب شرائط پر صلح کرلیجائے، لیکن صلح کرنے سے پہلے اپنے لئے ایک امیر مقرر کرلینا چاہیئے جو شیر علیخاں کے خاندان سے نہ ہو، جمہور نے یہ رائے پسند کی، اور کہا کہ افغانستان کے تخت و تخت کے لئے عبدالرحمٰن سے زیادہ مستحق اور موزوں کوئی دوسرا شخص نہیں ہوسکتا!

قاصد مژدۂ امارت لیکر عبدالرحمٰن خاں کے پاس پہنچا جو اُسوقت بخارا میں تھے چنانچہ آپ تشریف لائے، اور بتاریخ ۱۴ شعبان ۱۲۹۷ھ (۳۰ جولائی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

۱۸۸۸ء) بمقام چاریکار سب نے مسجد میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور انگریزوں کو بھی آپ کی امارت کا اعتراف کرنا پڑا۔

اسکے بعد انگریزوں سے صلح کی شرطیں طے کی گئیں جن میں سب سے زیادہ اہم شرط جسکے لئے افغانی لڑے تھے یہ تھی۔ کہ آئندہ افغانستان میں انگریزوں کی طرف سے کوئی جمعیت نہ رہے گی، اور افغانستان کے حدود بدستور قائم رہینگے، تکمیل صلح کے بعد انگریزی فوجیں ہندوستان واپس چلی آئیں، انگریز مورخین کا بیان ہے، کہ خود برطانیہ نے عبدالرحمٰن خان کو امیر بنایا اور افغانستان کی حکومت اُن کے سپرد کی، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اوّل تو انگریز افغانستان کے جائز فرمانروا نہ تھے، ملک افغانوں کا تھا، انہوں نے خود اپنی طاقت سے حکومت واپس لیلی، اور افغانوں نے اپنے انتخاب سے عبدالرحمٰن خاں کو امیر مقرر کیا، اگر انگریز اپنے انتخاب سے امیر مقرر کرتے تو وہ ہرگز عبدالرحمٰن خاں کو پسند نہ کرتے جو مدت تک اُنکے دشمنوں (روسیوں) کی صحبت میں رہے تھے اور روس کی طرف سے ۱۸ سو پونڈ سالانہ اُن کے لئے مقرر تھا!

انگریزوں نے افغانستان پر اسلئے فوجکشی کی تھی کہ روس کے ساتھ افغانستان متحد نہ ہوجاے پھر یہ کسطرح ممکن ہے کہ انگریز ایسے شخص کو امیر مقرر کریں جو عرصہ تک روس میں رہا ہو۔ اور روسی ارباب سیاست کی صحبت میں برسیں گذاری ہوں۔

جسوقت امیر عبدالرحمٰن خان مسند امارت پر بیٹھے تو اُنھوں نے افغانستان کی حکومت کھوئی ہوئی سلطنت کی بہت کوشش کی تھی۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی اور اب جبکہ وہ مایوس ہوکر بخارا چلے گئے تھے، اچانک انھیں افغانستان کا بادشاہ

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

بننے کا خیال و گمان بھی نہ تھا، یکایک قاصد نے بخارا پہنچکر امارت کا مژدہ سنایا اگر امیر عبدالرحمٰن خاں کو اس طرح سلطنت نہ ملتی بلکہ انگریز انھیں بادشاہ بناتے تو بجائے خداداد کے "انگریز داد" نام زیادہ موزوں ہوتا۔

چونکہ رعایا نے مسجد میں آپ سے بیعت کی تھی اسلئے مسجد کی تصویر نشان سلطنت کے لئے تجویز کیگئی، چنانچہ افغانستان کے قومی جھنڈے اور دیگر سرکاری کاغذات وغیرہ پر مسجد کی تصویر ہوتی ہے۔

امیر عبدالرحمٰن خان کے دور حکومت سے تاریخ افغانستان کا ایک نیا باب شروع ہوتا ہے، پہلے افغانستان قتل و غارت، کشت و خون، اور فتنہ جنگیوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا، مگر عبدالرحمٰن خاں جیسے مدبر عالی دماغ اور سیاسی فرمانروا کی بدولت اہل ملک امن و سکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔ آپنے تمام مادہ فاسدہ کا استیصال کیا، اور تمام سرکش عناصر کو مطیع بنایا، اور چونا عاقبت اندیش علما امیر صاحب کے خلاف ملک میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے، اُن سب کو صاف کر کے ملک میں امن قائم کر دیا۔

قیام امن کے ساتھ آپ ملک کی علمی، اقتصادی، اور صنعتی ترقی سے بھی غافل نہ رہے، اشاعت علم اور صنعت و حرفت کو فروغ دینے کے لئے مدارس اور کارخانے قائم کئے، اسلحہ سازی کی طرف توجہ کی، جدید ترین قسم کی توپیں، بندوقیں، اور کارتوس وغیرہ افغانی کارخانوں میں تیار ہونے لگے اور ملک کو بڑی حد تک اجنبی ممالک کی احتیاج نہ رہی۔

امیر عبدالرحمٰن خاں اگرچہ کچھ زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے، مگر انھیں قدرت نے ایک زبردست سیاسی دماغ عطا کیا تھا! وہ انگریزوں اور روسیوں کی سیاسی چالوں کو بخوبی سمجھتے تھے۔

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

افغانستان کو امیر حبیب اللہ خان اور ان کے بعد امیر امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ کے دور میں بہت زیادہ ترقی نصیب ہوئی ہے، مگر اس ترقی کا سنگ بنیاد امیر عبدالرحمن خان کے ہاتھوں سے رکھا گیا ہے، بندوق، توپ، اور میگزین سازی کے کارخانے، ہر قسم کے کپڑا بننے کی مشینیں، شیشہ سازی، اور لوہا، تانبا وغیرہ ڈھالنے کی بھٹیاں، اور مختلف قسم کی مفید اور کارآمد مشینیں امیر عبدالرحمن خان کی قائم کی ہوئی ہیں؛

امیر عبدالرحمن خان نے انتظام ملک کو بھی بڑی حد تک مہذب کیا؛ دفتر امور مذہبی، میونسپلٹی، محکمہ تجارت، دفتر مالگذاری، پوسٹ آفس، عدالت دیوانی و فوجداری، دفتر صدر محاصب، تعمیرات عامہ، طبابت معدنیات، مدارس، وغیرہ وغیرہ، سب امیر مرحوم کے عہد کی یادگاریں رہیں؛

امیر عبدالرحمن خان نے ۲۱ سال ۱۰ ماہ حکومت کرنے کے بعد ۱۹ جمادی الآخری ۱۳۱۹ھ کو ۵۸ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

امیر حبیب اللہ خان امیر عبدالرحمن خان کے بعد اُن کے فرزند امیر حبیب اللہ خان ۲۰ جمادی الآخری ۱۳۱۹ھ کو ۲۹ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے، امیر حبیب اللہ خان تمام ملکی اور فوجی اصلاحات میں اپنے والد کے متبع تھے؛ اُن کے عہد میں بھی بہت کچھ اصلاحات ہوئیں، اشاعت تعلیم، اور صنعت و حرفت کی ترقی میں امیر صاحب نے سعی بلیغ فرمائی۔

۱۹۰۷ء کی ابتدا میں امیر صاحب نے ہندوستان کی سیاحت کی، ہندوستان کے مشہور شہر اور تاریخی مقامات دیکھے، وائسرائے وغیرہ سے سرکاری ملاقاتیں رہیں، ہندوستانی رؤسا سے ملے دوران سفر میں

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

ہندو مسلمانوں کو باہم متحد رہنے کا مشورہ دیتے رہے، ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی مقامات کی سیر کی، سکولوں، مدرسوں، اور قومی انجمنوں کو گرانقدر عطیے مرحمت کئے، اسلامی عہد کے آثار، محلات، مساجد، اور قلعے وغیرہ دیکھ کر مسلمانوں کی گذشتہ عظمت و جبروت پر آنسو بہائے۔ اور ۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو افغانستان کی طرف مراجعت فرمائی۔

ملک میں پہنچنے پر وہاں ایک پارٹی امیر صاحب کے مخالف ہوگئی، وہ امیر صاحب کی حیاتِ ہند کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی تھی۔ یہ پارٹی ان راسخ العقائد مسلمانوں کی تھی جو غیر مسلم اقوام سے خلط و اختلاط کو پسند نہیں کرتے، خاصکر انگریزوں سے دور رہنے کو اپنے ملک و قوم کیلئے بہتر خیال کرتے ہیں۔

اس جماعت نے جب دیکھا کہ امیر حبیب اللہ خاں کا طرزِ عمل یہ ہے کہ انگریزوں سے ہمیشہ صلح رکھی جائے اور ان کی مخالف سلطنتوں سے کسی قسم کا تعلق پیدا نہ کیا جائے خواہ وہ سلطنت خلافت عظمیٰ ہی کیوں نہ ہو، تو اس نے امیر صاحب کی مخالفت میں اور زیادہ سرگرمی اختیار کی، اور اسکی تعداد میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

سلطنت ترکی کی طرف سے متعدد مرتبہ باہم اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، بڑے بڑے فوجی اور ملکی آفیسر اس مقصد کے لئے افغانستان آئے، اور انہوں نے سمجھایا کہ اسلامی سلطنتوں کی بقا صرف ان کے اتحاد پر موقوف ہے، مگر امیر صاحب نے انھیں باتوں پر ہی رکھا۔ اور اس میں کبھی کوئی عملی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

حصہ نہیں لیا؛

آخر کار اسی سیاسی کش مکش میں کسی شخص نے رات کے وقت بمقام جلال آباد بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۱۹ء امیر صاحب کو گولی ماردی، اور اُن کے ساتھ اُن کی سیاست کا بھی خاتمہ کردیا؛

امیر امان اللہ خاں خلد اللہ ملکہ

امیر حبیب اللہ خاں کے بعد اُن کے فرزند دوم امیر امان اللہ خاں تخت حکومت پر بیٹھے، آپ کا سب سے زیادہ زریں کارنامہ یہ ہے کہ افغانستان آپ کے مبارک عہد میں تمام داخلی اور خارجی سیاست میں بالکل آزاد ہوگیا، نہ اُسے اپنی خارجہ پالیسی میں انگریزوں سے مشورہ لینے کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی قسم کا برطانوی اقتدار افغانستان کی سرزمین پر ہے؛ اور وہ رقم جو سالانہ حکومت ہند کی طرف سے امیر صاحب کو دیجاتی تھی اس کے لینے سے بھی امیر امان اللہ خاں نے انکار کردیا؛

افغانستان تمام دنیا کی سلطنتوں میں جس سے چاہے معاہدہ کرسکتا ہے۔ چنانچہ اُس نے متعدد حکومتوں کے ساتھ تجارتی اور سیاسی عہدنامے کئے ہیں، غرض مثل دیگر آزاد سلطنتوں کے افغانستان کے سفرا بھی دنیا کی متعدد سلطنتوں میں موجود ہیں، اور ان سلطنتوں نے بھی اپنے سفیر کابل بھیجے ہیں، غرض افغانستان اب ہر طرح ایک آزاد اور خود مختار حکومت ہے۔ ٹرکی کے ساتھ بھی اُسکے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں؛

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

تعلیم اور صنعت و حرفت میں بھی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ امیر صاحب کی تمام تر توجہ ملکی صنعت کو اس حد تک ترقی دینے کی ہے کہ افغانستان کو غیر ممالک کی احتیاج نہ رہے، اور وہ اپنی ضروریات زندگی خود مہیا کر سکے بلکہ وہاں کی مصنوعات کثرت سے دنیا کے بازاروں میں بھیجی جائیں۔

S72,
WAR

باہتمام مولوی عبدالرشید صاحب منیجر
اسلامیہ سٹیم پریس لاہور کنید دروازہ میں چھپی

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)

حاجی محمد محی الدین صاحب پیٹرڈ چیف جسٹس ہائیکورٹ دکن حال دہلی (۲۵) ڈاکٹر عبدالرشید صاحب
عبدالرشید جگو میاں صاحب ایچ۔ ایم۔ بی۔ بلگام والہ۔ ہوبلی دھارواڑ (۲۶) نور محمد عبداللہ صاحب
ٹا سوڈی ہوس ممبئی ڈارڈروڈ بمبئی ۳ (۲۷) اہلیہ خاں صاحب نصیر احمد خاں صاحب مع فت تحصیلدار
صاحب موگہ (۲۸) صدیق احمد خاں صاحب ایچ پی۔ یو معرفت تحصیلدار صاحب موگہ (۲۹) مولوی
حسین صاحب خوشنویس عادلگڈھ ضلع گوجرانوالہ (۳۰) منشی وہاب بیگ صاحب سپرنٹنڈنٹ آئی
ریلوے بہاولپور (۳۱) بیگم صاحبہ صاحبزادہ آباد احمد خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس آفتاب منزل
گڈھ (۳۲) منشی نواب علی صاحب خاں صاحب ٹھیکہ دار نام پلی دیوی باغ حیدرآباد دکن (۳۳)
شوانی صاحب بیاڈرک امریکہ (۳۴) جلال الدین صاحب میریاسولا کیلی فورنیا امریکہ (۳۵)
عدین خاں صاحب میریاسولا کیلی فورنیا امریکہ (۳۶) محمد عظیم منشی صاحب منگلباری اسٹیٹ
جیلنگ (۳۹) حاجی محی الدین صاحب کچرالوہ کاپیٹی (۴۰) مولوی محمد حسین صاحب کیلی فورنیا
ریکہ (۴۱) احمد محی الدین صاحب ولد محمد عثمان صاحب محرر رجسٹری کنٹر ضلع اورنگ آباد دکن
(۴۲) علی محمد صاحب ولد یعقوب علی صاحب موضع آموال ضلع جالندہر (۴۳) فتحدین صاحب
ڈرک امریکہ (۴۴) خان غلام سرور خاں صاحب ہیڈ کنسٹیبل تھانہ کھالڑہ ضلع لاہور (۴۵)
ہدی محمد عبداللہ خاں صاحب گڈس سپرنٹنڈنٹ بغداد غربی (۴۶) منشی بوٹے خاں صاحب
ہیڈ کنسٹیبل تھانہ کھالڑہ ضلع لاہور (۴۷) شیخ فضل الٰہی صاحب پوسٹ بکس ۲۲۱۶ کلکتہ
(۴۸) پیر بخش صاحب پنجابی برادرک امریکہ (۴۹) عبداللہ خاں صاحب آڈرک امریکہ
(۵۰) بابو ولی محمد خاں صاحب آئل ڈیپو کلرک جنرل سٹورز مغلپورہ لاہور (۵۱) مرزا
محمد صاحب مغل کیانی چک ۶۱ جنوبی ڈاکخانہ کوٹ مومرہ ضلع شاہ پور (۵۲) مرزا
حسین بیگ صاحب چک نمبر کور ضلع شاہ پور (۵۳) ڈاکٹر شیخ محمد اسحاق صاحب سنیئر
اسسٹنٹ سرجن ساگر (۵۴) ولی محمد صاحب موضع ہری پور ضلع جالندہر (۵۵)
صاحب صوبیدار ڈاکٹر امام علی خاں صاحب محمد پور ضلع اعظم گڈھ (۵۶) عنایت
صاحب سیکرٹینٹو کیلی فورنیا امریکہ (۵۷) چوہدری ولایت حسین صاحب ٹیچر گورنمنٹ
سکول بھیرہ (۵۸) ڈاکٹر غلام نبی خاں صاحب پوسٹ بکس ۲۷۳ برادرک امریکہ (۵۹)
الحکیم صاحب گارڈ بہار ملگر کیمپ بارگل بصرہ عراق (۶۰) خانصاحب ڈاکٹر جہان خاں صاحب
اسسٹنٹ سرجن انچارج پورٹ۔

سلطان علی منیجر

Pashto Academy (http://pashtoacademy.uop.edu.pk)